A-PDF Watermark DEMO: Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark
perfect24u.com

اسلامیات (اختیاری)

برائے گیارہویں جماعت

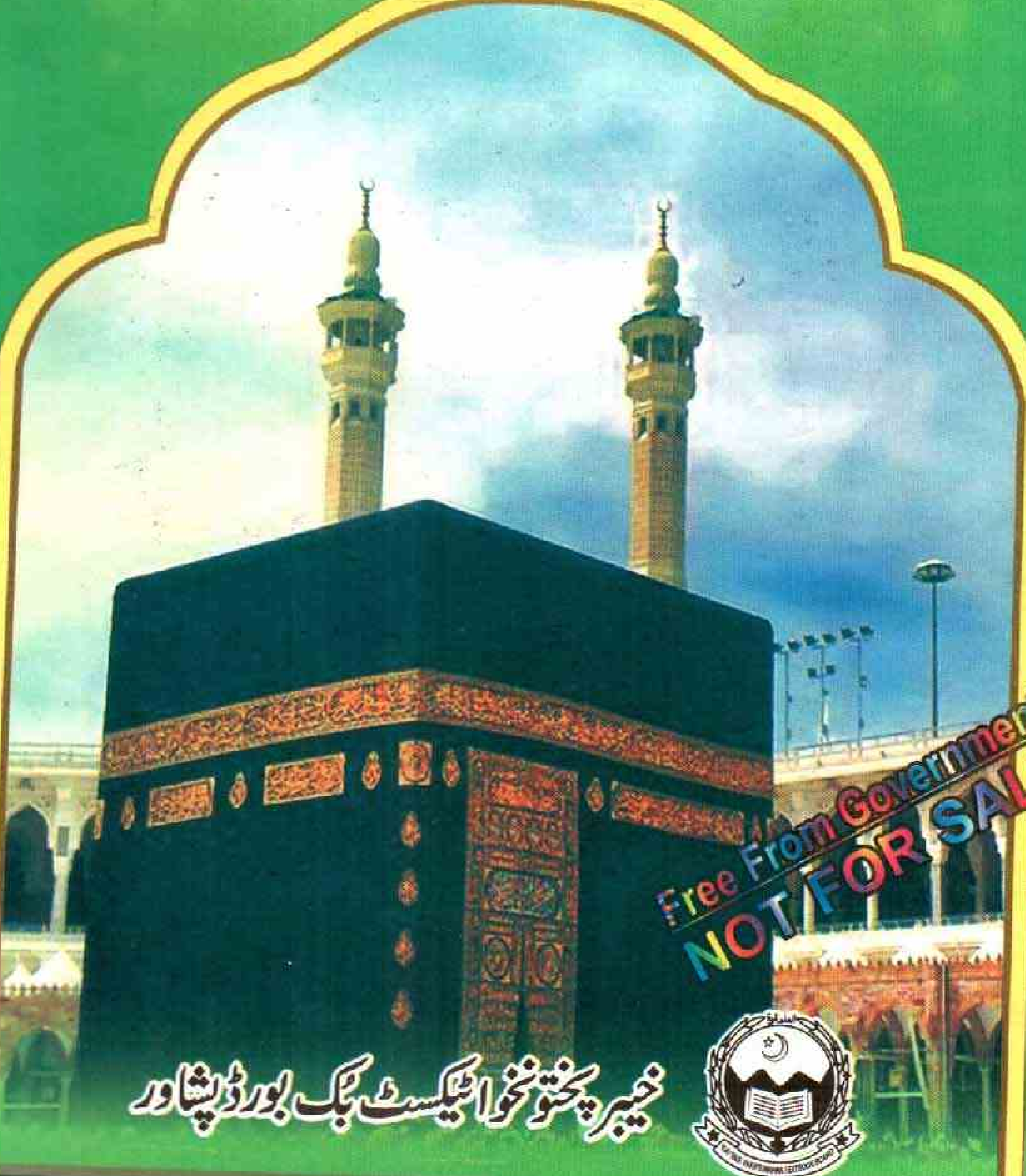

Free From Government
NOT FOR SALE

خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

perfect24u.com

perfect24u.cm

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جس کی بنیاد اسلام ہے اس لحاظ سے یہاں اسلامیات کا مضمون خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے دوگونہ مقاصد ہیں۔ ایک تو طلباء اور طالبات کا معیار تعلیم بلند ہو اور دوسرا ان کے اندر صحیح معنوں میں اسلامی روح پیدا ہوتا کہ وہ بہتر مسلمان اور اچھے پاکستانی کی حیثیت سے اپنی وسیع تر ذمہ داریوں کو کما حقہ پورا کر سکیں۔ اس مضمون کا مطالعہ محض امتحانی نقطہ نظر ہی سے نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ پہلو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے دین کا فہم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔

اسلامیات اگرچہ نسبتاً آسان مضمون ہے لیکن اس میں طلباء اور طالبات کو ایک بڑی دقت یہ پیش آتی ہے کہ اکثر موضوعات تشنہ ہوتے ہیں اور خاص طور پر سورتوں، آیات قرآنی، احادیث اور قواعد کی تشریح بہت کم کی گئی ہوتی ہے۔ اس طرح دیگر موضوعات پر بھی خاطر خواہ معیاری مواد دستیاب نہیں ہوتا۔ زیر نظر کتاب میں اسی دقت کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور مختلف موضوعات پر مفصل، معیاری، جامع اور مستند مواد فراہم کیا گیا ہے۔ آیات قرآنی، احادیث اور دیگر موضوعات کو پیش کرتے ہوئے اس امر کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ گویا موضوع کا تعین کر کے اس پر ایک مختصر سا مضمون لکھنا ہے۔

ان شاء اللہ یہ کتاب طلباء اور طالبات میں علوم دینیہ کے حصول کا شوق پیدا کر کے مزید اعلیٰ کتب کے مطالعے کا ذریعہ بنے گی۔ اگر اس کتاب میں کوئی خوبی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی خامی ہے تو وہ ہماری طرف سے ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس معمولی کوشش کو شرف قبولیت بخشے اور اسے نونہالان ملت کے لیے مفید اور کارآمد بنائے۔

(آمین)

perfect24u.com

perfect24u.cm

فہرست عنوانات

باب اول		قرآن مجید	1
	الف	کتابت قرآن	3
	ب	ترجمہ وتفسیر قرآن	16
	ج	قرآن مجید کے اساسی مباحث	22
	د	عبادات	58
	ہ	سیرت رسول ﷺ کا قرآن مجید کی روشنی میں مطالعہ	79
	و	منتخب آیات قرآن۔ ترجمہ وتفسیر	107
باب دوم		حدیث	124
		منتخب احادیث کا ترجمہ وتشریح	137
باب سوم		علمی پیش رفت میں مسلمانوں کی خدمات	164
باب چہارم		اسلام کا نظامِ حکومت وریاست	189
باب پنجم		عصرِ حاضر اور اسلامی ریاستیں	235
باب ششم		عربی زبان وادب	257

perfect24u.com

perfect24u.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بابِ اوّل — قرآن مجید

تدریسی مقاصد

اس سبق کے پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

ا۔ قرآن مجید میں توحید، رسالت، آخرت، ملائکہ، عبادت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے مقام و منصب کے حوالے سے آیات کا تفصیلی مطالعہ کرنے کی استعداد پا سکیں اور مجوزہ آیت قرآنیہ کا ترجمہ اور تشریح کر سکیں۔

۲۔ قرآن مجید کے اساسی مباحث جو عقائد، غور و فکر اور سماج و تمدن سے متعلق ہیں، کے بارے میں قرآن مجید کی منتخب آیات کا مطالعہ کر سکیں اور اپنی زندگی کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر ان تعلیمات کے مطابق بنا سکیں۔

۳۔ قرآنی آیات کے تناظر میں سیرتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے مختلف پہلوؤں سے روشناس ہو سکیں اور عملی زندگی میں ان کی اہمیت جان کر اپنی زندگی کے مطابق بنا سکیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

قرآن مجید

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ مقدس کتاب ہے جو اس نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر نازل کی۔ قرآن مجید تمام انسانوں کے لیے ہدایت اور راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

(المائدہ:۱۵)

ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (روشنی) اور کھلی کتاب آئی ہے۔

قرآن مجید ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر مسئلے کا حل بتاتا ہے اور ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

قرآن مجید کے مختلف نام ہیں جن میں الکتاب (کامل کتاب یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب) الفرقان (حق و باطل میں فرق کرنے والا) الذکر (نصیحت) الشفا (تندرستی۔صحت) النور (روشنی) وغیرہ شامل ہیں۔

قرآن مجید میں تیس پارے، 114 سورتیں اور سات منزلیں ہیں۔

الف ۔ کتابتِ قرآن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے شروع ہی سے اس بات کا اہتمام کیا کہ کلامِ الٰہی کو خود اپنی عام بات چیت سے الگ محفوظ اور ممتاز کر دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم خود تو اُمّی تھے اس لیے نزولِ وحی کے بعد کسی پڑھے لکھے

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

آدمی کو بلا کر اس سے نازل شدہ کلام لکھوایا کرتے تھے۔ اس زمانے میں عرب میں کاغذ کا رواج بہت ہی کم تھا۔ لکھنے کے لیے کھجور کے چوڑے پتے، اونٹ کے شانے کی چوڑی ہڈی اور ہرن کی جھلی وغیرہ استعمال ہوتی تھی۔ نزولِ وحی کے وقت جو چیز بھی فوری طور پر دستیاب ہوتی اس پر نازل شدہ آیات لکھی جاتی تھیں۔ اس کے بعد اس تحریر کو مسلمانوں میں پھیلاتے جو اسے زبانی یاد کر لیتے اور اس سے نقل کر کے اپنے پاس بھی رکھ لیتے۔ اس طرح ابتدائی دور میں ہی مکہ کے مسلمان گھروں میں قرآن مجید کے لکھے ہوئے حصے موجود تھے۔

دراصل قرآن کریم کی پہلی ہی وحی میں عَلَّمَ بِالْقَلَم (اللہ نے قلم سے علم سکھایا) کہہ کر کتاب کی تحریر کے ذریعے سے حفاظت کی طرف اشارہ کر دیا۔ وحی کے لکھوانے کا یہ کام ہمیشہ کسی مسلمان سے ہی کروایا جاتا تھا اور آگے چل کر یہ خاصا معزز اور ذمہ دارانہ عہدہ بن گیا۔ جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے وحی کو لکھنے کی خدمت انجام دی، انہیں کاتبانِ وحی کہا جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ہر نئی وحی کو لکھوانے کا اتنا اہتمام فرماتے تھے کہ ہمیشہ سفر میں بھی لکھنے کا سامان ساتھ رکھتے تھے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے یہ بندوبست بھی کر دیا تھا کہ قرآن مجید کا ہر نیا نازل ہونے والا حصہ لکھوانے کے بعد مسجد نبوی میں ایک صندوق میں رکھ دیا جاتا تھا اور تمام مسلمان اس سے اپنے لیے نقلیں تیار کرتے رہتے تھے۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے وصال (ربیع الاول ۱۱ھ) تک قرآن مجید کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا جو تحریری صورت میں کسی مسلمان گھرانے میں موجود نہ ہو۔ البتہ یہ مسلسل اور ایک جگہ مرتب کتاب کی شکل میں نہ تھا بلکہ بکھرے ہوئے اوراق کی مانند تھا۔

مستند تحریر کے علاوہ کسی کتاب کی حفاظت کا دوسرا ذریعہ اسے زبانی یاد کر لینا ہے۔ قرآن مجید سے پہلے جتنی آسمانی کتابیں نازل ہوئیں ان میں سے کسی کو بھی زبانی یاد کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا، قرآن مجید وہ واحد کتاب ہے جس کو پہلے دن سے آج تک زبانی یاد کرنے کے ذوق وشوق میں کوئی فرق نہیں آیا اور ہر زمانے میں ہزاروں لاکھوں انسان قرآن مجید کے حافظ ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

قرآن مجید کا رسم الخط اور رموزِ اوقاف

قرآن مجید جس دور میں نازل ہوا اس وقت حروف پر نقطے اور حرکات (زیر، زبر، پیش) لگانے کا رواج نہیں تھا۔ عرب چونکہ اہل زبان تھے ان کی اپنی زبان عربی تھی اور قرآن مجید عربی میں نازل ہوا اس لیے انہیں اس کی تلاوت میں کوئی دقت نہ ہوتی تھی۔ جب غیر عرب کثرت سے اسلام میں داخل ہوئے اور انہیں نقطے اور حرکات نہ ہونے کی وجہ سے بعض حروف اور الفاظ کو پڑھنے میں مشکل پیش آنے لگی تو ایک جیسے حروف کو نقطے لگا کر ایک دوسرے سے ممتاز کر دیا گیا اور حرکات کے ذریعے صحیح تلاوت میں آسانی پیدا کر دی گئی۔ نقل کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید پر نقاط و حرکات لگانے کا کام مشہور اموی گورنر حجاج بن یوسف نے کروایا تھا۔

قرآن مجید میں کچھ الفاظ ایسے ہیں جن کے لکھنے کا طریقہ عام عربی زبان کی کتابت سے مختلف ہے مثلاً عام عربی زبان میں صلاۃ (نماز) اور زکاۃ (زکوۃ) لکھتے ہیں جبکہ قرآن مجید میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح کے کچھ اور الفاظ بھی ہیں جن کا قرآنی رسم الخط مختلف ہے۔ اس لیے خیال رہے کہ جب بھی آپ قرآن مجید کی کوئی آیت لکھنا چاہیں تو اسے قرآن مجید سے دیکھ کر اسی طریقہ سے لکھیں جس طرح قرآن مجید میں لکھی ہوئی ہے۔ صرف یادداشت پر بھروسہ کر کے لکھنے سے کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے۔

یہ تو تھا بعض الفاظ میں حروف کی کمی بیشی کا مسئلہ جس کے بارے میں قرآن مجید کے خاص رسم الخط کی پابندی کی جاتی ہے۔ ایک اور فرق آپ نے دیکھا ہوگا اور وہ یہ کہ کچھ کتابیں ٹائپ کے حروف میں چھپتی ہیں اور کچھ کاتبوں کی خطاطی سے چھپتی ہیں۔ ان دونوں قسم کی کتابوں میں حروف کی بناوٹ میں فرق ہوتا ہے۔ ایک لفظ کے حروفِ تہجی تو دونوں قسم کی کتابوں میں ایک ہی ہوں گے لیکن ان حروف کی بناوٹ الگ الگ ہوگی لیکن اس فرق کی قرآن مجید کی کتابت میں پابندی نہیں، آپ چاہیں تو ٹائپ کے حروف (نسخ) میں لکھیں، چاہیں کتابت کے عام حروف (نستعلیق) میں۔ چوتھی صدی ہجری کے آخر تک کاتب جس خط میں قرآن مجید لکھتے تھے اسے خطِ کوفی کہتے ہیں۔ موجودہ دور میں قرآن مجید لکھنے کے مختلف خطوط اور انداز ہیں۔ قرآن مجید کی کتابت باقاعدہ ایک فن کی حیثیت رکھتی ہے۔

آدابِ تلاوت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے لیے سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس میں نصیحت اور کامیابی کا پیغام ہے،

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ظاہری اور باطنی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ قرآن مجید میں بنی نوع انسان کی راہنمائی اور عافیت کا سامان ہے۔ ہدایت اور رحمت کا خزانہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

- ''جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت نہ کی جائے وہ ویران گھر ہے اور جس گھر میں تلاوت کی جائے وہ آباد گھر ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

- ''جس سینے میں قرآن کا کوئی حصہ محفوظ نہیں وہ اجڑے ہوئے گھر کی طرح ہے''۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر 2913)
- ''اور دلوں کو زنگ لگ جائے تو قرآنِ مجید کی تلاوت اور موت کی یاد اس کو صاف کردیتی ہے۔'' (شعب الایمان بیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اس سلسلے میں مزید ارشادِ گرامی ہیں:

- ''اپنے گھروں کو نماز اور تلاوت قرآن سے روشن رکھو۔'' (شعب الایمان)
- ''جو آدمی قرآن مجید کا ایک حرف پڑھے گا اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔'' (مستدرک حاکم والمعجم الکبیر للطبرانی)

اس لیے قرآن مجید کی تلاوت تمام اذکار میں افضل ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت اور عزت واحترام کے چند آداب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر قرآن مجید میں کیا اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے احادیث میں بیان فرمایا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

ظاہری آداب

i۔ پاک وصاف ہونا

قرآن مجید کو ہاتھ لگانے سے پہلے انسان کا پاک وصاف ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ (الواقعہ: 79)

ترجمہ: اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

وضو کے بغیر قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔ وضو کر کے تلاوت کرنی چاہیے۔ زبانی پڑھنا ہو تو وضو کے بغیر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بیٹھنے کی جگہ بھی پاک ہونی چاہیے۔ تلاوت سے پہلے مسواک کر لینا بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

"تمہارے منہ قرآن مجید کے راستے ہیں۔ تم ان راستوں کو مسواک کر کے پاک صاف کر لیا کرو۔"

(سنن ابی ماجہ، حدیث نمبر 291)

ii۔ تعوذ

قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے "اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم" پڑھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ (النحل:98)

ترجمہ: اور جب تم قرآن کو پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

iii۔ ترتیل

قرآن مجید کو آہستہ آہستہ یعنی ترتیل سے پڑھا جائے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ (المزمل:4)

ترجمہ: اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

iv۔ تجوید

قرآن مجید کے حروف کو اس کے مخارج سے تمام صفات کا لحاظ رکھتے ہوئے ادا کرنا چاہیے۔ ایک ایک لفظ واضح اور جدا جدا ہونا چاہیے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

v- خوش الحانی

قرآن مجید کو محبت اور شوق سے اچھے لہجے میں پڑھنا چاہیے۔ لہجہ میں شیرینی ہو اور پورے الفاظ ادا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا ''تم اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔'' (سنن ابن داؤد، حدیث نمبر 1468)

vi- گانے کی طرح پڑھنے کی ممانعت

(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1342)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

''اپنے آپ کو عشقیہ نغموں کے انداز میں قرآن پڑھنے سے بچاؤ۔ میرے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو گا گا کر قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (یعنی ان کے دلوں پر کوئی اثر نہ ہوگا)''

vii- تین دن میں ختم کرنا:

تین دن رات سے کم مدت میں قرآن مجید ختم کرنے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے پسند نہیں فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

''جو تین دن رات سے کم میں قرآن کو ختم کرلے اس نے قرآن کو نہیں سمجھا''۔

(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 1390، سنن ترمذی، حدیث نمبر 2949)

viii- خاموشی سے سنا

بعض لوگ تلاوت کرتے کرتے باتیں بھی شروع کردیتے ہیں۔ یہ قرآن مجید کے آداب کے خلاف ہے۔ جب قرآن مجید پڑھا جائے تو خاموشی سے سنا جائے۔ تلاوت کے دوران باتیں کرنا اللہ تعالیٰ کے کلام کی ناقدری کرنے کے مترادف ہے۔

ix- قرآن مجید کا عمومی ادب

قرآن مجید کی طرف پیٹھ یا پاؤں نہیں کرنے چاہئیں اور نہ ہی اس سے اونچائی پر بیٹھنا چاہیے۔ دلی طور پر ادب کرنے کے ساتھ ساتھ ظاہری آداب کو بھی ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔ قرآن مجید کو صاف ستھری اور بلند جگہ پر رکھنا چاہیے۔ کسی پاک وصاف کپڑے یا غلاف سے ڈھانپ دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

x۔ قرآن مجید کو سمجھنا:

قرآن مجید دراصل بندوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ کتاب کو پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سمجھا جائے، اس لیے قرآن مجید کو سمجھنا بہت ضروری ہے تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا خطاب کر رہا ہے۔

قرآن مجید ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم وہ زبان سیکھیں جس میں یہ پیغام ہے تا کہ ہم خود سے اسے سمجھ سکیں۔ کم از کم قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنی چاہیے اور یہ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام میں ہمارے لیے کیا ہدایات اور نصیحتیں ہیں۔

xi۔ قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنا:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا ہے۔ ہدایت کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کی تعلیمات کے مطابق عمل کریں تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر تم قرآن مجید پر عمل کرو گے تو تمہیں دنیا میں بھی عزت ملے گی اور آخرت میں بھی کامیاب رہو گے۔

قرآن مجید باطنی اور روحانی بیماریوں کے علاج کے لیے نازل ہوا ہے اس سے صحت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ البتہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس لیے اسے دیکھنا، چھونا، پڑھنا، زبانی یاد کرنا باعث برکت اور ثواب ہے۔ جس مقصد کے لیے قرآن مجید نازل کیا گیا ہے وہ تب ہی حاصل ہوگا جب اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے گا۔

xii۔ صرف ترجمہ نہ پڑھیں بلکہ پہلے آیات کی تلاوت کریں اور پھر ان کا ترجمہ پڑھیں۔

xiii۔ دوران تلاوت رموزِ اوقاف کا خاص خیال رکھیں۔

xiv۔ تلاوت کے اختتام پر اپنے لیے، اپنے والدین، اساتذہ، عزیزوں اور رشتہ داروں کے لیے ہدایت اور مغفرت کی دعا ضرور کریں۔

باطنی آداب:

تلاوت قرآن مجید کا صحیح حق تو اسی وقت ادا ہوسکتا ہے جب وہ دل کی گہرائیوں میں اترتا جائے اور پڑھنے والے کو دنیا و مافیہا سے بے خبر کردے۔ قرآن وسنت میں اس کی بے شمار مثالیں اور اس میں مدد دینے والے بہت سے آداب

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

منقول ہیں۔ یہاں اختصار کے ساتھ درج ذیل آداب نقل کیے جا رہے ہیں:

۱۔ کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کتنا عالی مرتبت کلام ہے۔

۲۔ حق سبحانہٗ وتقدس کے علوشان اور رفعت و کبریائی کو دل میں رکھے جس کا کلام ہے۔

۳۔ دل کو وساوس وخطرات سے پاک رکھے۔

۴۔ معانی کا تدبر کرے اور لذت کے ساتھ پڑھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایک شب تمام رات اس آیت کو پڑھ کر گزار دی:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(المائدہ:118)

ترجمہ: (اے اللہ) اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر مغفرت فرما دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات اس آیت کو پڑھ کر صبح کر دی۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ (یٰس:59)

ترجمہ: اے مجرمو! آج قیامت کے دن فرماں برداروں سے الگ ہو جاؤ۔

۵۔ آپ جن آیات کی تلاوت کر رہے ہیں دل کو ان کا تابع بنا دیں۔ مثلاً اگر آیتِ رحمت زبان پر ہے تو دل خوش ہوجائے اور آیتِ عذاب اگر آ گئی ہے تو دل لرز جائے۔

۶۔ کانوں کو اس درجہ متوجہ بنا دے کہ گویا اللہ تعالیٰ خود کلام فرما رہا ہے اور بندہ سن رہا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۷۔ قرآن مجید کی تلاوت خوشی اور دلجمعی سے کرنی چاہیے۔ مجبوری یا اضطراری حالت میں کی گئی تلاوت زیادہ فائدہ مند نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

"قرآن مجید کو اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگا رہے۔ جب طبیعت اکتا جائے تو اٹھ کھڑے ہو۔"
(صحیح بخاری، حدیث نمبر 7364)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ (المزمل:20)

ترجمہ: "پس قرآن جو آسانی سے پڑھ سکتے ہو، پڑھو"۔

سجدۂ تلاوت

قرآن مجید میں انسانوں کے لیے راہنمائی اور ہدایت کی تعلیمات ہیں۔ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں قرآن مجید ہماری راہنمائی نہ کرتا ہو۔ قرآن مجید میں مختلف عنوانات کے تحت آیات موجود ہیں جن میں ایمانیات، عبادات، معاملات، جزا وسزا وغیرہ شامل ہیں۔ چند آیات جن میں اللہ تعالیٰ کی خاص کبریائی، عظمت و ہیبت، بڑائی یا جاہ وجلال کا تذکرہ ہے وہاں سجدۂ تلاوت موجود ہے۔

تلاوتِ قرآنِ مجید کے دوران جب قاری سجدۂ تلاوت والی آیت کی تلاوت کرتا ہو تو وہاں سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نماز کے دوران جب امام صاحب سجدۂ تلاوت والی آیت کی قرأت کرتا ہے تو وہ نماز کے سجدوں کے علاوہ سجدۂ تلاوت بھی ادا کرتا ہے۔ نماز کے علاوہ تلاوت کے دوران سجدۂ تلاوت والی آیت مکمل ہونے کے فوراً بعد سجدۂ تلاوت کرلینا چاہیے۔ لیکن اگر تلاوت کے بعد بھی سجدۂ تلاوت کرلیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قرآن مجید میں سجدہ ہائے تلاوت کی تعداد کے بارے میں مختلف مکاتبِ فکر میں ذرا اختلاف پایا جاتا ہے۔ حنفی مکتبِ فکر کے نزدیک سجدہ ہائے تلاوت کی تعداد چودہ ہے جبکہ شافعی مکتبِ فکر ان کی تعداد پندرہ بتاتے ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

سجدہ ہائے تلاوت درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	سورت	آیت نمبر
1	سورۃ الاعراف	206
2	سورۃ الرعد	15
3	سورۃ النحل	50
4	سورۃ بنی اسرائیل	109
5	سورۃ مریم	58
6	سورۃ الحج	18
7	سورۃ الفرقان	60
8	سورۃ النمل	26
9	سورۃ السجدہ	15
10	سورۃ ص	24
11	سورۃ حٰم سجدہ	38
12	سورۃ النجم	62
13	سورۃ الانشقاق	21
14	سورۃ العلق	19

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک سورۃ الحج آیت نمبر 77 میں بھی سجدۂ تلاوت ہے۔

قرأت وسماعت

قرآن مجید سنتے وقت توجہ اور استغراق کا ہر وہ جائز طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے پورا پورا دھیان نصیب ہو جائے۔ سماع قرآن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توجہات اس قدر پختہ تھیں کہ سنتے ہی آنکھیں برسنا شروع ہو جاتی تھیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝
(المائدہ:83)

ترجمہ: اور جب وہ اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہٖ وسلم پر نازل ہوئی تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے حق بات پہچان لی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کرتے ہیں: اے پروردگار ہم ایمان لے آئے ہیں آپ ہم کو ماننے والوں میں لکھ دیجیے۔

ایک اور مقام پر تلاوت سننے والے مومنین کی کیفیت یوں بیان فرمائی:

وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝
(الانفال:2)

ترجمہ: اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

اس کی مثالیں بہت کثرت سے ملتی ہیں۔ اس عمل کو زیادہ سے زیادہ پرتاثیر بنانے کے لیے قرآن مجید میں دو بنیادی آداب بتائے گئے ہیں۔ ایک غور سے سننا اور دوسرا خاموش ہو جانا۔ جس طرح قرآن مجید کی تلاوت ایک عظیم عمل ہے اسی طرح اس کے سننے کا اہتمام کرنا بھی بہت عظیم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝
(الاعراف:204)

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: اور جب قرآن مجید پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

سماع قرآن کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ آیات میں خوب غور کرے، خوش خبری والی آیات پر رحمت باری کا یقین دل میں لائے اور خوشی کا اظہار کرے اور آیات وعید پر رونے کی پوری کوشش کرے، آیات سجدہ پڑھے تو سجدہ میں گر جائے اور رب تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿١٠٨﴾ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ﴿١٠٩﴾ (بنی اسرائیل: 109-108-107)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب وہ (قرآن مجید) ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے۔ بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔ اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے اور وہ روتے جاتے ہیں اور اس سے ان کو اور زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے۔

مشق

سوال 1: درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں۔

الف۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں وحی لکھنے کا کیا انتظام تھا؟

ب۔ قرآن مجید کس طرح اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہا، وضاحت کریں۔

ج۔ تلاوتِ قرآن مجید کے دوران ہمیں کن چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

د۔ تلاوتِ قرآن مجید کے باطنی آداب کیا ہیں؟

ہ۔ قرآن مجید کی قرأت وسماعت کے اصول قرآنی آیات کی مدد سے بیان کریں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

سوال2: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ قرآن مجید کے پانچ دیگر نام بتائیں۔

ب۔ وحی لکھنے والوں کو کیا کہتے ہیں؟

ج۔ علم کے حصول کے حوالے سے پہلی وحی کی کیا اہمیت ہے؟

د۔ حجاج بن یوسف نے قرآن مجید پر نقاط و حرکات کیوں لگوائے؟

ہ۔ قرآن مجید کو شفا کس وجہ سے کہا جاتا ہے؟

و۔ تلاوتِ قرآن مجید سے پہلے پاک و صاف ہونا کیوں ضروری ہے؟

ز ترتیل اور تجوید سے کیا مراد ہے؟

ح۔ مومنین پر تلاوتِ قرآنِ مجید سننے کا کیا اثر ہوتا ہے؟

ط۔ آیاتِ وعید سے کیا مراد ہے؟

سوال3: دیے گئے سوالات میں درست ترین جواب کا انتخاب کریں۔

الف۔ " قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ " میں کتاب مبین سے مراد ہے۔

i۔ آسمانی کتابیں ii۔ قرآن مجید iii۔ روشنی iv۔ ہدایت

ب۔ قرآن مجید کے دیگر ناموں میں ایک نام "الذکر" ہے جس کے معنی ہیں۔

i۔ علم ii۔ عمل iii۔ نصیحت iv۔ رہنما

ج۔ حجاج بن یوسف نے قرآن مجید پر نقاط و حرکات لگوائے کیونکہ

i۔ وہ عربی زبان سے ناواقف تھا

ii۔ غیر عرب مسلمانوں کے لیے آسانی پیدا کرنا چاہتا تھا

iii۔ خلیفہ وقت نے اس کی ڈیوٹی لگائی تھی۔

iv۔ وہ اسلام میں جدت لانا چاہتا تھا

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

د۔ قرآن مجید کی کس طرح سے تلاوت کرنے سے منع فرمایا گیا ہے؟

i۔ بلند آواز سے ii۔ خاموشی سے iii۔ کھڑے ہو کر iv۔ گانے کے انداز میں

ہ۔ سجدۂ تلاوت کن آیات میں ہوتا ہے؟

i۔ وہ آیات جن میں قیامت کا تذکرہ ہو ii۔ جن آیات میں عذاب جہنم کا تذکرہ ہو

iii۔ فکرِ آخرت یاد دلانے والی آیات iv۔ عظمتِ خداوندی پر مشتمل آیات

سرگرمی

طلبہ سے قرآن مجید کے نسخہ میں سے سجدہ تلاوت کے مقامات تلاش کروائے جائیں۔

perfect24u.com

perfect24u.com

ب۔ ترجمہ و تفسیرِ قرآن

ترجمۂ قرآن کی ضرورت و اہمیت

مسلمانوں کی اکثریت چونکہ قرآنِ مجید کی زبان عربی سے ناآشنا ہے اس لیے ان کو قرآنی تعلیمات سے آشنا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی مادری زبانوں میں اسلامی اصول و ضوابط کے مطابق قرآن مجید کے تراجم کیے جائیں۔ اسلام پوری دنیائے انسانیت کے لیے رحمت بن کر آیا ہے اور پوری دنیا کے لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے آشنا کرنا امتِ مسلمہ کا فرض ہے بالخصوص غیر مسلموں کو اسلامی دعوت دینے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی مادری زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کیے جائیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم اور بابرکت کلام کو سمجھ سکیں۔ ترجمۂ قرآن کی اس اہمیت و ضرورت کی وضاحت کے بعد یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ ترجمہ خواہ کتنا ہی عمدہ اور حسین کیوں نہ ہو اس میں وہ خوبیٔ کلام اور قوتِ بیان پیدا نہیں ہوسکتی جو عربی زبان میں موجود ہے۔ قرآن مجید تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لیے قرآن مجید کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں قرآن مجید کے برابر نہیں ہوسکتا۔ تاہم ترجمۂ قرآن کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے کیونکہ موجودہ دور میں اسلام کی اشاعت قرآن مجید کے ترجمہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ عصرِ حاضر میں قرآن مجید کے کسی دوسری زبان میں ترجمہ کے جائز ہونے پر تمام علماء متفق ہیں۔ لیکن اس میں حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ قرآن مجید کے بعض تراجم بدنیتی اور اسلام دشمنی کے نقطۂ نظر سے بھی کیے جانے لگے ہیں۔ اسی وجہ سے علمائے اسلام نے قرآنِ مجید کے تراجم کے لیے کچھ شرائط عائد کی ہیں:

شرائطِ ترجمۂ قرآن

۱۔ یہ کہ ترجمۂ قرآن احادیث نبویہ، عربی لغت اور اسلامی شریعت کے معتبر اصول و ضوابط کے مطابق ہو اور اس میں ذاتی رائے کا دخل نہ ہو۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مترجم کا تعلق کسی باطل عقیدے سے نہ ہو کیونکہ ایسا شخص ترجمہ کرتے وقت اس میں اپنے باطل نظریات کی آمیزش کردے گا لہٰذا ایسا ترجمہ ناقابلِ اعتماد ہوگا۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ مترجم جس زبان میں ترجمہ کر رہا ہے وہ اس زبان اور عربی زبان کا بخوبی ماہر ہو۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ کی اقسام

ترجمہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنی ایک زبان کے الفاظ کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کے ہیں۔

ترجمہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ لفظی ترجمہ

۲۔ بامحاورہ ترجمہ

لفظی ترجمہ

اس ترجمہ سے مراد یہ ہے کہ اصل کلام کے مفہوم کو برقرار رکھتے ہوئے ایک لفظ کی جگہ دوسری زبان کا ہم معنی لفظ رکھ دیا جائے۔ اس طرح کے ترجمہ کو لفظی ترجمہ کہا جاتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ

اس ترجمہ سے مراد یہ ہے کہ قرآنی آیات کا مفہوم دوسری زبان میں کھول کر بیان کر دیا جائے۔ اس میں الفاظ کی ترتیب قائم رکھنا ضروری نہیں۔

برِصغیر پاک و ہند میں ترجمہ قرآن کے چند مظاہر

تاریخی روایات کے مطابق برصغیر یعنی پاکستان اور ہندوستان میں ترجمہ نگاری کا آغاز شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا۔ آپ کا تعلق ایک مذہبی علمی گھرانے سے تھا۔ آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ آپ کے بعد آپ کی اولاد نے اس سلسلے کو خوب آگے بڑھایا۔ شاہ صاحب اور ان کا خاندان بلاشبہ برصغیر کا وہ عظیم خاندان ہے جن کی کاوشوں سے برصغیر میں بسنے والی امت قرآن و حدیث سے واقف ہوئی۔ بابائے اردو مولوی عبد الحق کے بقول اردو زبان میں عام طور پر قرآنِ مجید کا پہلا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کا اور دوسرا شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا خیال کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں ترجمے تیرھویں صدی ہجری کے ہیں۔ جب کہ قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ قدیم سندھ کے ابتدائی دور کی یادگار ہے لیکن یہ صحیح طور پر معلوم نہیں ہے کہ یہ ترجمہ ہندی زبان میں تھا یا سنسکرت میں یا مقامی سندھی زبان میں۔ بہر حال یہ قرآن مجید کا قدیم ترین ترجمہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگر دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی فہرست تیار

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

کی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ مشرقی زبانوں میں قرآن مجید کے سب سے زیادہ تراجم فارسی اور اردو زبانوں میں ہوئے۔
ذیل میں برصغیر میں قرآنِ مجید کے مختلف تراجم کی تفصیل دی جا رہی ہے۔

ا۔ ''فتح الرحمن'' کی تدوین

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ رحیمیہ میں بارہ سال تعلیم و ارشاد کا کام انجام دینے کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ وہاں آپ نے حجازِ مقدس کے مشائخ سے استفادہ کیا۔ آپ نے مکہ معظمہ میں ایک الہامی خواب دیکھا جس میں یہ ارشاد کیا گیا کہ ہندستان میں تمہارے ذریعہ اصلاح ہوگی، علم پھیلے گا اور اسلامی ہدایت کے کئی چراغ روشن ہوں گے۔ چنانچہ 1145 ہجری کو آپ سفر حجاز سے واپس لوٹے اور اسی الہامی اشارہ کی وجہ سے آپ نے اپنے اندر اصلاح امت کا زبردست جوش محسوس کیا اور واپس آتے ہی دعوت و تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ اسی سلسلہ میں پہلا کام قرآن مجید کے فارسی ترجمہ کا تھا جو آپ کے مبارک ہاتھوں سے 1150 ہجری میں مکمل ہوا۔ آپ نے اس کا نام ''فتح الرحمن'' رکھا جس پر ترجمہ کے علاوہ فارسی ہی میں مختصر حواشی بھی تھے۔ اس ترجمہ کی تکمیل کے بعد آپ نے دوبارہ تعلیم و تدریس شروع کر دی۔ ہندوستان میں یہ پہلا ترجمۂ قرآن تھا جو ہر خاص و عام میں مقبول ہوگیا۔ اس سے عوام میں کچھ ہلچل مچی۔ اس وقت کے دہلی کے حکمران نجف خان کو شاہ صاحب کی یہ مقبولیت گوارا نہ ہوئی لہٰذا اس نے آپ کو اپنے چند گماشتوں کے ذریعے کافی پریشان کیا مگر اس کے باوجود آپ کے ترجمۂ قرآن کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

''فتح الرحمن'' کی فنی خوبیاں

شاہ صاحب کے ترجمہ اور حواشی میں آپ کی مجتہدانہ بصیرت صاف طور پر دکھائی دیتی ہے۔ ترجمہ کی زبان نہایت شستہ اور معیاری ہے۔ آپ کے اس ترجمہ کی حیثیت تمام اردو تراجم میں ''استاذ'' کی ہے۔ اسی ترجمہ نے آپ کے صاحبزادوں کو ترجمۂ قرآن کی راہ بتائی اور یوں یہ تراجم برصغیر میں دوسرے تراجم کے لیے سنگِ بنیاد بن گئے۔

۲۔ حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۂ قرآن

حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے سب سے پہلے بامحاورہ ہندی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ آپ کے ذاتی حالاتِ زندگی کہیں ایک جگہ نہیں ملتے۔ البتہ مختلف مصنفین حضرات نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً 13 سال تھی اور آپ اپنے بڑے بھائی

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی کفالت اور تربیت میں پروان چڑھے۔ ان ہی سے تعلیم حاصل کی اور وہی آخری وقت تک ان کی سرپرستی کرتے رہے۔ آپ نے اپنے ترجمہ کا نام ''موضح القرآن'' رکھا۔ ذیل میں اس ترجمۂ قرآن کی تفصیل پیش ہے۔

موضح القرآن کی اہمیت

علمی اور ادبی حلقوں میں حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے لیے اتنی بات ہی کافی ہے کہ اہل علم اور ارباب طریقت اس ترجمہ کو ''الہامی'' ترجمہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ شاہ صاحب نے جس دور میں یہ ترجمہ فرمایا اس وقت آپ کے سامنے اپنے والد گرامی کے فارسی ترجمہ کے سوا کوئی اردو/ ہندی ترجمہ موجود نہ تھا کہ جس سے آپ استفادہ کرتے جس کا تذکرہ آپ نے اپنے ترجمۂ قرآن کے مقدمہ میں کیا ہے۔

موضح القرآن کی فنی خوبیاں

آپ کے ترجمۂ قرآن پر تحقیقی نظر رکھنے والے علماء اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ اپنے ترجمہ میں اپنے والد گرامی کے ترجمۂ قرآن ''فتح الرحمٰن'' کے مقلد نظر نہیں آتے ترجمہ کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ آپ کی ذاتی مجتہدانہ بصیرت کا پتا دیتا ہے اور ہر ایک جملہ میں موصوف کا تخلیقی کمال نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ نے بامحاورہ ترجمہ کے ساتھ مختصر تفسیر بھی کر دی ہے اور آپ کا یہ ترجمہ اور تفسیر مستقبل میں لکھی جانے والی تمام تراجم و تفاسیر کی بنیاد بھی ہے۔ آپ کا یہ ترجمہ و تفسیر مکمل ہوجانے کے بعد چھپنا شروع ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بے پناہ مقبولیت بخشی اور برصغیر میں آج تک ناشرین اسے شائع کرتے چلے آرہے ہیں۔ اردو زبان کے بہت بڑے ادیب ڈپٹی نذیر احمد کے نزدیک بعد میں آنے والے تمام مترجمین مترجم نہیں بلکہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بیٹوں شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ترجموں کے مترجم ہیں۔

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اردو ترجمہ میں ایک خاص مقصد کے تحت ہندی اور سنسکرت کے خاص الفاظ استعمال کیے ہیں۔ آپ نے اپنا یہ ترجمہ اور تفسیر 1205 ہجری میں مکمل کیا۔

۳۔ مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۂ قرآن

یہ ترجمہ پاکستان کے بہت زیادہ مقبول ترجموں میں سے ایک ہے اور ہر طبقۂ فکر میں ازحد مقبول ہے۔ اس ترجمہ میں متنِ قرآن مجید بھی ہمراہ ہے اور انگریزی ترجمہ بھی ساتھ ہے جو پکتھال نے کیا ہوا ہے۔ اس ترجمہ کا ایک نسخہ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اس ترجمہ کا سنِ اشاعت 1969ء ہے جبکہ صفحات کی تعداد 925 ہے اور اسے تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی نے شائع کیا ہے۔

اس کے علاوہ مصنف کا ایک ترجمۂ قرآن ''فتح الحمید'' کے نام سے عطر چند کپور، تاجر کتب لاہور نے بھی شائع کیا تھا، 1935 میں ایک ایڈیشن تاج کمپنی نے شائع کیا جس پر مفتی کفایت اللہ دہلوی نے تصدیق کی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد تاج کمپنی کے علاوہ دیگر اداروں نے بھی یہ ترجمہ چھاپ دیا ہے۔ ترجمہ کے ساتھ تفسیری فوائد بھی ہیں۔

۴۔ علامہ سید علی نقی النقویؒ کا ترجمہ و تفسیر

علامہ مرحوم نے ''مقدمۃ القرآن'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے قرآن مجید کے اسرار و رموز کو بیان کیا اور قرآنِ مجید کی اہمیت و افادیت کو نہایت احسن طریقے سے واضح کیا۔ اس میں آپ نے قرآنی علوم و معارف پر بڑی خوبصورتی سے بحث کی ہے۔ اس کتاب کے قاری کو قرآنی علوم کے بارے میں ابتدائی اور اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ بعد میں آپ نے ''فصل الخطاب'' کے نام سے ایک تفسیر لکھی ۔ یہ 1408 ہجری میں پہلی مرتبہ سری نگر میں شائع ہوئی جسے بعد میں مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور نے 1982ء میں چار جلدوں میں شائع کیا۔ اپنے فنی محاسن کے اعتبار سے یہ ایک عمدہ ترجمہ و تفسیر قرآن ہے۔ جس کے پڑھنے سے علامہ مرحوم کی علمی قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

درج بالا تفاسیر کے علاوہ کچھ اور معیاری اور اہم تفاسیر قرآن بھی ہیں جو قیام پاکستان کے بعد لکھی گئی ہیں۔ ان تفاسیر میں معارف القرآن، تفسیر عثمانی، جواھر القرآن اور بیان القرآن وغیرہ شامل ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

مشق

سوال1: درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

الف۔ قرآن مجید کے تفصیلی ترجمے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

ب۔ قرآن مجید کا ترجمہ کرنے والے شخص میں کون کون سی خصوصیات کا ہونا ضروری ہیں؟

ج۔ برصغیر میں ترجمہ قرآن مجید کے ارتقاء کا جائزہ لیں۔

سوال2: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ بامحاورہ ترجمہ لفظی ترجمہ سے کس طرح مختلف ہے؟

ب۔ برصغیر میں قرآن مجید کے ترجمے کا موجد کسے کہا جاسکتا ہے؟

ج۔ ”فتح الرحمٰن“ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

د۔ ”فتح الحمید“ کس کی تصنیف ہے؟

ھ۔ ”موضح القران“ کی کوئی دو خصوصیات لکھیں۔

سوال نمبر3: مناسب الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پر کریں۔

الف۔ موجودہ دور میں ترجمہ قرآن کے بغیر ________ ناممکن ہے۔

ب۔ ترجمہ ________ زبان کا لفظ ہے۔

ج۔ برصغیر میں ترجمہ قرآن کا آغاز ________ نے کیا تھا۔

د۔ اردو زبان میں قرآن مجید کا پہلا مترجم ________ کو مانا جاتا ہے۔

ہ۔ قرآن مجید کا فارسی زبان میں پہلا ترجمہ ________ نے کیا۔

و۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے ترجمہ قرآن کا نام ________ ہے۔

ز۔ ترجمہ قرآنِ مجید ”موضح القرآن“ ________ زبان میں ہے۔

سرگرمی

معلم / معلمہ طلبہ سے برصغیر کے ترجمہ قرآن مجید کے مصنفین کا چارٹ تیار کروا کر کمرہ جماعت میں بحث کروائے۔

perfect24u.com

perfect24u.com

ج۔ قرآن مجید کے اساسی مباحث

منتخب آیات کا مطالعہ

توحید

سورۃ البقرۃ

آیت نمبر:163

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ: اور لوگو تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس بڑے مہربان اور رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

تشریح:

اس آیت میں توحید باری تعالیٰ کا تذکرہ ہے۔ الٰہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ایک وہ شے یا شخص جس کو عبادت اور پرستش کا کوئی حق نہ پہنچتا ہو مگر عملاً اس کی عبادت کی جارہی ہو۔ دوسرا وہ جسے عبادت کا حق پہنچتا ہو اور جو حقیقت میں معبود ہو خواہ لوگ اس کی عبادت کر رہے ہوں یا نہ کر رہے ہوں۔ آیت میں یہ لفظ دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اپنے وسیع مفہوم میں الٰہ کے معنی حاجت روا، پناہ دہندہ اور بالاتر ہستی کے ہیں۔ جو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کیونکہ وہی زمین و آسمان میں تمام اختیار اور کلی اقتدار کا مالک ہے۔ خالق وہی ہے حکم اسی کا چلتا ہے قوت اور زور اسی کے ہاتھ میں ہے۔ کائنات کی ہر چیز چار و ناچار اسی کی اطاعت کر رہی ہے اس کے سوا نہ کسی کے پاس کوئی اقتدار ہے نہ کسی کا حکم چلتا ہے اور نہ کوئی اختیارِ حکومت میں ذرہ برابر اس کا شریک ہے۔ لہٰذا اس کے سوا حقیقت میں کوئی الٰہ نہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اللہ تعالیٰ واحد حقیقی اور ازلی معبود ہے وہ کسی دنیوی بادشاہ، آقا، پیر، استاد کی مانند نہیں ہے کہ اس کی بادشاہت یا پیری یا آقائی یا استادی پسند نہ آئے تو کسی اور کے پاس چلے گئے۔ اس لیے اس میں ایک سے زائد کا امکان بالکل نہیں۔ جس نے خدا کے سوا اور معبود بنالیے تو وہ غارت ہوا۔ اگرچہ مشرکین بھی اللہ کے وجود کے قائل تھے تاہم اس کے ساتھ دیگر دیوتاؤں یا خداؤں کو مانتے تھے اور اُن کی عبادت کرتے تھے۔ بلکہ اپنی دشمن اقوام کے دیوتاؤں کو بھی تسلیم کرتے تھے لیکن ان کی عبادت کے منکر تھے۔ قرآن مجید نے ان کے اس عقیدہ پر کاری ضرب لگائی ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کے سوا کسی دوسرے خدا یا دیوتا کا وجود ہی بے کار ہے، خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اور ملکی ہو یا غیر ملکی، اللہ کے ساتھ خدائی یا عبادت میں شریک کا وجود، وہم، مغالطہ اور باطل ہے۔

رحمٰن اور رحیم اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ رحمٰن کے معنی ہر قسم کی رحمت کرنے والے کے ہیں جبکہ رحیم کے معنی سدا رحمت کرنے والے کے ہیں۔

آیت نمبر:164

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۝

ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں اور جہازوں میں جو سمندر میں لوگوں کے فائدے کے لیے رواں ہیں اور مینہ میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ یعنی خشک ہو جانے کے بعد سرسبز کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کے لیے اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تشریح:

اس آیت کریمہ میں مظاہر فطرت اور مناظر کائنات کو توحید باری تعالیٰ کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ عظیم اور وسیع کائنات جو آسمان و زمین پر محیط ہے اور دنیا کے ہر کرشمہ سے بڑھ کر حیرت انگیز اور انسانی سائنس کے ہر شعبہ سے عجیب تر ہے نہ خود وجود میں آسکتی ہے اور نہ خود بخود قائم رہ سکتی ہے جب تک کوئی صاحب شعور اور صاحب ارادہ، قادر مطلق ہستی اس کی خالق نہ ہو۔

اس آیت میں آٹھ دلائل کو بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ زمین و آسمان کی تخلیق

۲۔ رات دن کا ادل بدل کرنا۔

۳۔ بحری جہازوں کی سمندر میں آمد و رفت جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہیں۔

۴۔ آسمانوں سے بارش کا برسنا۔

۵۔ خشک اور مردہ زمین کا بارش سے زندہ کرنا اور قابل پیداوار بنانا۔

۶۔ ہر قسم کے حیوانات کا زمین میں پھیلانا۔

۷۔ ہواؤں کی گردش۔

۸۔ زمین و آسمان کے درمیان بادلوں کی تسخیر۔

اس آیت پاک میں غور و فکر، تدبر و تعقل اور مشاہدے کی ترغیب ہے۔ قرآن مجید کا عام اسلوب ہے کہ وہ کائنات، اس کی اشیاء اور اس کے نظام پر تفکر کی دعوت دیتا ہے جس کے نتیجے میں مختلف سائنسی علوم وجود میں آئے ہیں۔ اس آیت میں بھی قدرت الٰہی اور تخلیق کے مختلف مظاہر بیان کیے گئے ہیں جو خالق کی موجودگی کا ثبوت ہیں اور شرک سے اجتناب پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی جس میں پائی جانے والی ہر شے ایک نظام کی پابند ہے۔ اس طرح رات دن ایک باقاعدہ نظام کے تحت گھٹتے اور بڑھتے ہیں پھر کشتیاں اور بحری جہاز لوگوں کے فائدے کے لیے سامان لے کر سمندر میں چلتے ہیں۔ یہی سمندر اور سورج مل کر، بارش کا باعث بنتے ہیں جس سے مردہ زمین دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے۔ نباتات و حیوانات کی زندگی کا بھی باعث بنتی ہے۔ یہ تمام عمل انسانی فائدے کے لیے ہیں۔ کائنات ایک منظم نظام اور اٹل اصول پر چل رہا ہے جو اسی بات کی دلیل ہے کہ کائنات کو چلانے والی ہستی ایک اور صرف ایک ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

سورۃ الحجر

آیت نمبر: 99

وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ ﴿٩٩﴾

ترجمہ: اور اپنے پروردگار کی عبادت کیے جاؤ یہاں تک کہ تمہاری موت کا وقت آجائے۔

تشریح:

اللہ تمہارا مددگار ہے تم اپنے رب کے ذکر اور اس کی تسبیح اور حمد میں لگے رہو۔ اس کی عبادت جی بھر کر کرو، نماز کا خیال رکھو، سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دو۔ مسند احمد میں ہے،

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدم شروع دن کی چار رکعت سے عاجز نہ ہو۔ میں تجھے آخر دن تک کفایت کروں گا۔

حضور علیہ السلام کی عادت مبارک تھی کہ جب کوئی گھبراہٹ کا معاملہ آپڑتا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نماز شروع کر دیتے تھے۔ (رقم 1319 سنن ابی داؤد)

یقین کا مفہوم

یقین سے مراد اس آیت میں موت ہے۔ اس کی دلیل سورۃ مدثر کی وہ آیتیں ہیں جن میں بیان ہے کہ جہنمی اپنی برائیاں بیان کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے، مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، باتیں بنایا کرتے تھے اور قیامت کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ موت آ گئی۔ یہاں بھی موت کی جگہ لفظ یقین ہے۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ان کے پاس گئے تو انصار کی ایک عورت ام العلاء

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

نے کہا کہ اے ابوالسائب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی تجھ پر رحمتیں ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ نے تیری تکریم و عزت کی، حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے یہ سن کر فرمایا، تجھے کیسے یقین ہوگیا کہ اللہ نے اس کا اکرام کیا، انہوں نے جواب دیا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، پھر کون ہوگا جس کا اکرام ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا، سنو اسے موت آچکی اور مجھے اس کے لیے بھلائی کی امید ہے۔ (صحیح بخاری: 1243)

اس حدیث میں بھی موت کی جگہ یقین کا لفظ ہے۔ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز وغیرہ عبادات انسان پر اس وقت تک فرض ہیں جب تک کہ اس کی عقل باقی رہے اور ہوش حواس ثابت ہوں۔ جیسی اس کی حالت ہو، اسی کے مطابق نماز ادا کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا فرمان ہے، ”کھڑے ہو کر نماز ادا کر، نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، نہ ہو سکے تو کروٹ پر لیٹ کر۔“ پس ثابت ہوا کہ یہاں یقین سے مراد موت ہے۔ تمام مفسرین صحابہؓ تابعینؒ وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔

سورۃ الزمر

آیت نمبر:62

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ۝

ترجمہ: اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگران ہے۔

تشریح:

تمام جاندار اور بے جان چیزوں کا خالق، مالک، رب اور متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہر چیز اس کی ماتحتی، اس کے قبضے اور اس کی تدبیر میں ہے۔ سب کا کارساز اور وکیل وہی ہے۔ لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (الزمر: ٦٣) ”اسی کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں“۔ روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا، اے عثمان تم سے پہلے کسی نے مجھ سے اس آیت کا مطلب دریافت نہیں کیا اور فرمایا:

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اس کی تفسیر یہ کلمات ہیں۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط اے عثمان جو شخص اسے صبح کو دس بار پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسے چھ فضائل عطا فرماتا ہے۔ اول تو وہ شیطان اور اس کے لشکر سے بچ جاتا ہے، دوم اسے ایک قنطار اجر ملتا ہے، تیسرے اس کا ایک درجہ جنت میں بلند ہوتا ہے، چوتھے اس کا حور عین سے نکاح کر ادیا جاتا ہے، پانچویں اس کے پاس بارہ فرشتے آتے ہیں، چھٹے اسے اتنا ثواب دیا جاتا ہے جیسے کسی نے قرآن اور توراۃ اور انجیل و زبور پڑھی۔ پھر ساتھ ہی اسے ایک قبول شدہ حج اور ایک مقبول عمرے کا ثواب ملتا ہے اور اگر اسی دن اس کا انتقال ہو جائے تو شہادت کا درجہ ملتا ہے۔" (کتاب الدعاء للطبرانی رقم 1700)

سورۃ الزخرف

آیت نمبر:84

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ط وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝

ترجمہ: اور وہی آسمانوں میں بھی معبود ہے اور وہی زمین میں بھی معبود ہے۔ اور وہ حکمت والا ہے علم والا ہے۔

تشریح:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ خود ہی اپنی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ اس کائنات کی تمام چیزوں کا اکیلا ہی خالق اور معبود ہے۔ اب انسان اگر غور کرے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ کائنات بے شمار چیزوں کا مجموعہ ہے۔ بنیادی طور پر یہ کائنات دو طرح کی چیزوں پر مشتمل ہے یعنی آسمان اور زمین۔ اللہ تعالیٰ آسمانی مخلوقات کا بھی خالق و معبود ہے اور زمینی مخلوقات کا بھی، جن میں انسان، حیوان، چرند، پرند، نباتات و جمادات سبھی کچھ شامل ہے۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مزید اپنی دو صفات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکمت و دانائی والا اور علم والا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا نظام بنانے اور چلانے میں نہایت حکمت سے کام لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس کائنات کی ہر چیز، ہر بات اور ہر بھید کا پورا پورا علم ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

مسلمان ہونے کے ناطے اس آیتِ کریمہ میں بیان کردہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ہمارا ایمان پختہ ہونا چاہیئے۔ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا ہمیں دیگر معبوداتِ باطلہ کی عبادت کا خیال بھی دل میں نہیں لانا چاہیئے۔

رسالت

سورۃ البقرۃ

آیت نمبر:129

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾

ترجمہ: اے پروردگار ان لوگوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کر دیجئے جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے۔ اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان کے دلوں کو پاک صاف کیا کرے بیشک تو غالب ہے صاحبِ حکمت ہے۔

تشریح:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت دعا مانگی کہ آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے ہی رسول ان میں آئے چنانچہ یہ پوری ہوئی۔ مسند احمد میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں: "میں اللہ جل شانہٗ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت سے ہوں جبکہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی کی صورت میں تھے میں تمہیں اپنا ابتدائی امر بتاؤں۔ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی ماں کا خواب ہوں" انبیاء کی والدات کو ایسے ہی خواب آتے ہیں۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ!

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اپنی نبوت کا شروع تو ہمیں بتایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا ''میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری اور وہ خواب ہوں جو میری والدہ نے دیکھا کہ گویا ان میں سے ایک نور نکلا جس نے شام کے محل چمکا دیے۔ (الجامع الصغیر و زیاداتہ : 4901 والسلسلة الصحيحة للالبانی 62/4 رقم (1546) تاریخ ابن عساکر 265) مطلب یہ ہے کہ دنیا میں شہرت کا ذریعہ یہ چیزیں ہوئیں۔ آپ کی والدہ صاحبہ کا خواب بھی عرب میں پہلے سے مشہور ہو گیا تھا اور وہ کہتے تھے کہ بطنِ آمنہ سے کوئی بڑا شخص پیدا ہوگا۔ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہ السلام کے ختم کرنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو بنی اسرائیل میں خطبہ پڑھتے ہوئے آپ کا نام بھی لے لیا اور فرمایا: لوگو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ مجھ سے پہلے کتاب توراۃ کی تصدیق کرتا ہوں اور میرے بعد آنے والے نبی کی میں تمہیں بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمد ہے (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم)۔ اسی کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے۔ خواب میں نور سے شام کے محلات کے چمک اٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر دین جم جائے گا۔ بلکہ روایتوں سے ثابت ہے کہ آخر زمانہ میں شام اسلام اور اہلِ اسلام کا مرکز بن جائے گا۔ شام کے مشہور شہر دمشق ہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شرقی سفید مینارہ پر نازل ہوں گے۔ بخاری و مسلم میں ہے میری امت کی ایک جماعت حق پر قائم رہے گی۔ ان کے مخالفین انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ امر اللہ آ جائے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ وہ شام میں ہوں گے۔ کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد سنت و حدیث یا دین کی سمجھ بوجھ ہے۔ پاک کرنا یعنی، طاعت و اخلاص سکھانا، بھلائیاں کرانا، برائیوں سے بچانا، اطاعت الٰہی کر کے رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے۔

آیت نمبر:285

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔ سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے تیرا حکم سنا اور قبول کیا۔ اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تشریح:

آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول یعنی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اس پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے نازل ہوا، دوسرے ایماندار بھی ایمان لائے اور ان سب نے مان لیا کہ اللہ ایک ہے، وہ تنہا ہے، وہ بے نیاز ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں نہ اس کے سوا کوئی پالنے والا ہے، یہ (ایمان والے) تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرتے ہیں، تمام رسولوں علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں، آسمانی کتابوں کو جو انبیاء کرام پر اتری ہیں، سچ جانتے ہیں، وہ نبیوں میں فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مانیں دوسرے کو نہ مانیں بلکہ سب کو سچا جانتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ معصوم طبقہ رشد و ہدایت والا اور لوگوں کی خیر کی طرف رہبری کرنے والا ہے۔ گو بعض احکام ہر نبی علیہ السلام کے زمانے میں تبدیل ہوتے رہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شریعت سب کی ناسخ ٹھہری، خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم تھے۔ قیامت تک آپ کی شریعت باقی رہے گی اور ایک جماعت اس کی اتباع بھی کرتی رہے گی۔ انہوں نے اقرار بھی کیا کہ ہم نے اللہ کا کلام سنا اور احکام الٰہی ہمیں تسلیم ہیں، انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب ہمیں مغفرت، رحمت اور لطف عنایت فرما۔ تیری ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے یعنی حساب والے دن۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

سورۃ النساء

آیت نمبر:165

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

ترجمہ: سب پیغمبروں کو اللہ نے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ کے خلاف کوئی حجت نہ ملے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

تشریح:

اس آیت میں پہلی بات تو یہ بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے رسول مبعوث فرمائے (ان کی پوری تعداد کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے) ان میں بعض کا ذکر تو قرآن مجید میں ہوا ہے (ایسے کل پیغمبروں کی تعداد 28 کے قریب ہے) اور بیشتر کا ذکر قرآن میں آیا ہی نہیں۔

دوسری بات یہ بیان ہوئی کہ انبیاء انسانوں پر اللہ کی حجت قائم کرنے کے لیے بھیجے جاتے رہے۔ رسولوں کی بعثت اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پہنچ جانے کے بعد اب کسی کے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی صرف تعلیمات ہی نہیں بلکہ ان کی عملی زندگی ان کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے۔ لوگ نہ تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی ہدایت کا پتہ نہ چل سکا اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بھلا ہم ایسے احکام پر عمل کیسے کر سکتے تھے؟ یہ تو بہت مشکل تھا۔ بھلا کبھی کسی نے ان تمام احکام پر بھی عمل کیا ہے؟ رسولوں نے حکم بھی بتادیا عمل سے نمونہ بھی دکھا دیا۔

تیسری اہم بات جس کا موضوع سے براہ راست تعلق ہے وہ یہ ہے کہ تمام رسول بہ یک وقت مبشر بھی تھے اور منذر بھی اور یہی دو لفظ وضاحت طلب ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

مبشر کا مطلب ہے بشارت یا خوشخبری دینے والا اور منذر کہتے ہیں ڈرانے والے کو۔ بظاہر یہ ایک دوسرے کے متضاد اور برعکس صفات ہیں۔ ایک ہی آدمی بیک وقت ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا کیسے ہوسکتا ہے؟ رسول کس کو ڈراتے اور خوشخبری سناتے ہیں اور کس چیز سے ڈراتے ہیں؟

رسول لوگوں کو ڈرا کر اور خوشخبری سنا کر ان پر اتمام حجت (ایسی دلیل پیش کرنا کہ جس کا جواب نہ بن پڑے) کرتے اور ان کے لیے صفائی پیش کرنے کا کوئی عذر نہیں چھوڑتے تھے۔ "النّاس" لوگوں سے مراد اس آیت میں ہر نبی کے مخاطب لوگ ہیں۔

الف ہر رسول خوشخبری دیتا تھا اس بات کی کہ کوئی نیکی ضائع نہیں جائے گی۔ اس کا انعام ضرور ایک دن ملے گا اور اس کے دل خوش کن نتائج سامنے آکر رہیں گے۔

ب۔ اسی طرح ہر رسول ڈراتا رہا اس بات سے کہ برائی کی سزا ایک نہ ایک دن مل کر رہے گی۔ بدی چھپ کر کی جائے کہ کسی کو پتہ ہی نہ چل سکے یا کھلم کھلا اس زعم میں آکر کی جائے کہ کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے؟ دونوں تصور باطل ہیں، بدی ایک دن، آخرت میں تو یقیناً ظاہر بھی ہو جائے گی اور اس کے نتائج سے بچنے کی کوئی صورت بھی نظر نہیں آئے گی۔ تمام رسول انسانوں کو منکر کے ارتکاب پر دلیر ہونے سے ڈراتے رہے۔ ہر نبی کی تعلیم کا آغاز توحید اور آخرت پر ایمان سے ہوتا ہے اور یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بنیاد ہے۔

سورۃ الحشر

آیت نمبر:7

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: جو مال اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بستیوں والوں سے دلوایا ہے وہ اللہ کے اور پیغمبر کے اور پیغمبر کے قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کے لیے ہے تا کہ جولوگ تم میں دولت مند ہیں، دولت انہی کے ہاتھوں میں گردش نہ کرتا رہے اور جو چیز تم کو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

تشریح:

اس آیت میں یہ مسئلہ واضح کر دیا گیا ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم) ایک (بات) کا فیصلہ کر چکے ہوں تو اب کسی امتی کے لیے چوں و چرا کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے احکام واجب التعمیل ہی ہوتے ہیں، یہ نہیں کہ ان کی تعمیل یا عدم تعمیل اپنی خوشی پر ہو۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جو ہر اسلامی آئین کی بنیاد ہے اور اس کا اطلاق پورے اسلامی نظام زندگی پر ہوتا ہے۔ آیت کی رو سے کسی مسلمان فرد، قوم یا ادارے یا عدالت، یا پارلیمنٹ، یا مجلس شوریٰ، یا حکومت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس معاملے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی طرف سے کوئی حکم ثابت ہو اس میں وہ خود اپنی آزادی رائے استعمال کریں۔ مسلمان ہونے کے معنی ہی ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے لیے اپنے آزادانہ اختیار سے دستبردار ہو جانا ہے۔'' کسی شخص یا قوم کا مسلمان بھی ہونا اور اپنے لیے اس قسم کا کوئی اختیار بھی محفوظ رکھنا، دونوں ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں۔ کوئی عقلمند صاحب ایمان ان دونوں رویوں کو جمع کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے تمام احکام اوامر ہوں یا نواہی (اوامر جمع ہے امر کی یعنی کوئی کام کرنے کا حکم اور نواہی جمع ہے نہی کی یعنی کسی کام سے روکنے کا حکم) سب کے سب واجب التعمیل ہیں۔ صحابہ کرامؓ اس آیت کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے امر و نہی کو کیا درجہ دیتے تھے اس کا اندازہ اس واقعے سے کیجیے! ''ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا ''اللہ تعالیٰ نے فلاں فلاں فیشن (جس میں ابرو باریک بنانے کے لیے بال اکھاڑنے (plucking) کا ذکر بھی ہے) کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے'' اس تقریر کو سن کر ایک عورت آئی اور اس نے کہا یہ بات آپ نے کیسے کہہ دی کتاب اللہ یعنی قرآن میں تو یہ مضمون کہیں بھی نظر سے نہیں گزرا۔'' حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا''اگر تو نے اللہ کی کتاب پڑھی ہوتی تو تجھے ضرور یہ مسئلہ اس میں مل جاتا۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی ''وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (ترجمہ: یعنی جو چیز تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیتا ہے وہ لے لے اور جس چیز سے تمہیں منع کرتا ہے اس سے باز رہو) اس عورت نے کہا یہ آیت تو پڑھی

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ہے مگر اس میں یہ لعنت والا مسئلہ کہاں ہے؟ حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) نے اس قسم کے فیشن سے منع فرمایا ہے اور یہ خبر دی ہے کہ اللہ نے ایسا فیشن کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔'' اس پر عورت نے کہا کہ یہ کام آپ کی اہلیہ نے بھی کیا ہوگا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ انہیں دیکھ لو وہ نکل کر گئی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اس پر عبداللہ نے فرمایا: اگر وہ یہ فیشن کرتی تو ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ (صحیح بخاری: 5659)

سورۃ المائدہ: آیت 3

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا''۔ (سورۃ المائدہ: ۳)

تشریح:

یہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن یوم جمعہ کو نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اس کے نزول کے اکیاسی روز بعد عالم بقاء کو تشریف لے گئے۔ ان ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر حلت یا حرمت کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ یہ آیت کریمہ امت مسلمہ کی بہت بڑی فضیلت اور شرافت کا اعلان کر رہی ہے۔

ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ کہا کہ اے امیر المومنین تمہارے قرآن میں ایک آیت ہے۔ جس کو تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے جس دن یہ نازل ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کون سی آیت ہے یہودی نے درج بالا آیت پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس دن اور اس جگہ کو خوب جانتے ہیں جس میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر جمعہ کے دن اس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم عرفہ میں کھڑے تھے۔ اس دن ہمارے لیے دو عیدیں تھیں ایک یوم عرفہ اور دوسری یوم جمعہ۔ اور یہ بھی فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمارے لئے اس دن کو عید بنایا''۔

یہ آیت شریفہ امت مسلمہ کی اس عظیم الشان خصوصی فضیلت کو بیان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو اس امت کے لیے ایسا کامل فرمایا کہ قیامت تک اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں۔ عقائد، اعمال، اخلاق، حکومت، سیاست، شخصی آداب، حرام وحلال، مکروہات ومستحبات کے قوانین اور قیامت تک کے لئے تمام ضروریات معاش ومعاد کے اصول ان کے لیے اس طرح واضح طور پر بیان کر دیے کہ وہ تا قیامت کسی نئے دین یا نئے نبی کی رہبری کے محتاج نہیں۔ چنانچہ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

جب سیدالاولین و الاخرین دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ اپنی امت کے لیے صاف، روشن اور سیدھا راستہ تیار فرما چکے تھے جس پر چلنے والے کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

''میں نے تمہیں ایک ایسی صاف، روشن اور سیدھی راہ پر چھوڑا ہے کہ جس کی رات اور دن برابر ہیں''

تکمیلِ دین کی تین تعبیریں کی گئیں ہیں۔

ا۔ دین ہر لحاظ سے مکمل ہو چکا اب آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے بعد کسی نئے نبی اور نئے دین کی ضرورت نہ رہی۔

۲۔ فرائض وسنن، حدود واحکام اور حلال وحرام کا بیان مکمل ہو چکا، اب نئے احکام نہیں آئیں گے۔

۳۔ اب یہ دین کبھی ختم اور بے نشان نہ ہوگا بلکہ قیامت تک رہے گا۔

سورۃ الجمعہ آیت نمبر:2

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجے جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔

تشریح:

اس آیت مبارکہ میں اُمیوں سے مراد عرب ہیں جیسے اور جگہ فرمان ہے ''یعنی تو اہلِ کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے کہہ دے کہ کیا تم نے اسلام قبول کیا؟ اور وہ مسلمان ہو جائیں تو راہِ راست پر ہیں اور اگر منہ پھیرلیں تو تجھ پر تو صرف پہنچا دینا ہے اور بندوں کی پوری دیکھ بھال کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے''۔ یہاں عرب کا ذکر کرنا اس لیے نہیں کہ غیر عرب کی نفی ہو بلکہ صرف اس لیے کہ ان پر احسان واکرام بہ نسبت دوسروں کے بہت زیادہ ہے۔ اس طرح اور جگہ فرمان ہے وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (سورہ الشعراء آیت 214) ''اپنے قرابت دار کنبہ والوں کو ڈرا دے'' یہاں بھی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ کی تنبیہ صرف اپنے گھر والوں کے ساتھ ہی مخصوص ہے بلکہ عام ہے۔

اس آیت میں یہ فرمایا کہ ان امیوں یعنی عربوں میں اپنا رسول بھیجنا اس لیے ہے کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت معلوم ہو جائے، آپ علیہ السلام نے اہلِ مکہ کے لیے دعا مانگی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان میں ایک رسول ان ہی میں سے بھیجے جو انہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائے، انہیں پاکیزگی سکھائے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دے، پس اللہ تعالیٰ نے

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

آپ کی دعا قبول فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے ان ان پڑھوں کو اللہ کے کلام کی آیتیں پڑھ کر سنائیں، انہیں پاکیزگی سکھائی اور کتاب وحکمت کا معلم بنادیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔ عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے دعویدار تھے لیکن حالت یہ تھی کہ اصل دین کو بگاڑ چکے تھے، اسمیں اس قدر تبدل وتغیر کر دیا تھا کہ توحید شرک سے اور یقین شک سے بدل چکا تھا۔ ساتھ ہی بہت سی اپنی ایجاد کردہ بدعتیں دین میں شامل کر دی تھیں۔ اس طرح اہلِ کتاب نے ان میں تحریف کر لی تھی، ساتھ ہی معانی میں بھی الٹ پھیر کر لیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو عظیم الشان شریعت اور کامل مکمل دین دے کر دنیا والوں کی طرف بھیجا کہ اس فساد کی آپ اصلاح کریں، اہل دنیا کو اصل احکام الٰہی پہنچائیں، اللہ کی رضا اور ناراضگی کے احکام کو معلوم کرا دیں، جنت سے قریب کرنے والے اور عذاب سے نجات دلوانے والے تمام اعمال بتلائیں ساری مخلوق کے ہادی بنیں، اصول وفروع سب سکھائیں، کوئی چھوٹی بڑی بات باقی نہ چھوڑیں، تمام تر شکوک وشبہات کو دور کر دیں اور ایسے دین پر لوگوں کو ڈال دیں جس میں ہر بھلائی موجود ہو۔ اس بلند وبالا خدمت کے لیے آپ میں وہ برتریاں اور بزرگیاں جمع کر دیں جو نہ آپ سے پہلے کسی میں تھیں اور نہ آپ کے بعد کسی میں ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم پر ہمیشہ درود وسلام نازل فرماتا رہے۔

آخرت

سورۃ البقرۃ آیت نمبر:48

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

ترجمہ: اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے اور نہ کسی کی سفارش منظور کی جائے اور نہ کسی سے کسی طرح کا بدلہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

تشریح:

اس آیت مبارکہ سے گزشتہ آیات میں بنی اسرائیل کی اعتقادی خرابیوں کا بیان ہے چنانچہ بنی اسرائیل کے بگاڑ کی ایک بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ آخرت کے متعلق ان کے عقیدے میں خرابی آ گئی تھی۔

حشر ونشر، جزا وسزا کا عقیدہ جو انسان کے دل میں جوابدہی اور ایمانداری کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اسرائیلیوں کے دلوں ہی سے نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان کی مقدس کتابوں اور نوشتوں تک سے مٹ چکا تھا اور وہ بہت سی خام خیالیوں

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

میں مبتلا ہو چکے تھے مثلاً یہ کہ:

۱۔ ہم کیسے ہی گناہ کیوں نہ کریں۔ چونکہ ہمارے آباؤ اجداد پیغمبر تھے۔ اس لیے ہمیں بخش دیا جائے گا۔ قرآن حکیم نے اس عقیدہ کی پرزور تردید کی ہے وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئیگا بلکہ وہاں تو ہر شخص نفسی نفسی کررہا ہوگا حتی کہ ہر شخص اپنی اولاد اور رشتہ داروں سے برأت کا اظہار کرے گا۔

۲۔ یہود یہ بھی کہتے تھے کہ اگر بالفرض قیامت کے دن ہماری پکڑ ہوئی تو انبیاء کرام علیہ السلام سفارش کر کے ہمیں بخشوا لیں گے۔ شفاعت کا یہ غلط نظریہ یہود میں عام تھا۔ نصاریٰ بھی حضرت مسیح کو مستقل شفیع مان کر مغالطہ میں مبتلا تھے جس سے وہ گناہ اور معصیت میں مبتلا ہو گئے۔

۳۔ یہود یہ بھی کہتے کہ ہم کسی دوسرے کو اپنی جگہ پیش کر کے یا کچھ دے دلا کر اپنی خلاصی کرالیں گے۔ اسی کیفیت کو کفارہ کے غلط معنی دے دیئے گئے۔ عیسائیوں کے ہاں عقیدہ کفارہ کی بڑی اہمیت ہے۔ ان کا خیال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی چڑھ کر قیامت تک کے لیے اپنی امت کے گناہوں کا کفارہ ادا کر گئے ہیں۔ یہودیوں کی ایک بڑی تعداد بھی عیسائیوں کے اس عقیدہ سے متاثر ہوئی لَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ سے اس عقیدہ کی تردید کر دی گئی۔

۴۔ خدا اتنا کمزور اور بے بس ہے (معاذ اللہ) کہ ہمیں ہمارے مددگار زبردستی بھی چھڑا لیں گے۔ اس سے اس کا بھی رد ہو گیا۔

سورۃ البقرۃ

آیت نمبر:177

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کو قبلہ سمجھ کر ان کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روز آخر پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں پر اور پیغمبروں علیہ السلام پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں کے چھڑانے میں خرچ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں اور جب عہد کرلیں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو ایمان میں سچے ہیں اور یہی ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

تشریح:

یہ آیت کریمہ تحویل قبلہ کے تناظر میں نازل ہوئی کہ مشرق و مغرب کی سمت میں کیا رکھا ہے۔ اصل حقیقی چیز تو اپنے عقاید و اعمال اور کردار و اخلاق کی درستگی ہے۔

اللہ تعالٰی نے اس آیت میں مسلمانوں کی توجہ ایمانی جزئیات، ارکانِ اسلام اور فضائل اخلاق کی طرف دلائی ہے۔ صرف یہ کہنا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، کافی نہیں ہے۔ خلوصِ دل سے ایمان لانا اور عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ یعنی عقائد اور اعمال دونوں کا درست ہونا اللہ تعالٰی کو پسند ہے۔ نیکی اور بھلائی یہ ہے کہ اللہ پر، قیامت پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں اور تمام انبیاء علیہم السلام پر دل سے ایمان لائیں۔ جب عہد کریں تو اسے پورا کریں۔ ہر پریشانی، بیماری اور جنگ کی حالت میں صبر و تحمل سے کام لیں۔ اپنا مال جس سے انسان کو بہت محبت ہوتی ہے، اسے غریبوں اور مسکینوں، مسافروں، مانگنے والوں اور گردنیں آزاد کرانے میں خرچ کریں یعنی اخلاص کے ساتھ نفس اور مال دونوں کو اللہ تعالٰی کی راہ میں دے دیا جائے۔

سورۃ بنی اسرائیل: آیت نمبر: 18 - 19

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝

ترجمہ: جو شخص دنیا کی آسودگی کا خواہشمند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں۔ پھر اس کے لیے جہنم کا ٹھکانہ مقرر کر رکھا ہے جسمیں وہ نفریں سن کر اور درگاہِ الٰہی سے راندہ ہو کر داخل ہوگا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اور جو شخص آخرت کا طلبگار ہو اور اس میں اتنی کوشش کرے جتنی اسے لائق ہے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے۔

تشریح:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دنیاوی اور اخروی زندگی کا موازنہ کیا ہے۔ کچھ ضروری نہیں کہ طالب دنیا کی ہر ایک چاہت پوری ہی ہو، جس کا جو ارادہ اللہ پورا کرنا چاہے کر دے لیکن ہاں ایسے لوگ آخرت میں خالی ہاتھ رہ جائیں گے۔ یہ تو وہاں جہنم کے گڑھے میں گرے ہوئے ہوں گے، نہایت برے حال میں ذلت وخواری میں ہوں گے۔ کیونکہ یہاں انہوں نے یہی کیا تھا کہ فانی کو باقی پر، دنیا کو آخرت پر ترجیح دی تھی اس لیے وہاں رحمت الٰہی سے دور رہیں گے۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں، دنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہ ہو، یہ اس کا مال ہے جس کا آخرت میں مال نہ ہو، اسے وہی جمع کرتا رہتا ہے جس کے پاس اپنی گرہ کی عقل بالکل نہ ہو۔ ہاں جو صحیح طریقے سے طالب دار آخرت ہو جائے اور آخرت میں کام آنے والی نیکیاں سنت کے مطابق کرتا رہے اور اس کے دل میں بھی ایمان تصدیق اور یقین ہو، عذاب وثواب کے وعدے صحیح جانتا ہو، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو مانتا ہو، ان کی کوشش قدردانی سے دیکھی جائے گی نیک بدلہ ملے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سورۃ المومنون آیت نمبر:33

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿٣٣﴾

ترجمہ: اور ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے اور آخرت کے آنے کو جھٹلاتے تھے اور دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کو آسودگی دے رکھی تھی۔ کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے جس قسم کا کھانا تم کھاتے ہو اسی طرح کا یہ بھی کھاتا ہے اور جو پانی تم پیتے ہو اسی قسم کا یہ بھی پیتا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

تشریح:

اس آیت مبارکہ میں کفار کے عقائد اور ان کے الزامات کی تردید کی گئی ہے۔ یعنی عقیدہ آخرت پر عدم ایمان اور دنیوی آسائشوں کی فراوانی، یہ دو بنیادی سبب تھے، اپنے رسول علیہ السلام پر ایمان نہ لانے کے۔ آج بھی اہل باطل انہی اسباب کی بنا پر اہلِ حق کی مخالفت اور دعوتِ حق سے گریز کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ تو ہماری ہی طرح کھاتا پیتا ہے، یہ اللہ کا رسول کس طرح ہو سکتا ہے؟ جیسے آج بھی بہت سے مدعیانِ اسلام کے لیے رسول کی بشریت کا تسلیم کرنا نہایت گراں ہے۔

انفس و آفاق

سورۃ الاعراف

آیت نمبر:57

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر بادل سے بارش برساتے ہیں پھر بارش سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو زمین سے زندہ کر کے باہر نکالیں گے۔ یہ آیات اس لیے بیان کی جاتی ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تشریح:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں سے بارش کا ذکر کیا ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے والی بات دہرائی ہے۔ زمین و آسمان کا خالق اللہ ہے سب پر قبضہ رکھنے والا، حاکم، تدبیر کرنے والا اور فرماں روا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پھر دعائیں کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اب یہاں بیان ہو رہا ہے کہ رزاق بھی وہی ہے اور قیامت کے دن مردوں کو زندہ کرنے والا بھی وہی ہے۔ پس فرمایا کہ بارش سے پہلے بھینی بھینی خوشگوار ہوائیں وہی چلاتا ہے۔ بُشْــرًا کی دوسری قرأت مُبَشِّـرَاتٍ بھی ہے۔ رحمت سے مراد یہاں بارش ہے جیسے فرمان ہے "وہ ہے جو لوگوں کی ناامیدی کے بعد بارش اتارتا ہے اور اپنی رحمت کی ریل پیل کر دیتا ہے، وہ والی ہے اور قابلِ تعریف"۔ ایک اور آیت میں ہے، رحمت رب کے آثار دیکھو کہ جس طرح مردہ زمین کو وہ زندہ کر دیتا ہے، اس طرح انسانوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بادل جو پانی کی وجہ سے بوجھل ہو رہے ہیں، انہیں یہ ہوائیں اٹھالے چلتی ہیں، یہ زمین سے بہت قریب ہوتے ہیں اور سیاہ ہوتے ہیں۔

پھر ہم ان بادلوں کو مردہ زمین کی طرف لے چلتے ہیں جس میں کوئی سبزہ نہیں، خشک اور بنجر ہے۔ پھر اس سے پانی برسا کر اسی غیر آباد زمین کو سرسبز بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح ہم مردوں کو زندہ کریں گے حالانکہ وہ بوسیدہ ہڈیاں اور پھر ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل گئے ہوں گے، قیامت کے دن ان پر اللہ عز وجل بارش برسائے گا، چالیس دن تک برابر بارش برستی رہے گی جس سے جسم قبروں میں اگنے لگیں گے جیسے دانہ زمین پر اگتا ہے، یہ بیان قرآنِ مجید میں کئی جگہ ہے۔ قیامت کی مثال بارش کی پیداوار سے دی جاتی ہے۔ پھر فرمایا، یہ تمہاری نصیحت کے لیے ہے۔ اچھی زمین مین سے پیداوار عمدہ بھی نکلتی ہے اور جلدی بھی، جیسے کہ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا اور جو زمین خراب ہے جیسے سنگلاخ زمین، شور زمین وغیرہ اس کی پیداوار بھی ویسی ہی ہوتی ہے، یہی مثال مومن و کافر کی ہے۔

سورۃ الروم

آیت نمبر:8

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ⑧

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو حکمت سے اور ایک وقت مقرر تک کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور بہت سے لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کے منکر ہیں۔

تشریح:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے نظام میں نظم وضبط کا تذکرہ کر کے اپنی بڑائی بیان فرمائی ہے۔ چونکہ کائنات کا ذرہ ذرہ حق جل وعلیٰ کی قدرت کا نشان ہے اور اس کی توحید و ربوبیت پر دلالت کرنے والا ہے۔ اس لیے ارشاد ہوتا ہے کہ موجودات میں غوروفکر کیا کرو اور قدرت اللہ کی ان نشانیوں سے اس مالک کو پہچانو اور اس کی قدر و تعظیم کرو۔ کبھی عالم علوی کو دیکھو، کبھی عالم سفلی پر نظر ڈالو، کبھی اور مخلوقات کی پیدائش کو سوچو اور سمجھو کہ یہ چیزیں عبث اور بیکار پیدا نہیں کی گئیں۔ بلکہ رب نے انہیں کارآمد اور نشان قدرت بنایا ہے۔ ہر ایک کا ایک وقت مقرر ہے یعنی قیامت کا دن۔ جسے اکثر لوگ مانتے ہی نہیں۔ اس کے بعد نبیوں کی صداقت کو اس طرح ظاہر فرماتا ہے کہ دیکھ لو، ان کے مخالفین کا کس قدر عبرت ناک انجام ہوا؟ اور ان کے ماننے والوں کو کس طرح دونوں جہاں کی عزت ملی۔

سورۃ حٰمٓ السجدہ

آیت نمبر:53

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

ترجمہ: ہم عنقریب ان کو اطراف عالم میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ قرآن حق ہے، کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز سے خبردار ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تشریح:

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم سے فرماتا ہے کہ قرآن کے جھٹلانے والے مشرکوں سے کہہ دو کہ مان لو یہ قرآن سچ مچ اللہ ہی کی طرف سے ہے اور تم اسے جھٹلا رہے ہو تو اللہ کے ہاں تمہارا کیا حال ہوگا؟ اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اپنے کفر اور اپنی مخالفت کی وجہ سے راہِ حق اور مسلکِ ہدایت سے بہت دور نکل گیا ہو، پھر اللہ تعالیٰ عز و جل فرماتا ہے کہ قرآنِ مجید کی حقانیت کی نشانیاں اور حجتیں انہیں ان کے گرد و نواح میں دنیا کے چاروں طرف دکھادیں گے۔ مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوں گی، وہ سلطنتوں کے سلطان بنیں گے، تمام دینوں پر اس دین کا غلبہ ہوگا۔ فتح بدر اور فتح مکہ کی نشانیاں خود ان میں موجود ہوں گی۔ کافر لوگ تعداد اور شان و شوکت میں بہت زیادہ ہوں گے پھر بھی مٹھی بھر اہلِ حق انہیں زیروزبر کر دیں گے اور ممکن ہے یہ مراد ہو کہ حکمت الٰہی کی ہزار ہا نشانیاں خود انسان کے اپنے وجود میں موجود ہیں۔ اس کی صنعت و بناوٹ، اس کی ترکیب و جبلت، اس کے جداگانہ اخلاق، مختلف صورتیں اور رنگ روپ وغیرہ، اس کے خالق و صانع کی بہترین یادگاریں ہر وقت اس کے سامنے ہیں بلکہ اس کی اپنی ذات میں موجود ہیں۔ پھر اس کا ہیر پھیر، کبھی کوئی حالت، کبھی کوئی حالت۔ بچپن، جوانی، بڑھاپا، بیماری، تندرستی، فراخی، رنج اور راحت وغیرہ مختلف حالات جو اس پر طاری ہوتے ہیں۔

تفکر و تدبر

سورۃ النساء

آیت نمبر:82

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿۸۲﴾

ترجمہ: بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں وہ بہت سا اختلاف پاتے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تشریح:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ قرآن کو غور وفکر، تامل و تدبر سے پڑھیں۔ اس سے اعراض نہ کریں، بے پرواہی نہ کریں۔ اس کے مستحکم مضامین، اس کے حکمت بھرے احکام، اس کے فصیح و بلیغ الفاظ پر غور کریں ساتھ ہی خبر دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب اختلاف، اضطراب، تعارض اور تضاد سے پاک ہے۔ اس لیے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ وہ خود حق ہے اور اسی طرح اس کا کلام بھی سراسر حق ہے۔ چنانچہ اور جگہ فرمایا اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (سورۃ محمد آیت : 24) یہ لوگ کیوں قرآن میں غور وخوض نہیں کرتے؟ کیا ان کے دلوں پر سنگین قفل لگ گئے ہیں۔

پھر فرماتا ہے اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل شدہ نہ ہوتا جیسے کہ مشرکین اور منافقین کا زعم ہے یا اگر یہ فی الواقع کسی کا اپنی طرف سے گھڑا ہوا ہوتا، کوئی اور اس کا کہنے والا ہوتا تو ضروری بات تھی کہ اس میں لوگوں کو اختلاف ملتا یعنی ناممکن ہے کہ انسانی کلام اضطراب و تضاد سے مبرا ہو۔ لازماً یہ ہوتا کہ کہیں کچھ کہا جاتا اور کہیں کچھ۔ اور یہاں ایک بات کہی۔ آگے جا کر اس کے خلاف بھی کہہ گئے۔ پس اس کتاب کا ایسی متضاد باتوں سے پاک ہونا صاف دلیل ہے کہ یہ قادر مطلق کا کلام ہے۔ قرآن پاک میں ایک اور مقام پر جید علماء کا قول بیان کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے یعنی محکم اور متشابہ سب حق ہے۔ اسی لیے متشابہ کو محکم کی طرف لوٹا دیتے ہیں اور ہدایت پالیتے ہیں اور جن کے دلوں میں کجی ہے وہ محکم کو متشابہ کی طرف موڑ توڑ کر گمراہ ہوجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے صحیح مزاج والوں کی تعریف کی اور دوسری قسم کے لوگوں کی برائی فرمائی۔

سورۃ ص

آیت نمبر:29

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾

ترجمہ: یہ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہلِ عقل نصیحت حاصل کریں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تشریح:

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اس جہان کے بعد ایک اور جہاں یقیناً ہے۔ چونکہ یہ پاک تعلیم قرآن سے ہی حاصل ہوئی ہے اور اس نیکی کا رہبر یہی ہے، اس لیے اسکے بعد ہی فرمایا کہ یہ مبارک کتاب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی طرف نازل فرمائی ہے تاکہ لوگ اسے سمجھیں اور ذی عقل لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جس نے قرآن کے الفاظ حفظ کر لیے اور قرآن پر عمل نہیں کیا اس نے قرآن میں تدبر و غور بھی نہیں کیا۔ لوگ کہتے ہیں ہم نے پورا قرآن پڑھ لیا لیکن قرآن کی ایک نصیحت یا قرآن کے ایک حکم کا نمونہ ان میں نظر نہیں آتا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے اصل غور وخوض اور نصیحت وعبرت عمل ہے۔

سورۃ محمد

آیت نمبر:24

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا۝

ترجمہ: بھلا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہیں۔

تشریح:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے کلام قرآنِ مجید کی آیات میں غور و فکر کرنے اور سوچنے سمجھنے کی تاکید فرماتا ہے اور مومنوں کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ وہ دین میں غور وفکر کرتے ہیں اور سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہیں جبکہ کفار کلامِ الٰہی کو سن کر اس پر غور و فکر کرنے اور سمجھنے کی زحمت نہیں کرتے اس لیے وہ گمراہی اور جہالت میں پڑے رہتے ہیں ۔ مزید ارشادِ ربانی ہے کہ کفار کلام، الٰہی کو سمجھ بھی نہیں سکتے کیونکہ ان کے دلوں پر تو اللہ تعالیٰ نے کفر کے تالے لگا رکھے ہیں اس لیے ان کے دلوں پر کوئی کلام اثر نہیں کرتا۔ اگر ان کے دلوں پر قفل نہ لگے ہوتے تو ان کے دل کلامِ الٰہی کی تاثیر سے پگھل کر نرم ہو جاتے اور وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو کر دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاتے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اس آیتِ مبارکہ میں عام مسلمانوں کے لیے تنبیہ موجود ہے کہ جو لوگ قرآن مجید کو پڑھ کر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، اس میں غور وفکر کرتے اور اس کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے ان کے لیے بھی لمحہ فکریہ ہے کہ کہیں ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے قفل تو نہیں لگا دیے۔ اس لیے ہمیں چاہیئے کہ قرآن مجید کی تعلیمات کو سمجھیں، ان پر غور فکر کریں اور ان پر عمل کریں تاکہ ہماری دنیا و آخرت بہتر ہو۔

معاشرتی مسائل

سورۃ البقرۃ

آیت نمبر: 178

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ترجمہ: مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص یعنی برابری کا حکم دیا جاتا ہے۔ اسطرح پر کہ آزاد کے بدلے آزاد مارا جائے اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اور اگر قاتل کو اس کے مقتول بھائی کے قصاص سے کچھ معاف کر دیا جائے تو وارث مقتول کو پسندیدہ طریق سے قرارداد کی پیروی یعنی مطالبہ خون بہا کرنا اور قاتل کو خوش خوئی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے آسانی اور مہربانی ہے اب جو اس کے بعد زیادتی کرے اس کے لیے دکھ کا عذاب ہے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

تشریح:

سورۃ المائدہ کی اس آیت میں تین حکم دیے گئے ہیں۔

۱۔ اپنے عقد (وعدے، معاہدے) پورے کرو۔

۲۔ مویشی، جانور حلال ہیں، سوائے ان کے جن کا ذکر آگے آئے گا۔

۳۔ احرام کی حالت میں شکار منع ہے۔

۱۔ ایفائے عہد یا عقد:

جس طرح وعدہ کیا گیا ہو اسی طرح اسے پورا کرنے کو وفا یا ایفاء کہتے ہیں۔ ''عقود'' عقد کی جمع ہے اس کا لغوی معنی گرہ لگانا ہے اس کا اطلاق اس پختہ وعدے پر ہوتا ہے جو دو افراد کے درمیان طے پائے۔ یہاں عقود سے مراد ہر قسم کے معاہدے ہیں خواہ وہ انسان اور اس کے خالق کے درمیان ہوں یا انسان اور انسان کے درمیان ہوں۔ ان کا تعلق دینی احکام سے ہو یا دنیوی معاملات سے۔ وہ سب کے سب اس میں شامل ہیں اور ان سب کو پورا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

امام راغب اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ معاہدات کی جتنی بھی قسمیں ہیں وہ سب کی سب اس لفظ کے حکم میں داخل ہیں اور پھر فرمایا کہ عقود کی ابتدائی تین قسمیں ہیں جن کا پورا کرنا لازمی ہے۔

۱۔ ایمان، اطاعت کا عہد یا حلال وحرام کی پابندی کا عہد

۲۔ وہ معاہدہ جو ایک انسان کا خود اپنے نفس کے ساتھ ہے جیسے حلف کر کے کوئی چیز اپنے ذمہ لازم کرلے۔

۳۔ وہ معاہدہ جو ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ ہے اور اس تیسری قسم میں وہ تمام معاہدات شامل ہیں جو دو شخصوں یا دو جماعتوں یا دو حکومتوں کے درمیان ہوتے ہیں۔

حکومتوں کے بین العالمی معاہدات یا باہمی سمجھوتے، جماعتوں کے باہمی عہد و میثاق اور دو انسانوں کے درمیان ہر طرح کے معاملات، نکاح، تجارت، شرکت، اجارہ، ہبہ وغیرہ ان تمام معاہدات میں جو جائز شرطیں باہم طے ہو جائیں۔ اس آیت کی رو سے ان سب کی پابندی ہر فریق پر لازم ہے اور جائز کی قید اس لیے لگائی کہ خلاف شرع شرط لگانا یا اس کا قبول کرنا کسی کے لیے جائز نہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۲۔ مویشی قسم کے جانور حلال ہیں

سورۃ المائدہ کی پہلی آیت میں ایفائے عہد کی تلقین کے بعد کچھ احکام الٰہی کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔ جن کی تعمیل کا وعدہ ہر مسلمان اسلام قبول کرتے وقت اپنے رب سے کیا کرتا ہے۔ پہلا حکم یہ ہے کہ ان جانوروں کے علاوہ جن کا ذکر آگے آ رہا ہے دوسرے مویشی تمہارے لیے حلال ہیں۔ مشرکین عرب نے اپنے باطل عقائد اور فاسد خیال کی وجہ سے کچھ مویشی اپنے اوپر حرام کر رکھے تھے مثلاً بحیرہ وغیرہ۔ نیز کئی مویشی بطور سزا بنی اسرائیل پر حرام کر دیے گئے تھے۔ مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ یہ جانور تمہارے لیے حلال ہیں، ارشاد ہے۔

اُحِلَّتۡ لَکُمۡ بَہِیۡمَۃُ الۡاَنۡعَامِ

''انعام'' (مویشی) کا لفظ عربی زبان میں اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری پر بولا جاتا ہے۔ اور ''بھیمۃ'' کا اطلاق ہر چرنے والے چوپائے پر ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہوتا کہ انعام تمہارے لیے حلال کئے گئے تو اس سے صرف وہی جانور حلال ہوتے جن کو عربی میں ''انعام'' کہا جاتا ہے (مثلاً اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری) لیکن ان الفاظ میں حکم دیا گیا ہے کہ ''مویشی قسم کے چرند، چوپائے تم پر حلال کئے گئے'' اس سے حکم وسیع ہو جاتا ہے اور وہ سب چرندہ جانور اس کے دائرے میں آ جاتے ہیں جو مویشی کی نوعیت کے ہوں۔

اوفو بالعقود کے حکم میں چونکہ اللہ اور بندوں کے ساتھ ہر قسم کے عہد اور عقد کی پابندی لازم قرار دی گئی ہے لہٰذا ان میں سے ایک معاہدہ یہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے حلال وحرام کی پابندی کے متعلق لیا ہے۔ اس حکم میں اس خاص معاہدہ کا بیان ایا ہے کہ اللہ نے تمہارے لیے اونٹ، بکری، گائے، بھینس وغیرہ کو حلال کر دیا ہے۔ ان کو شرعی قاعدہ کے مطابق ذبح کر کے کھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے قانون کے تحت جن جانوروں کو اس نے حلال کیا ہے ان کو کھاؤ اور جن جانوروں کو حرام قرار دیا ہے ان سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی خالق کائنات ہے اور ہر جانور کی حقیقت اور خواص سے اور انسان کے اندر پیدا ہونے والے اثرات سے خوب واقف ہے وہ طیبات یعنی پاک اور ستھری چیزوں کو انسان کے لیے حلال کر دیتا ہے اور جن کے کھانے سے انسان کی جسمانی صحت پر یا روحانی اخلاق پر منفی اثرات مرتب ہونے کا خطرہ ہو ان سے منع فرماتا ہے اس لیے اس حکم عام میں چند چیزوں کا استثنا فرمایا کہ اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ یعنی بجز ان جانوروں کے جن کی حرمت قرآن میں بیان کر دی گئی ہے۔ مثلاً مردار جانور اور خنزیر وغیرہ۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

احرام کی حالت میں شکار حرام ہے

حلال و حرام کے اس حکم میں دوسرا استثنا یہ بیان فرمایا کہ چوپائے جانور تمہارے لیے حلال تو ہیں اور جنگل کا شکار بھی حلال ہے مگر جب تم نے حج یا عمرہ کے لیے احرام باندھ لیا ہو اس وقت شکار کرنا بھی تمہارے لیے حرام اور قابل سزا جرم بن جاتا ہے۔

احرام باندھنے کے بعد آدمی پر بہت سی وہ چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں حلال ہوتی ہیں مثلاً بال ترشوانا، خوشبو لگانا، ہر قسم کی زیب و زینت کرنا اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کرنا اور انہی پابندیوں میں سے ایک پابندی یہ ہے کہ اس حالت میں نہ کسی جانور کو ہلاک کیا جائے اور نہ ہی شکار کیا جائے۔

آیت کے آخر میں ارشاد ہے کہ اللہ ہماری بہتری اور بربادی کے تمام رموز و اسرار کو جانتا ہے اور ہماری بہتری کی مصلحتوں کو مدنظر رکھ کر جو بھی چاہے وہ حکم دے سکتا ہے۔ ہمارا کام احکام الٰہی پر چون و چرا کرنا نہیں بلکہ مان لینا ہے۔

جب ہم نے اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے کا اعتراف کر لیا اس کو علیم و حکیم اور خالق و رازق مان لیا، اس کے احکام کی تعمیل کا وعدہ کر لیا تو اب بہانہ سازی کیسی، یقین محکم سے ہر ارشاد کی پیروی کرنی چاہیے۔

سورۃ بنی اسرائیل

آیت نمبر: 23

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان سے بات ادب کے ساتھ کرنا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام سے ہمیں عقیدہ توحید کے ساتھ والدین کی خدمت کی ہدایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق و مالک ہے اس لیے اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہیے اور پھر والدین ہماری تخلیق کا سبب بنے، ہمیں پالا پوسا اور بہترین تربیت کر کے معاشرے میں رہنے کے قابل بنایا۔ اس لیے والدین کی جس قدر خدمت کی جائے کم ہے۔ والدین، بچپن میں اپنا سارا سکھ چین لٹا کر ہر طرح ہماری دیکھ بھال کرتے اور پڑھاتے لکھاتے ہیں، ہمارے لیے بہترین خوراک اور لباسِ غرض ہر ممکن آسائش کا بندوبست کرتے ہیں۔ وہ ہمیں زندگی گزارنے کے لیے برے بھلے سے آگاہ کرتے، گاہے بگاہے راہنمائی کرتے اور ہماری بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں۔اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اُن کا احترام کریں، ان کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کریں اور اُنہیں پر آسائش مہیا کرنے کی سعی کریں۔

سورۃ الحجرات

آیت نمبر: 11

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

ترجمہ: مومنو! مرد مردوں سے تمسخر نہ کریں ممکن ہے جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں ممکن ہے وہ جن کا مذاق اڑا رہی ہیں ان سے اچھی ہوں۔ اور اپنوں کو آپس میں عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے اور جو لوگ توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

تشریح:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بنیادی انسانی حقوق کی طرف اشارہ کیا ہے۔

عزت کا تحفظ

اسلامی ریاست کے ہر شہری کا ایک اہم حق یہ ہے کہ اس کی عزت و آبرو کا تحفظ کیا جائے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے جان و مال کے ساتھ ہی حرمت آبرو کا بھی حکم دیا ہے۔

اہمیت:

عزت اور آبرو ایک شہری کا اتنا اہم حق ہے جو حق زندگی پر بھی مقدم ہے اس لیے عزت، جان سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ پس ریاست کا فرض ہے کہ شہریوں کے اس حق کو ترجیحی بنیادوں پر سب سے زیادہ محفوظ بنائے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے فرمایا۔

"جس نے کسی دوسرے کی بے عزتی یا آبروریزی کی ہو یا کوئی اور ظلم کیا ہو تو وہ آج معاف کرا لے اس دن سے پہلے جب نہ روپیہ پیسہ ہوگا۔ نہ مال وزر، البتہ نیک عمل نہ ہوگا تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔ (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے کسی کی بے عزتی کو بدترین زیادتی قرار دیا ہے۔

"بدترین زیادتی کسی مسلمان کی عزت پر ناحق حملہ کرنا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عاملوں کو رخصت کرتے وقت انہیں یہ ہدایت دیا کرتے ۔

"میں تمہیں جابر و قاہر بنا کر نہیں بلکہ امام اور رہنما بنا کر بھیجتا ہوں، خبردار! مسلمانوں کو مار پیٹ کر انہیں ذلیل نہ کرنا۔"

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اسلام کا اصول

ہتکِ عزت کے معاملہ میں اسلام کا اصول یہ ہے کہ معاشرہ کا ہر فرد عزت دار ہے خواہ اس کا مقام اور مالی حیثیت کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی اسلامی قانون میں ہتک عزت کا دعویٰ پیش کرتے وقت یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ صاحب عزت ہے اور مدعا علیہ کے فعل تذلیل سے اس کی عزت کو واقعی بٹہ لگا ہے۔ آخر میں فرمایا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تقویٰ کی راہ اختیار کرو کیونکہ خدا خوفی ہی انسان کو بدگمانی، جاسوسی اور غیبت سے بچا سکتی ہے۔ پھر تقویٰ ہی قبولیت توبہ کی شرط ہے۔

غیبت:

غیبت سے مراد کسی کی عدم موجودگی میں اس کا ذکر اس طرح کرنا کہ اگر وہ سنے تو اسے ناگوار گزرے اس کے متعلق قرآن و حدیث میں بڑی وعید آئی ہے۔

بدگمانی:

قرطبی نے ذکر کیا ہے کہ ظن سے مراد تہمت ہے یعنی کسی دلیل کے بغیر شک اور وہم کی بنیاد پر دوسرے کو الزام دینا یا گناہ کا مرتکب خیال کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ گمان سے بچو کیونکہ ظن اکذب الحدیث یعنی سب سے جھوٹی بات ہے۔

جاسوسی:

اسی طرح کسی کو بے آبرو اور بدنام کرنے کے لیے جاسوسی اور ٹوہ لگانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

آیت نمبر 12

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ۝

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: اے اہلِ ایمان بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے۔ تو غیبت نہ کرو اور اللہ کا ڈر رکھو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے مہربان ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو بدگمانی کرنے اور غیبت کرنے اور اپنوں اور غیروں کی جاسوسی کرنے سے روکتا ہے اور فرماتا ہے کہ بسا اوقات اکثر اس قسم کے گمان بالکل گناہ ہوتے ہیں۔ پس تمہیں اس میں پوری احتیاط برتنی چاہیے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تیرے مسلمان بھائی کی زبان سے جو کلمہ نکلا ہو جہاں تک تجھ سے ہو سکے اسے بھلائی اور اچھائی پر محمول کر۔ ابن ماجہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے طواف کعبہ کرتے ہوئے فرمایا تو کتنا پاک گھر ہے! تو کیسی بڑی حرمت والا ہے! اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ مومن کی حرمت، اس کے مال اور اس کی جان کی حرمت اور اس کے ساتھ نیک گمان کرنے کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بہت بڑی ہے۔

صحیح بخاری میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں بدگمانی سے بچو، گمان سب سے بڑی جھوٹی بات ہے، بھید نہ ٹٹولو۔ ایک دوسرے کی ٹوہ حاصل کرنے میں نہ لگ جایا کرو، حسد بغض اور ایک دوسرے سے منہ پھلانے سے بچو، سب مل کر خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلم وغیرہ میں ہے ایک دوسرے سے روٹھ کر نہ بیٹھا کرو، ایک دوسرے سے میل جول ترک نہ کر لیا کرو، ایک دوسرے سے حسد بغض نہ کیا کرو، بلکہ سب مل کر خدا کے بندے آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بند ہو کر زندگی گزارو (مسلم باب تحریم الظن) کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال اور میل جول چھوڑ دے۔ طبرانی میں ہے کہ تین خصلتیں میری امت میں رہ جائیں گی فال لینا، حسد کرنا اور بدگمانی کرنا۔ ایک شخص نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پھر ان کا تدارک کیا ہے؟ فرمایا جب حسد کرے تو استغفار کر لے، جب گمان پیدا ہو تو اسے چھوڑ دے اور یقین نہ کرے اور جب شگون لے خواہ نیک نکلے خواہ بد اپنے کام سے نہ رکے، اسے پورا کرے۔ ابو داؤد میں ہے کہ ایک شخص کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ اس کی داڑھی سے شراب کے قطرے گر رہے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں بھید ٹٹولنے سے منع فرمایا گیا ہے، اگر ہمارے سامنے کوئی چیز ظاہر ہوگئی تو ہم اس پر پکڑ کر سکتے ہیں۔ (حوالہ ابوداؤد۔ باب فی النہی عن التجسس)

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

مشق

سوال نمبر 1 درج ذیل سوالات کے جواب تفصیل سے دیں۔

الف۔ توحیدِ باری تعالیٰ کا تذکرہ قرآنی آیات کے مطابق تفصیل سے دیں۔

ب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے مبعوث ہوئے۔ قرآنی آیات کے حوالے سے بحث کریں۔

ج۔ عقیدۂ آخرت کی وضاحت قرآنی آیات کی روشنی میں کریں۔

د۔ مویشیوں کے حلال و حرام ہونے کے بارے میں اسلامی تعلیمات کو تفصیل سے بیان کریں۔

ہ۔ غیبت اور بدگمانی سخت گناہ کے کام ہیں؛ قرآنِ مجید کے حوالے سے بیان کریں۔

سوال نمبر 2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت کیا دعا مانگی؟

ب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو قرآنِ مجید میں "مبشر" اور "منذر" کس وجہ سے کہا گیا ہے؟

ج۔ اسلام کا قتل کے بارے میں کیا حکم ہے؟

د۔ احرام کی حالت میں جانوروں کے شکار کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاملوں کو رخصت کرتے وقت کیا ہدایت دیتے تھے؟

و۔ قرآنِ مجید میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو کس مثال سے بیان کیا گیا ہے؟

ز۔ یہود کا شفاعت کے بارے میں کیا عقیدہ تھا؟

سوال نمبر 3 مناسب الفاظ سے خالی جگہ پر کریں۔

الف۔ "رحیم" کے معنی ________ کے ہیں۔

ب۔ "اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو یہاں تک کہ تمہاری ________ کا وقت آ جائے۔"

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

د۔ عبادات

عبادات کا مفہوم اور تقاضے

عبادت کے لفظی اور اصطلاحی معنوں کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ''عبادت'' کا ترجمہ عام طور پر ''بندگی'' کیا جاتا ہے۔ عربی میں ''عبد'' اور فارسی میں ''بندہ'' زرخرید غلام کو کہتے ہیں (جن کا پہلے زمانے میں عام رواج تھا)۔ اس لحاظ سے عبادت یا بندگی کا مطلب ہوا غلام ہونا، غلامی قبول کرنا یعنی مالک کے ہر حکم کی دل و جان سے تعمیل کرنا۔ ہر کام اپنے آقا و مالک کی خوشنودی کے لیے کرنا۔ اسی سے عبادت کے اصطلاحی معنی نکلتے ہیں یعنی ''ایک خاص مقررہ کیفیت اور ہیئت کے ساتھ اپنے خلوص اور عاجزی کا اظہار کرنا'' جس کے مختلف طریقے ہر مذہب و ملت میں رائج ہیں۔

اسلامی عبادات کی اہمیت

اسلام میں ایمان یا عقیدے کی درستگی کے بعد سب سے زیادہ عبادات پر زور دیا گیا ہے۔

عبادات ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ براہِ راست ربط اور تعلق'' کی ایک عملی صورت ہونے کے باعث، بذاتِ خود مقصد اور نصب العین بھی ہیں اور اسلام کے باقی احکام و قوانین پر عمل کے لیے آمادہ کرنے اور ان احکام کی روح کو سمجھنے کے لیے تربیت کا ایک ''ذریعہ'' بھی ہیں۔

پہلے وقت کے مسلمانوں کو ان عقائد اور عبادات نے ہی بلندیوں پر پہنچا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی عبادت کو وہ سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ بڑی سے بڑی قربانی دینا ان کے لیے آسان ہو گیا اور وہ ایمان اور عبادت کی روح سے آشنا ہو گئے۔ ان کی زندگیاں، ان کے عقائد اور عبادات کے نتائج کی منہ بولتی تصویریں تھیں۔ وہ نہ دُنیا سے لاتعلق تھے اور نہ آخرت سے غافل۔ وہ عبادات کے احکام، ان کی ظاہر شکل و صورت، ان کی کیفیت اور ہیئت سے بھی واقف تھے اور عبادات کے معنی، مقصد اور ان کی روح اور حقیقت سے بھی۔ یہ بات بہت ضروری ہے کہ عبادات کی ظاہری اور باطنی حیثیت ایک جیسی ہونی چاہیے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

ج۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ________ کی خوشخبری ہیں۔

د۔ اللہ تعالیٰ نے سب پیغمبروں کو خوشخبری سنانے والا اور ________ بنا کر بھیجا۔

ہ۔ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا ________ میں گھر نہ ہو۔

سرگرمی

معلم طلبہ سے ان جانوروں کے متعلق پوچھے جو اس سبق میں قرآن مجید نے حلال اور حرام کیے ہیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

عبدیت کے اساسی مظاہر، ارکانِ اسلام کا خصوصی مطالعہ

اسلام کی بنیادی عبادات قرآن و سنت کی روشنی میں درج ذیل ہیں:

۱۔ نماز

۲۔ زکوٰۃ

۳۔ روزہ

۴۔ حج

ان عبادات کو ''بنیادی عبادات'' یا ارکان اسلام اس لیے کہا جاتا ہے کہ یوں تو اسلام کے ہر حکم کی تعمیل عبادت ہے، چاہے اس کا تعلق اللہ سے ہو یا اس کے بندوں سے۔ بلکہ مکمل اسلامی زندگی بسر کرنیوالے آدمی کا ہر کام حتیٰ کہ خرید و فروخت، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، لکھنا پڑھنا سب ہی عبادت ہوتا ہے۔ مگر مکمل ''اسلامی زندگی'' کی بنیاد یہی چار عبادات ہیں۔ تمام مکاتبِ فکر کے نزدیک ان چار عبادات میں سے کسی ایک کا انکار صریح کفر ہے اور ترک (چھوڑ دینا، عمل نہ کرنا) بھی کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اس میں کسی کا ادنیٰ اختلاف بھی نہیں۔

۱۔ نماز:

دینِ اسلام کا اولین ستون اور سب سے اہم عبادت ''نماز'' ہے۔

نماز کے معنی:

نماز کے لیے اصل عربی لفظ جو قرآن و حدیث میں استعمال ہوا ہے، وہ صلوٰۃ ہے۔ جس کو فارسی اور اردو زبان میں نماز کہتے ہیں۔ عربی کے لفظ صلوٰۃ کے لفظی معنی تو کئی ہیں مگر جو معنی صلوٰۃ کے اصطلاحی معنوں سے قریب تر ہیں وہ ''دعا، رحمت، استغفار اور حمد وثنا کے ہیں۔'' اصطلاح میں نماز کا مطلب ہے ''اللہ تعالیٰ کی عبادت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق مخصوص ارکان و کیفیات کا ادا کرنا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

نماز کی اہمیت

نماز یا صلوٰۃ ایک بدنی عبادت کی حیثیت سے تمام مذاہب کا حصہ رہی ہے۔ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے کہ خالص توحید، نماز اور زکوٰۃ ہمیشہ سے برحق دین والوں کا شعار رہا ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نمازی ہونے کا ذکر قرآنِ مجید میں آیا ہے۔ پہلی امتوں کے نیک لوگوں کی خوبیوں میں ان کے پابندِ نماز ہونے کا ذکر بھی قرآن مجید میں ایک سے زیادہ جگہ پر آیا ہے۔

قرآنِ مجید میں پہلی امتوں کے برے آدمیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خاص خرابی ''نماز ترک کرنا اور ان سے غفلت کرنا'' بتائی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی مکی زندگی کے تیرہ برس میں مسلمانوں پر صرف یہی ایک عبادت ''نماز'' فرض تھی۔ باقی عبادات بہت بعد میں یعنی مدنی دور میں فرض ہوئیں۔

اسلام میں نماز کی تاریخ

شروع میں صبح و شام کی صرف دو نمازیں اور وہ بھی صرف دو(2) دو(2) رکعت کی فرض تھیں۔ مکی زندگی کے آخری برسوں میں واقعہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ نماز کے اوقات دو(2) کی بجائے پانچ کر دیے گئے۔

مدینہ منورہ پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مسجدِ نبوی کی بنیاد رکھی اور باقاعدہ باجماعت نماز کا اہتمام فرمایا۔ اس کے لیے اذان کا طریقہ جاری فرمایا۔ ساتھ ہی فجر کے سوا باقی تمام نمازوں کی رکعتوں کی تعداد دو(2) سے بڑھا کر چار (4) کر دی گئی۔ البتہ مغرب کی تین (3) رکعتیں مقرر کی گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے سفر یا حضر، بیماری یا صحت، امن و جنگ کسی حالت میں آخر وقت تک نماز باجماعت کو نہیں چھوڑا۔ حتیٰ کہ کسی انتہائی مجبوری میں نماز چھوٹ جانے پر کسی دوسرے وقت میں اس کو ''قضا'' کے طور پر

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

پڑھنے کا حکم دیا۔ نماز ہی ایسی عبادت ہے جو مسلمانوں کو ہوش و حواس کے ہوتے ہوئے کسی صورت میں معاف نہیں ہے۔ صرف خواتین کو ان کے خاص دنوں میں نماز پڑھنا منع ہے اور اس کی قضا بھی نہیں ہے۔

نماز کی اصطلاحات

آپ نماز کے ضمن میں رکعت، رکوع، سجدہ، تشہد، تکبیر وغیرہ اصطلاحات سے ضرور واقف ہوں گے۔ یہ اصطلاحات تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے زمانے میں ہی استعمال ہونے لگی تھیں مگر فرض، سنت (مؤکدہ یا غیر مؤکدہ)، واجب، مستحب یا نفل وغیرہ کی اصطلاحات آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے بعد رائج ہوئیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل نماز تو صرف وہ رکعات ہیں جنہیں ہم اب ''فرض'' کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے زمانے میں اسے ''صَلٰوۃٌ مَکْتُوْبَۃٌ'' یعنی ''فرض کی گئی نماز'' کہتے تھے اور یہی وہ نماز تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے مدنی دور میں ہمیشہ باجماعت ادا فرمائی۔ ابتداء میں ہم نے نماز کی رکعتیں دو دو اور بعد میں چار چار ہونے کا ذکر کیا تھا۔ اس سے بھی مراد اسی ''فرض نماز'' یا ''صَلٰوۃٌ مَکْتُوْبَۃٌ'' کی رکعتیں ہیں۔

مدنی زندگی کے دس سال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو جس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اسی طرح خود پڑھی اور پھر آگے اسی طرح پڑھنا سکھائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم جب نماز کی جماعت کرانے تشریف لاتے تو مختلف اوقات کی نمازوں میں اصل فرض رکعتوں (کی جماعت) سے پہلے یا بعد میں بھی کچھ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ ان زائد رکعات میں سے بعض کا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلّم نے ایسا التزام فرمایا کہ کسی حالت میں بھی اور کبھی ان کو نہیں چھوڑا۔ مثلاً فجر کی دو سنتیں۔ بعض رکعات کو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے کبھی پڑھا اور کبھی نہیں بھی پڑھا، مثلاً: عصر یا عشاء کی پہلی سنتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے اس عمل کو سامنے رکھتے ہوئے بعد میں ائمہ وفقہاء نے نماز کی رکعتوں کی بلحاظ اہمیت درجہ بندی کر دی تاکہ عام مسلمانوں کو زیادہ ضروری یا کم ضروری کا فرق معلوم ہو تو زیادہ ضروری کی پابندی ہر حالت میں کریں گے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

نماز کا نظام سنتِ متواتر ہے

نماز کا مفصل نظام، حدِ اوقات، وضو، اذان، تکبیر، جماعت، رکعات، قیام، رکوع، سجدہ، تشہد، سلام، "نمازِ پنجگانہ" کے علاوہ زائد (نفلی) نمازوں، تہجد، اشراق وغیرہ کے اوقات، جمعہ، عیدین اور جنازہ وغیرہ خاص خاص نمازوں کی ساری تفصیل خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے عملی تواتر (یعنی ساری اُمت کا ایک دوسرے کو کرتے دیکھ کر سیکھتے سکھاتے چلے آنا) کے ساتھ ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي (البخاری۔ باب رحمۃ الناس والبهائم)

(جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھو اسی طرح پڑھا کرو)

جب عرب سے مختلف قبائل کے وفد اور لوگ اسلام قبول کرنے مدینہ منورہ آتے (آخر دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم میں) تو اکثر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم انہیں دو دن اپنے پاس ٹھہرا لیتے۔ ایک دن پانچوں نمازیں اول وقت میں پڑھا دیتے۔ دوسرے دن ہر نماز اپنے آخری وقت میں پڑھاتے پھر رخصت کرتے وقت فرماتے: "تم نے ہر نماز کا اوّل اور آخر وقت معلوم کرلیا۔ جاؤ اب انہی اوقات کے اندر نماز پڑھا کرو۔" (سنن الدارقطنی :(1038) شرح السنۃ 182/2)

نماز کے تمام ارکان کے بارے میں نماز پڑھنے والے کے پاس صحیح اور مستند معلومات ہوں۔ نماز میں خاص طور پر ان ارکان کی ادائیگی پر بھرپور توجہ دینی چاہیے جو فرض اور واجب ہیں۔ اس مقصد کے لیے نماز کے موضوع پر جو کتابیں دستیاب ہیں ان کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے اور علماء سے بھی رابطہ رکھنا چاہیے۔

ہمارے دین میں اجتماعی عبادات (نماز میں جماعت، جمعہ، عیدین وغیرہ) کا جو طریقہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مقرر فرمایا اس کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ ہماری عبادات تحریف سے محفوظ رہی ہیں۔ جو کام سب مسلمان مل کر کرتے اور ہوتا دیکھتے رہے ہیں، اس میں کوئی نئی بات داخل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری نماز کے اندر کوئی ایسی نئی بات جو سنت سے ثابت نہ ہو، راہ نہیں پاسکی۔ مثلاً نماز میں سجدے، ہر رکعت میں دو ہی ہیں۔

نماز میں خشوع وخضوع

نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور خشوع وخضوع اور یکسوئی نہایت ضروری ہے۔ یہ باتیں کیسے حاصل ہوں؟ اس

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

کا کم از کم طریقہ تو یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت اپنے منہ سے نکلنے والے ایک ایک لفظ پر آپ توجہ کریں کہ اب میں فلاں لفظ بول رہا ہوں۔ اس سے توجہ اِدھر اُدھر نہیں جائے گی۔

دوسرا اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ پوری نماز کا ترجمہ یاد کرلیں۔ یہ کوئی ایسا مشکل کام بھی نہیں ہے۔ نماز پڑھتے وقت ان الفاظ کے معنی ذہن میں رکھیں تو بھی آپ اللہ تعالیٰ سے ربط کی ایک لذت محسوس کریں گے۔

تیسرا بہترین طریقہ یہ ہے کہ نمازی نماز پڑھتے وقت یہ خیال پختہ کرلے کہ میں جس اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں وہ مجھے دیکھ رہا ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (صحیح مسلم، سنن ابی داؤد)

اللہ کی عبادت ایسے کرو جیسا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے دیکھ نہیں سکتا وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ یہ دھیان جتنا مضبوط ہوگا اتنا زیادہ نماز میں خشوع وخضوع حاصل ہوگا۔

نماز کا فلسفہ

نماز کے بے شمار فوائد یا برکات قرآن وسنت میں بیان ہوئے ہیں۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ

(العنکبوت:45)

نماز بے حیائیوں اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔

نماز (اور باقی سب عبادات بھی) بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ سے ربط کا ذریعہ ہے۔ دن میں پانچ بار لازماً اور اللہ تعالیٰ توفیق دے تو رات کی تنہائیوں میں جب سب لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوں، اس وقت تہجد میں اس ربط اور دلی تعلق کو اور مضبوط بنایا جاسکتا ہے۔ جب تک نماز کے بعد مسرت اور اطمینان کی کیفیت محسوس نہ کرنے لگیں، یہ مشق اور کوشش جاری رکھیں۔ اگر اللہ تعالیٰ سے رابطہ بڑھا تو یہ خود بخود باقی تمام اعمال واقوال پر چھا جائے گا اور نماز کی ساری برکات خود بخود حاصل ہوتی چلی جائیں گی۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

بے نمازیوں کا فلسفہ

نماز وہ چیز ہے جس کا اہتمام رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحابہٖ وسلّم سب سے زیادہ فرماتے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس اہتمام کا حکم دیتے تھے۔ آپؐ نے نماز کو ''دین کا ستون'' قرار دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحابہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ہمارے اور ان (غیر مسلموں) کے درمیان بنیادی فرق یا خطِ امتیاز نماز ہے۔ آپ کبھی ان لوگوں کی بات پر کان نہ دھریں جو اکثر کہتے ہیں کہ جو نماز لوگوں کا مال کھانے اور دوسروں پر ظلم کرنے سے نہیں روکتی، ایسی نمازوں کا کیا فائدہ؟

یاد رکھیے اگر کوئی نمازی ایسے کام کرتا ہے تو یہ سمجھیے کہ وہ ٹھیک طریقے پر اپنے رب کے سامنے پیش ہی نہیں ہوا، وہ نماز کو اللہ تعالیٰ سے رابطہ کا ذریعہ سمجھا ہی نہیں، اس میں نماز پر کیا الزام؟ رہ گئے ایسی باتیں کر کے نماز کی اہمیت گھٹانے والے لوگ، تو آپ دیکھیں گے کہ اکثر ایسے لوگ خود بے نماز ہوتے ہیں اور اپنی اس حرکت اور غفلت کا جواز تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

۲۔ زکوٰۃ

اسلام کی عبادات میں زکوٰۃ دوسری عبادت ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اس کا ادا کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، لیکن زکوٰۃ واجب ہونے کی کچھ شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ آدمی بالغ ہو، دوسری یہ کہ ہوش مند ہو پاگل یا دیوانہ نہ ہو، اور تیسری یہ کہ صاحب نصاب ہو۔

زکوٰۃ کی تعریف

عربی زبان میں زکوٰۃ کے معنی پاک کرنے، بڑھانے اور ترقی دینے کے ہیں۔ لیکن شریعت (اسلامی قانون) میں اس سے مراد وہ مقررہ مال ہے جو مقررہ وقت پر، مقررہ شرطوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نام پر ناداروں اور مسکینوں وغیرہ کو دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے اپنے مال کا ایک حصہ نکال کر غریبوں مسکینوں کو دے دینے سے آدمی کا مال پاک ہو جاتا ہے اس لیے اسلام میں زکوٰۃ ادا کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اسلام میں زکوٰۃ کی حیثیت

اسلام میں نماز کے بعد جس فرض کے ادا کرنے پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے، وہ زکوٰۃ ہے۔ نماز ایسی عبادت ہے جو بدن سے تعلق رکھتی ہے اور زکوٰۃ مال سے۔ یعنی زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ نماز بندے پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور زکوٰۃ دوسرے بندوں کا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَفِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ لِّلسَّآئِلِ وَٱلۡمَحۡرُومِ ۝

(الذاریات :24-25)

اور جن کے مال میں مانگنے والے اور محروم کا ایسا حق ہے جو مقرر ہے۔

اسلام میں جب نماز اور زکوٰۃ کو ایک دوسرے کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے، اور دونوں کے ادا کرنے پر برابر زور دیا جاتا ہے تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ بندوں کے حقوق کا بھی پورا خیال رکھا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی 82 آیات میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ساتھ ساتھ آیا ہے مثلاً حکم دیا گیا:

وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱرۡكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ ۝

(البقرہ :43)

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی پاک زندگی میں جب کوئی شخص آ کر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے اسلام کے احکام اور مسئلے پوچھتا تو آپ ہمیشہ نماز کے بعد زکوٰۃ کو پہلا درجہ دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ایک صحابی حضرت جریرؓ بن عبد اللہ البجلی کہتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مجھ سے تین کاموں کا وعدہ لیا، یعنی یہ کہ:

- میں ہمیشہ نماز پڑھوں گا۔
- جب مجھ پر زکوٰۃ واجب ہوگی تو زکوٰۃ ادا کروں گا۔
- میں تمام مسلمانوں کی بھلائی چاہوں گا۔ (صحیح بخاری (75) صحیح مسلم (208)

perfect24u.com

perfect24u.com

9 ہجری میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنے صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کا مبلغ بنا کر یمن بھیجا تو ان سے فرمایا، وہاں جا کر پہلے لوگوں کو توحید کی دعوت دینا، پھر انہیں نماز کے فرض سے آگاہ کرنا اور پھر یہ بتانا کہ

"اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے دولت مندوں سے لے کر ان کے غریبوں کو دی جائے گی"۔ (صحیح بخاری(1395) ومسلم(132)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اپنی پانچوں وقت کی نماز پڑھو اور ماہ رمضان آئے تو روزہ رکھو اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی پیروی کرو، تو جنت میں جاؤ گے"۔ سنن الترمذی(616)

قرآن مجید اور حدیث شریف میں جس طرح زکوٰۃ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور بڑے بڑے انعامات کی خوش خبری سنائی گئی ہے، اسی طرح زکوٰۃ نہ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور جو دبا کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پس انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے" (سورۃ توبہ:34)

زکوٰۃ ادا کرنے کا باقاعدہ حکم

اگرچہ مسلمانوں کو صدقہ اور خیرات کی تعلیم ابتداء ہی سے دی جارہی تھی لیکن جب 8 ہجری میں فتح مکہ کے بعد پورے عرب میں اسلام پھیلا تو اللہ تعالیٰ نے تمام مال دار مسلمانوں کے لیے زکوٰۃ ادا کرنا فرض قرار دیا۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (التوبہ:103)

اے محمد! (رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) ان کے مال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کرو کہ اس کے ذریعے سے تم ان کو پاک وصاف کرسکو"۔

اس کے بعد نئے سال یعنی 9 ہجری میں زکوٰۃ کی وصولی کے قوانین بنائے گئے، تمام عرب میں افسر مقرر ہوئے اور باقاعدہ بیت المال بنایا گیا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

زکوٰۃ کا نصاب اور شرح

اسلامی شریعت کے مطابق زکوٰۃ سال میں صرف ایک مرتبہ اس مال پر واجب ہوتی ہے جس پر سال گزر گیا ہو۔

جن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے، ان کی تعداد پانچ ہے۔

۱۔ اونٹ، گائے، بھینس اور بھیڑ بکری وغیرہ میں سے چراگاہوں میں چرنے والے جانوروں پر زکوٰۃ فرض ہے جبکہ گھروں میں چارے پر پالے گئے جانور زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ ان جانوروں کی زکوٰۃ کے نصاب و مقدار کی تفصیلات احادیث مبارکہ اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

۲۔ اگر سونے کی مقدار ساڑھے سات تولے یا اس سے زیادہ اور چاندی کی مقدار ساڑھے باون تولے یا اس سے زیادہ ہو، خواہ وہ کسی صورت میں ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ جتنا سونا یا چاندی موجود ہو اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا پڑے گا۔

اسی طرح اگر سکوں، کاغذی نوٹوں یا سامانِ تجارت کی مالیت ساڑھے سات تولے سونے یا ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کے برابر ہوجائے یا اس سے بڑھ جائے اور اس پر سال گزر جائے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی اور جتنا مال موجود ہوگا اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کے طور پر دینا پڑے گا۔

۳۔ کانوں سے نکالی ہوئی اشیاء اور دفینوں پر زکوٰۃ کے بجائے خمس (پانچواں حصہ) عائد کیا جاتا ہے

۴۔ زرعی پیداوار غلہ، پھل وغیرہ میں زکوٰۃ کا حکم یہ ہے کہ:

"جو زمین بارش یا پہاڑی ندی نالے سے سیراب ہوتی ہو اس کی پیداوار پر زکوٰۃ کل پیداوار کا دسواں حصہ (عشر) واجب ہوگا۔ اور جس زمین کو کنویں، رہٹ یا نہر کے پانی سے سیراب کیا جائے اس کی پیداوار پر زکوٰۃ کل پیداوار کا بیسواں حصہ ہوگا"۔

زکوٰۃ کے مصارف

مصارف، مصرف کی جمع ہے۔ زکوٰۃ کے مصارف کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کن کن جگہوں پر خرچ کرنی چاہیے۔

قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم مندرجہ ذیل آٹھ قسم کے لوگوں پر صرف کی جائے گی یعنی:

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۱۔ فقیر

۲۔ مسکین

۳۔ وہ سرکاری ملازم جو زکوٰۃ وصول اور تقسیم کریں۔

۴۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں دین کی الفت پیدا کرنی ہو۔

۵۔ غلاموں اور قیدیوں کو چھڑانے کے لیے۔

۶۔ قرض داروں کا قرض اتارنے کے لیے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی راہ یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں۔

۸۔ ناداروں/مسافروں کی امداد میں۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے اصول

۱۔ زکوٰۃ سال میں ایک مرتبہ واجب ہوتی ہے البتہ غلہ پر زکوٰۃ ہر دفعہ کی پیداوار پر دی جائے گی۔

۲۔ قریبی رشتہ داروں جیسے ماں باپ، بیٹا بیٹی، شوہر، بیوی وغیرہ کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

۳۔ مسجد کی تعمیر پر زکوٰۃ کی رقم نہیں لگائی جاسکتی۔

۴۔ زکوٰۃ کی رقم سے ضرورت کی اشیاء بھی خرید کر دی جاسکتی ہیں۔

۵۔ جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جائے انہیں یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے۔

۶۔ زکوٰۃ دینے والے کو زکوٰۃ ادا کرتے وقت یہ نیت کرنی چاہیے کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے جو میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ادا کر رہا ہوں۔

زکوٰۃ کے چند فائدے

زکوٰۃ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کا دل دولت کی محبت، کنجوسی اور لالچ جیسی اخلاقی برائیوں سے پاک ہوجاتا ہے۔

o زکوٰۃ کی وجہ سے معاشرے کا کوئی طبقہ اپنی بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محروم نہیں رہتا۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

- زکوۃ سے چوری چکاری، ڈاکہ زنی، لوٹ مار اور رشوت جیسی برائیوں میں کمی آتی ہے۔
- زکوۃ بے روزگاروں، بوڑھوں، یتیموں اور بیواؤں کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے میں مدد دیتی ہے۔
- زکوۃ مال دار لوگوں کے لیے ان کے مال کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

۳۔ روزہ

روزے کے معنی

دین اسلام میں تیسری بنیادی عبادت ''روزہ'' ہے۔ روزے کے لیے اصل عربی لفظ ''صوم'' ہے اور اس سے مصدر ''صیام'' ہے جس کے معنی ہیں ''روزہ رکھنا''۔ قرآن و حدیث میں یہ دونوں لفظ ''صوم اور صیام'' استعمال ہوئے ہیں۔ ''روزہ'' فارسی لفظ ہے اور ''صوم'' کے ہم معنی ہے۔

اسلامی اصطلاح کے طور پر روزے کا مطلب ہے فجر سے لے کر مغرب تک کھانے، پینے اور جنسی فعل سے مکمل اجتناب۔ اسلام میں صوم (روزہ) کی بہت سی اقسام ہیں، جن کی تفصیل ''کتاب اور سنت'' سے معلوم ہوتی ہے۔ بعض روزے واجب (فرض) ہوتے ہیں، مثلاً رمضان یا کفارہ یا نذر کے روزے۔ بعض دنوں میں روزہ رکھنا مستحب (بہتر) ہے اور بعض دنوں میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ جن روزوں کو اسلامی عبادات میں ایک ''رکن'' کی حیثیت حاصل ہے اس سے مراد ''صیام رمضان'' یعنی رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بنیادی اسلامی عبادت اور اسلام کے ایک ''رکن'' کی حیثیت سے جب لفظ ''روزہ'' بصیغہ واحد بھی بولا جاتا ہے تو اس سے ''ماہ رمضان کے روزے'' ہی مراد ہوتے ہیں۔

روزے کی اہمیت

روزے کی اہمیت اور فرضیت کو سمجھنے کے لیے حسب ذیل امور سامنے رکھیے؛

قرآنِ مجید میں واضح الفاظ میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے:

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (البقرۃ:183)

"تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔"

قرآن مجید نے روزوں کے لئے ماہِ رمضان کا تعین کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ اس مہینے میں قرآن مجید نازل کی گئی۔

قرآنِ مجید نے روزے کے تمام بنیادی ضروری احکام، مثلاً: سفر، بیماری اور اوقاتِ روزہ وغیرہ بیان کر دیے ہیں۔ رمضان کے روزے پہلی دفعہ 2ھ میں فرض ہوئے تھے۔ اس وقت سے لے کر آخر تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ہر سال نہ صرف روزے رکھے اور رکھائے بلکہ نماز اور زکوٰۃ کی طرح روزے کو بھی ایک اجتماعی نظام کی صورت دی۔ اس کی سب سے نمایاں خصوصیات یہ ہیں:

الف۔ سحری کھانا

ب۔ نماز تراویح پڑھنا

ج۔ صدقۃ الفطر

د۔ نمازِ عید الفطر

رمضان شریف قمری کیلنڈر کا نواں مہینہ ہے اور اس کے آغاز اور اختتام کا دارومدار رویت ہلال (چاند دکھائی دینے) پر ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے نہ صرف رویت کے بارے میں ہدایات دیں بلکہ روزے کے دیگر ضروری احکام اور اس کے مقاصد کو بھی نہایت وضاحت سے سمجھایا۔ نماز اور زکوٰۃ کی طرح روزے کی ان تفصیلات سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ روزہ پہلی امتوں میں بھی ایک فرض عبادت کے طور پر رائج تھا اور آج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔ لیکن اسلامی روزے میں یوں تو اور بھی بہت سی زائد خوبیاں ہیں، مگر سال کا پورا ایک مہینہ اور وہ بھی اجتماعی نظم کے ساتھ روزے رکھنے کی تو دنیا بھر میں کہیں مثال نہیں ملتی۔

رمضان المبارک اپنے اس اجتماعی رنگ کی وجہ سے تمام عالم اسلام میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان گھرانے میں رمضان المبارک اپنی ایک شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کے لیے ایک مناسب اور سازگار ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔ عام لوگ بھی رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور مساجد کو آباد کرتے ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

روزے کے مقاصد

کھانے پینے سے بچنا روزے کی ظاہری صورت ہے، اگر چہ یہ بھی ضروری ہے مگر کتاب وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ دار کو ہر طرح کی بری باتوں سے بچنا ضروری ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے تو صاف فرمایا کہ:

مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِی اَنْ یَدَعَ طَعَامَہٗ وَ شَرَابَہٗ
(صحیح بخاری:1903)

ترجمہ: جس نے جھوٹی بات اور اس پر عمل کو ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے۔

کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الظَّمَاُ (سنن الدارمی :2720)

ترجمہ: کتنے ہی ایسے روزے دار ہوتے ہیں جنہیں ان کے روزوں سے سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

نماز، نوافل، تلاوتِ قرآن، خیرات اور صدقات، الغرض اس مہینے میں ہر طرح کی نیکی بکثرت کرنے اور ہر طرح کی برائی سے باز رہنے کے احکام دیے گئے ہیں۔

روزے کے عام فوائد، مثلاً صحت پر اچھے اثرات، جفاکشی اور سخت کوشی کی ترغیب، غریبوں کی بھوک کا احساس وغیرہ وغیرہ، یہ سب باتیں اپنی جگہ درست اور بجا، مگر دوسری عبادات کی طرح روزہ بھی اپنے رب سے براہِ راست رابطے کی ایک صورت ہے۔ روزے کی حالت میں آدمی کو ہر وقت یہ احساس ہوتا ہے اور ہونا چاہیے کہ اللہ اس کے قریب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علیحدگی میں بھی، جہاں اُسے کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا، ہرگز کھانے پینے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ یہی ہے اپنا احتساب خود کرنا، جس کی بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے فرمایا کہ:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ
(صحیح بخاری:38)(مسلم:1817)

ترجمہ: جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

روزے کے متفرق احکام

مسافر، بیمار، یا کوئی اور ''شرعی عذر'' رکھنے والے مرد یا عورت پر رمضان میں فوت ہوجانے والے روزوں کی بعد میں قضاء اسی طرح واجب ہے جس طرح خود رمضان کے روزے رکھنا ضروری ہیں۔ رمضان کا ایک روزہ رکھ کر جانتے بوجھتے ہوئے توڑنے سے ساٹھ (60) دن کے روزے رکھنا واجب ہو جاتا ہے۔ بھول سے کچھ کھالینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے احترام کی خلاف ورزی کرنا سخت گناہ ہے۔

۱۔ کفارہ اور نذر کے روزے بھی قضا روزوں کی طرح واجب ہوتے ہیں۔

۲۔ ہر قمری مہینے کی 15,14,13 (ایام بیض) 9 ذی الحج (حج کا دن) اور ہر پیر (سوموار) اور جمعرات کو روزہ رکھنا مستحب (یعنی اچھا اور بہتر ہے)۔

۳۔ دونوں عیدوں کے دن' ایام تشریق 13,12,11 ذی الحجہ کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

۴۔ حج

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ چنانچہ زندگی میں ایک بار صاحب استطاعت مسلمان مرد و عورت پر حج کرنا فرض ہے اس کی کچھ شرطیں ہیں۔ اگر کسی شخص میں یہ شرطیں موجود نہ ہوں تو اس کے لیے حج کرنا ضروری نہیں۔ یہ شرطیں اگلے صفحات میں بیان کی جائیں گی۔

حج کے معنی

عربی زبان میں حج کے معنی کسی بڑے مقصد کا ارادہ کرنے کے ہیں لیکن اسلام میں اس سے مراد وہ خاص اعمال ہیں جو سال کے مخصوص دنوں میں خاص جگہوں پر خاص طریقے سے ادا کیے جاتے ہیں۔ حج کے ان خاص اعمال کو مناسک کہا جاتا ہے یعنی وہ کام جو حج میں کیے جاتے ہیں۔

حج کی فرضیت

حج کا فرض ہونا قرآن مجید اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ (البقرة: 196)

ترجمہ: اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے۔

ایک دوسری آیت کریمہ کے الفاظ ہیں:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ (آل عمران: 97)

"اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے، جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔"

حج کا فرض ہونا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی احادیث سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے:

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے"

۱۔ اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ نماز قائم کرنا۔

۳۔ زکوٰۃ دینا۔

۴۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

۵۔ حج کرنا۔

حج واجب ہونے کی شرطیں

الف۔ حج واجب ہونے کی پہلی شرط مسلمان ہونا ہے۔

ب۔ دوسری شرط بالغ ہونا ہے۔

ج۔ تیسری شرط عقلمند ہونا ہے۔

د۔ چوتھی شرط صاحبِ استطاعت ہونا ہے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

استطاعت سے مراد یہ ہے کہ حاجی کے پاس سفر کے اخراجات کے لیے ضروری رقم موجود ہو، اس کے علاوہ اپنے گھر والوں کو بھی اتنی رقم دے کر جائے جو اس کی واپسی تک ان کی ضروریات کے لیے کافی ہو۔

عورت پر حج واجب ہونے کی ایک خاص شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم (جس کے ساتھ نکاح نہ ہوسکتا ہو) موجود ہو۔

احرام باندھنا

حج یا عمرہ احرام باندھنے سے شروع کیا جاتا ہے۔ احرام دو اَن سلی سفید چادروں پر مشتمل ایک خاص لباس ہوتا ہے۔ ان چادروں میں سے ایک کو تہہ بند کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور دوسرے سے جسم کا اوپر کا حصہ ڈھانپا جاتا ہے۔

عورتوں کے لیے احرام کا کوئی خاص لباس نہیں، وہ اپنے عام لباس کے ساتھ سر کے بالوں کو ڈھانپنے کے لیے اوڑھنی یا رومال استعمال کرسکتی ہیں لیکن اس سے ان کا چہرہ نہیں چھپنا چاہیے۔

احرام باندھنے کی جگہ

پاکستان اور ہندوستان سے جو لوگ حج کے لیے جاتے ہیں ان کے لیے احرام باندھنے کی جگہ یلملم ہے۔ چنانچہ جو لوگ خشکی کے راستے سفر کرتے ہوئے یلملم پہنچتے ہیں تو وہاں حج یا عمرہ کی نیت کر کے احرام باندھ لیتے ہیں۔ جو لوگ ہوائی جہاز یا پانی کے جہاز میں سفر کرتے ہوئے یلملم کی سیدھ میں پہنچتے ہیں تو وہاں پہنچنے سے پہلے احرام باندھ لیتے ہیں، کیونکہ اگر آدمی حج یا عمرہ کے لیے جارہا ہو تو احرام باندھے بغیر یلملم سے گزرنا حرام ہے۔

احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت ہے۔ غسل کرنے کے بعد احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نماز سنت پڑھے اور زبان اور دل سے یہ الفاظ کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ/ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُ لِی وَتَقَبَّلْ مِنِّی

ترجمہ: اے اللہ میں حج/عمرہ کی نیت کرتا ہوں پس اسے میرے لیے آسان کر دیجیے اور اسے میری طرف سے قبول فرمائیے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اس کے بعد تلبیہ کہے۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ

ترجمہ: "میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بے شک سب تعریف اور نعمت تیرے لیے ہے اور بادشاہی تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

تلبیہ کسی قدر بلند آواز سے کہنا چاہیے۔ تلبیہ کے بعد آہستہ آواز سے درود شریف پڑھے۔

وقوفِ عرفات

حج کا پہلا رکن حاجی کا عرفات کے میدان میں موجود ہونا ہے، خواہ حالتِ بیداری میں ہو یا خواب (نیند) میں، بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر، ٹھہر کر یا گزرتے ہوئے، راہ چلتے ہوئے۔ اسے وقوفِ عرفات کہتے ہیں اور یہی حج کا سب سے اہم رکن ہے۔

وقوفِ عرفات کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ شریعت کے مقرر کردہ وقت کے اندر ہو، یعنی نویں ذوالحجہ کے دن سورج ڈھلنے کے بعد یوم نحر (عید الاضحیٰ کے دن) کی فجر تک۔ اس میں نہ نیت شرط ہے نہ ہوش میں ہونا۔ چنانچہ جو شخص مقررہ وقت میں میدان عرفات پہنچ گیا اس کا حج درست ہو گیا۔ خواہ اس نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اور خواہ وہ یہ جانتا ہو کہ وہ میدان عرفات میں ہے، یا نہ جانتا ہو، یا حالت جنون میں ہو یا بے ہوشی کی حالت میں، سو رہا ہو یا جاگ رہا ہو۔

طوافِ زیارت

طوافِ زیارت جسے طوافِ افاضہ کہا جاتا ہے 10 ذوالحج کو منیٰ سے واپسی کے بعد حرم شریف میں کیا جاتا ہے یہ حج کے دو ارکان میں سے ہے۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی

طوافِ زیارت کے بعد حاجی صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگاتے ہیں۔ یہ چکر لگانا واجب ہے۔ لہٰذا اگر کوئی حاجی کسی وجہ سے سعی نہ کر سکا، چکر نہ لگا سکا، تو اس کا حج صحیح ہو جائے گا البتہ اسے ایک بکری کی قربانی دینی پڑے گی۔ یہ سعی طواف کے بعد کی جاتی ہے پہلے نہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

حج کی اقسام

حج کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

حجِ قِران: حج کی ایک قسم جس میں حاجی ایّامِ حج میں ایک ہی احرام (نیت) میں یکے بعد دیگرے پہلے عمرہ پھر حج ادا کرتے ہیں۔ یعنی دونوں کے درمیان احرام نہیں کھولتے۔ ایسا حاجی قارِن کہلاتا ہے۔

حجِ تمتّع: حج کی ایک قسم جس میں حاجی عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دیتا ہے یعنی حلال ہو جاتا ہے پھر حج کے دنوں میں دوبارہ احرام (نیت) باندھتا ہے۔ ایسا حاجی متمتّع کہلاتا ہے۔ یعنی احرام کھول کر فائدہ اٹھانے والا۔

حجِ اِفرَاد: حج کی ایک قسم جس میں حاجی صرف حج کا احرام (نیت) باندھتا ہے اور ایام حج میں عمرہ نہیں کرتا، ایسا حاجی مُفرِد کہلاتا ہے۔

حج کے واجبات

حج کے بنیادی واجبات پانچ ہیں۔

۱۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ سات پھیرے لگانا۔

۲۔ فجر سے پہلے مزدلفہ میں آنا، خواہ گھڑی بھر کے لیے ہو۔ (میدان عرفات میں وقوف کے بعد)

۳۔ جمرات کے مقام پر (شیاطین کو) کنکریاں مارنا۔

۴۔ سر منڈوانا یا بال کتروانا

۵۔ الوداعی طواف کرنا

اسی طرح یہ امر بھی واجب ہے کہ پہلے شیاطین کو کنکریاں ماری جائیں اور پھر سر منڈوایا جائے۔

حج کے آخر میں منیٰ کے مقام پر 10 ذوالحجہ کو حج تمتع اور حج قِران کرنے والوں کے لیے قربانی کرنا واجب ہے۔

قربانی سے پہلے بال منڈوانا جائز نہیں، عورتیں اپنے بالوں کی صرف ایک لِٹ کترتی ہیں۔

بال منڈوانے کے بعد حج کے مناسک ختم ہو جاتے ہیں اور احرام کھول دیا جاتا ہے۔

حج کے فائدے

۱۔ حج مسلمانوں کا ایک ایسا عالمی، روحانی اجتماع ہے جس کی مثال کسی دوسرے مذہب اور قوم میں نہیں ملتی۔ یہ مسلمانوں کے اتحاد کی ایک علامت ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۲۔ حج کے ذریعے مسلمانوں کا اپنے مالک اور اس کے سب سے پہلے گھر یعنی خانہ کعبہ سے تعلق اور زیادہ گہرا اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

۳۔ حج کے ذریعے انسان کو بے مثال روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

۴۔ حج کے ذریعے انسان کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ بالکل پاک ہو جاتا ہے۔

۵۔ حج کے ذریعے ساری دنیا کے مسلمانوں میں اخوت اور بھائی چارہ کے احساسات ابھرتے ہیں۔

مشق

سوال 1: درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں

الف۔ اسلام میں عبادات کو کیا مقام حاصل ہے؟

ب۔ ''نماز دین کا ستون ہے'' وضاحت قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں کریں۔

ج۔ زکوٰۃ کن کن چیزوں پر اور کس شرح سے فرض ہے؟ وضاحت کریں۔

د۔ اسلام میں روزے کی کیا حیثیت ہے؟ نیز روزے کے مقاصد تحریر کریں۔

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ زکوٰۃ کے مصارف کیا ہیں؟

ب۔ سونے اور چاندی پر کس شرح سے زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے؟

ج۔ اسلامی اصطلاح میں روزے کا کیا مطلب ہے؟

د۔ کن ایام کے روزے رکھنا جائز نہیں؟

ہ۔ حج واجب ہونے کی کون کون سی شرطیں ہیں؟

و۔ وقوف عرفات سے کیا مراد ہے؟

ز۔ تلبیہ کے الفاظ معہ ترجمہ بتائیں۔

سوال 3: درج ذیل سوالات کے مناسب ترین جواب کا انتخاب کریں۔

الف۔ عبادت کے لفظی معنی ہیں۔

i۔ دعا مانگنا　　ii۔ نماز پڑھنا　　iii۔ تلاوت کرنا　　iv۔ بندگی کرنا

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی مکی زندگی میں کون سی عبادت فرض تھی؟

i۔ نماز ii۔ روزہ iii۔ زکوٰۃ iv۔ حج

ج۔ "صلوۃ مکتوبہ" سے کون سی نماز مراد ہے؟

i۔ فرض ii۔ سنت iii۔ واجب iv۔ نفل

د۔ کون سی عبادت پہلی امتوں پر بھی فرض تھی؟

i۔ نماز ii۔ حج iii۔ زکوٰۃ iv۔ روزہ

ہ۔ زکوٰۃ فرض ہونے کی شرائط کون سی ہیں؟

i۔ متقی۔ مالدار۔ مسلمان ii۔ بالغ۔ باہوش۔ مال دار

iii۔ مومن۔ بالغ۔ صاحب نصاب iv۔ باہوش۔ متقی۔ مسلمان

سوال 4: خالی جگہ کو مناسب الفاظ سے پر کریں۔

الف۔ زکوٰۃ کے لفظی معنی ____________ کے ہیں۔

ب۔ یمن کی طرف ____________ کو اسلام کا مبلغ بنا کر بھیجا گیا۔

ج۔ زکوٰۃ ____________ ہجری میں فرض ہوئی۔

د۔ کانوں سے نکالی جانے والی چیزوں پر زکوٰۃ کی بجائے ____________ فرض ہے۔

ہ۔ ساٹھ لوگوں کو کھانا کھلانا ____________ کا کفارہ ہے۔

و۔ سن دو ہجری میں بنیادی عبادت ____________ فرض ہوئی۔

ز۔ قمری مہینے کی 13, 14 اور 15 تاریخ کو ____________ کہتے ہیں۔

ح۔ صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگانے کو ____________ کہتے ہیں۔

سرگرمی

معلم طلبہ سے ایک چارٹ تیار کروائے جس میں پورے مہینے کے لئے پنجگانہ نمازیں تحریر ہوں اگر طلبہ نے کوئی نماز پڑھی ہوں تو (✔) نشان لگائے اور نہیں پڑھی تو (✖) نشان لگائے۔ اس طرح ان میں نماز کی پابندی کی عادت پختہ ہو جائے گی۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ہ۔ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا قرآن مجید کی روشنی میں مطالعہ

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم بطور انسانِ کامل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم وہ ہستی ہیں جن کے آنے سے عرب میں نکھار اور بہار آ گئی، جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے ختم ہو گئے، امن وسکون کا پیغام عرب سے نکل کر کل کائنات میں پھیل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سیرت نہ صرف عرب بلکہ پوری دنیا کے لیے نمونہ بن گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم انسانِ کامل کہلائے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات پاک ہر مسلمان کے لیے اسوۂ حسنہ اور نمونہ عمل ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے انفرادی اور اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لیے ہمیں ہر قدم پر ہر شعبہ زندگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے رہنمائی کی ضرورت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم دنیا میں آخری پیغمبر کی حیثیت سے تمام علمی وعملی کمالات کے جامع اور انسان کامل کا ایک نمونہ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے امت کو عقائد وعبادات ہی ہدایت نہیں فرمائے بلکہ زندگی کے ہر میدان میں وہ حکمت آفرین ہدایات دی ہیں کہ ان پر عمل کر کے دین ودنیا کی نعمتیں حاصل کی جا سکتی ہیں اور اس کے بعد ہمیں رہنمائی کے لیے کسی کی جانب دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ اگر دنیا اس حکیمانہ نمونہ فکر وعقل کو اپنا لے تو جس اضطراب اور انتشار میں وہ آج پھنسی ہوئی ہے اس سے نجات پائے گی۔

سورۃ قلم آیت نمبر 1 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

> نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ (القلم: 1)

ن. قسم ہے قلم کی اور جو وہ لکھتے ہیں۔

پھر مزید ارشاد فرمایا

> وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: 4)

بے شک آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط (سورة الاحزاب آيت : 21)

بے شک رسول کی زندگی میں تمہارے لیے کامل نمونہ ہے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی حیات مبارکہ رہتی دنیا تک اقوامِ عالم کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی ذاتِ مبارکہ میں وہ تمام خصائص و شمائل موجود ہیں جو کہ کسی انسانِ کامل میں ہوسکتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو انسانِ کامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ امتیاز اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کیا۔ آیئے ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی سیرت کے چیدہ چیدہ پہلو دیکھتے ہیں جن کی وجہ سے قرآنِ مجید نے آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو انسانِ کامل کے مقام پر فائز کیا ہے۔

جہانوں کے لیے رحمت:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو تمام جہانوں کے لیے نبی اور ساری مخلوقات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ (الانبياء:107)

ترجمہ: اور ہم نے آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا

دیانت داری

اسلام نے معاملات میں دیانت داری کی بڑی تاکید بیان فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا لا (نساء58)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو پہنچا دو۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

دیانت داری کے بغیر دین داری کا تصور بھی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو دینِ اسلام کی نعمت بطور امانت دی۔ انہوں نے اس امانت کو انسانوں تک پہنچانے میں نہایت ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔ امانت کو لوگوں تک پہنچانے میں انبیاء کرام کو بے شمار تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر انہوں نے یہ تمام مصائب اور پریشانیاں خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے دیانتداری کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ (مسند احمد، سنن الکبریٰ للبیہقی)

ترجمہ: جس میں دیانت داری نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم امانت داری اور دیانت داری کا ایک عملی نمونہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم لوگوں کو ان کی امانتیں ٹھیک ٹھیک لوٹا دیا کرتے تھے۔ دوست، دشمن سب آپ کی امانت داری کو مانتے تھے اسی لیے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو امین کہتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی حیاتِ طیبہ میں امانت داری کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ ہجرتِ مدینہ کی رات بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے پاس کئی لوگوں کی امانتیں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اگلی صبح لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ چلے آئیں۔ ہجرت کی رات جب کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو قتل کرنے کے ارادے سے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم لوگوں کی امانتیں لوٹانے کے لیے بے حد فکر مند تھے۔

ان واقعات سے پتا چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم میں امانت داری کس درجہ تک موجود تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم اس سلسلہ میں کس حد تک محتاط رہتے تھے۔

بحیثیت معاشی مصلح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم اور تجارت

قبیلہ قریش کا ذریعۂ معاش تجارت تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے چچا ابوطالب بھی تجارت کرتے تھے اور

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

بچپن میں ایک دفعہ سفر شام میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ان کے ساتھ گئے تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عمر نو سال تھی۔ لہٰذا بچپن میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا میلان تجارت کی طرف تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم جب جوان ہوئے اور معاش کی طرف متوجہ ہوئے تو تجارت کو ہی اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی دیانت، امانت اور صداقت کا اعتراف مکہ کے تمام لوگ کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم الامین کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ عرب میں تجارت میں شراکت کا عام رواج تھا۔ اہلِ ثروت لوگ کسی تجربہ کار اور امانت دار شخص کو اپنا شریک تجارت بنا لیتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ کی ایک متمول خاتون تھیں۔ وہ بیوگی کی زندگی گزار رہی تھیں۔ نہایت معزز اور پاکباز تھیں، پاکبازی اور اخلاق حسنہ کی بنا پر ''طاہرہ'' کے لقب سے مشہور تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کاروبار بڑا وسیع تھا۔ انہیں ایک دیانتدار تجارتی شریک کی ضرورت تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی دیانت و امانت کا چرچا سنا تو پیغام بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم میری تجارت سنبھال لیں۔ جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں اس سے دوگنا آپ کو دوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اس پیش کش کو قبول فرمالیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر شام تشریف لے گئے۔ سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ہمراہ تھا۔ تجارت میں توقع سے کہیں زیادہ منافع ہوا۔

تجارت اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

۱۔ ایک صحابی عبد اللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بعثت سے قبل ایک سودا کیا اور کچھ بقایا رہ گیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے وعدہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ٹھہریں میں واپس آتا ہوں۔ میں جا کر بھول گیا۔ پھر مجھے تین دن کے بعد اپنا وعدہ یاد آیا تو آکر کیا دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم وہیں منتظر کھڑے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے صرف اتنا فرمایا:

''اے جوان مرد! تو نے مجھے زحمت دی۔ میں یہاں تین روز سے تمہارا منتظر ہوں'' (ابوداؤد:4998)

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایک تاجر کو اونٹ فروخت کیے۔ جب وہ تاجر چلا گیا تو یاد آیا کہ ان میں ایک اونٹ عیب دار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فوراً تاجر کے پیچھے بھاگ کر گئے اور اس اونٹ کا عیب بتایا اور قیمت واپس کرنی چاہی، تاجر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اس دیانت سے بہت متاثر ہوا۔

۳۔ حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

حاضرین میری گزشتہ باتیں یاد کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا "میں اسے تم سے بہتر جانتا ہوں۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر فدا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے درست فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میرے تجارتی شریک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بہترین شریک کار تھے۔ کاروبار میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نہ خوشامد کرتے تھے اور نہ لڑائی جھگڑا کرتے تھے۔" (ابوداؤد)

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں۔

"آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بازار میں شور وغل نہیں کرتے تھے" (سنن الترمذی/2016) یعنی کاروبار میں نرم خو، دھیمے اور شستہ اخلاق کے مالک تھے۔

۴۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس لین دین کے ضمن میں آیا اور تقاضا میں سختی اور سخت کلامی کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے سختی کی سزا دینی چاہی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا "حق دار کو بولنے کا حق حاصل ہے" پھر وہ جیسے اونٹ کا تقاضا کر رہا تھا اس سے بہتر اونٹ دلوایا۔ (صحیح بخاری 2306)

تجارت کے نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اصول

آج کل تجارت میں ہر شخص بددیانتی، خیانت اور ملاوٹ کی شکایت کرتا ہے۔ اور کاروبار میں دھوکا دہی کے ہاتھوں نالاں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے تجارت میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہمیں تجارت کے سنہری اصول اور دائمی ضابطے بتائے ہیں جو آج بھی اتنے ہی مفید ہیں جتنے آج سے چودہ سو سال قبل تھے۔ ان کی اساس قرآن مجید کی یہ اصولی ہدایت تھی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ

(النساء:29)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے اموال کو آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ بلکہ باہمی رضامندی سے تجارت کی راہ سے نفع حاصل کرو۔

تجارت کے چند اسلامی اصول وقواعد درج ذیل ہیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.cm

دیانت وصداقت

اسلامی تجارت کا پہلا اصول دیانت ہے۔ آنخضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دیانتدارانہ تجارت اور صاف ستھرے کاروبار کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ جسے حدیث میں "بیع مبرور" کہا گیا ہے۔ جس سے مراد وہ تجارت ہے جو دیانت اور نیکی سے کی جائے اور جس میں صرف حلال اور جائز ذرائع استعمال کیے جائیں۔ ایک صحابی نے آنخضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے استفسار کیا کون سا رزق افضل اور طیب ہے؟ فرمایا "كَسْبُ يَدِ وَ بَيْعٌ مَبْرُوْرٌ" ترجمہ: ہاتھ کی حلال کمائی اور جائز خرید وفروخت۔ مسند احمد :(15874) ومسند البزار :(3798) نیز آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی اطاعت کے تحت روزی کمانی چاہیے۔ اسی طرح آپ کا ارشاد ہے :

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ (ترمذی : 1209)

ترجمہ: سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

خوش خلقی اور نرم خوئی

آنخضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تجارت میں حسن خلق، نرم مزاجی، ہمدردی اور حسن معاملہ کی تاکید فرمائی ہے۔ درشتی، تندخوئی اور بد مزاجی سے روکا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے

"خرید وفروخت میں نرمی کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔" مسند احمد 58/1 رقم(414)

ایک اور جگہ مزید ارشاد فرمایا:

اس شخص پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے جو خرید وفروخت اور اپنا حق لینے اور دینے میں نرم اور فراخ دل ہو۔

بخاری (2076) صحیح ابن حبان(4903)

ٹھیک ماپ تول

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے خرید وفروخت میں ماپ تول کی صحت پر زور دیا ہے تا کہ خریدار یا فروخت کنندہ کو

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

نقصان نہ ہو۔ درحقیقت یہ بھی بددیانتی کی ایک شکل ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

وَالْوَزْنُ اَمَانَةٌ وَالْكَيْلُ اَمَانَةٌ شعب الایمان (4885)

یعنی وزن اور ناپ امانت ہیں۔

بلکہ ماپ تول میں احسان کی تعلیم دی ہے۔ فرمایا

"جب تولو تو جھکا کر تولو" نیز آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا فرمان ہے "جب کسی قوم میں ناپ تول میں کمی رواج پا جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے رزق روک دیتا ہے۔" الموطا رقم (981) وشعب الایمان۔

ایک دفعہ ماپ تول کرنے والوں سے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا۔

"تمہارے سپرد وہ کام کیا گیا ہے کہ اس میں (بے احتیاطی اور کمی بیشی کی وجہ سے) گزشتہ اقوام ہلاک ہوگئیں"

پس ناپ تول میں کمی بھی خیانت ہے اور یہ اسلامی حکومت میں قابلِ تعزیر جرم ہے۔ ایک مسلمان تاجر کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اس خیانت کا ارتکاب کرے۔ اسے ٹھیک ٹھیک معاملہ کرنا چاہیے۔ رازق تو اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا اسے خیانت کی بجائے خدا کی رزاقیت پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ فرمانِ خداوندی ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ (المطففین 3-1)

ترجمہ: "ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے جو لیتے وقت تو پورا لیتے ہیں لیکن دیتے وقت کمی کر دیتے ہیں"

قسمیں کھانے کی ممانعت

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے تاجروں کو یہ بھی ہدایت کی ہے کہ وہ بات بات پر قسم نہ کھائیں۔ قسمیں عموماً اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لیے کھائی جاتی ہیں جو عموماً اعتبار کھو دیتی ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

"افسوس ایسے تاجروں پر جو بات بات پر "نہیں خدا کی قسم" اور "ہاں خدا کی قسم" کی رٹ لگاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مزید فرمایا۔ تین لوگ ایسے ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ دیکھے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا۔ (اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا) ایک احسان جتانے والا، دوسرا اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور تیسرا جھوٹی قسم کے ذریعے اپنا سامان بیچنے والا۔ (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 2208)

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

ایفائے عہد

تجارت ایفائے عہد اور معاہدہ کا نام ہے۔ لہٰذا وعدہ کی پابندی ایک مسلمان تاجر کی خوبی ہے۔ ایفائے عہد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی مثال گزر چکی ہے۔ وعدہ کی خلاف ورزی ایک منافق کا شعار ہے۔ گاہک کو کل اور پرسوں کے وعدے پر ٹالنا اور وعدہ ایفا نہ کرنا خدا کی ناراضگی کا سبب ہے۔ ایک مسلمان تاجر کو رقم کی ادائیگی کا وعدہ کر کے ٹال مٹول نہیں کرنا چاہیے۔ یہ طریقہ غیر اسلامی ہے اور تجارتی دنیا میں تاجر کی ساکھ ختم کر دیتا ہے۔

دھوکہ دہی

تجارت میں ہر قسم کی دھوکہ دہی ممنوع ہے۔ خواہ کم تولنا ہو یا جھوٹی اور غلط قیمتیں بتانا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے۔

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا

جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

یعنی دھوکہ، فریب دینے والا اور بددیانت تاجر مسلم برادری کا فرد نہیں ہوسکتا۔ ترمذی (1315)

سیرتِ نبوی ﷺ کا واقعہ ہے کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم بازار میں تشریف لے گئے۔ ایک تاجر گندم فروخت کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے گندم کے ڈھیر میں ہاتھ داخل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو اس میں نمی محسوس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے تاجر سے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا رات بارش ہوگئی تھی اس لیے گندم بھیگ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے فرمایا "اسے چھپایا کیوں ہے، یہ تو کھلا دھوکہ ہے" (مسلم)

مال کا عیب نہ چھپاؤ

تاجر کو خریدار پر اپنے مال کا عیب اور نقص واضح کر دینا چاہیے تاکہ وہ لاعلمی میں کوئی سامان نہ خریدے اور نہ ہی بعد میں تنازعہ پیدا ہو۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ہے۔

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اسے حلال نہیں کہ جب کسی کے پاس سودا بیچے اور اس سودے میں عیب ہو تو اسے ظاہر نہ کرے" (ابنِ ماجہ:2246)

مزید فرمایا "اللہ تعالیٰ ایسے تاجر سے ناراض ہوتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔" (سنن ابن ماجہ:2247)

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ملاوٹ سے ممانعت

آج کل تجارتی مال میں ملاوٹ اور آمیزش عام ہے اور کوئی چیز خالص دستیاب نہیں ہے جس سے مالی نقصان کے علاوہ لوگوں کی صحت کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ملاوٹ کو سختی سے منع کیا ہے۔ ارشاد ہے'' جس نے ہمارے پاس ملاوٹ کا سامان بیچا وہ ہم میں سے نہیں'' ترمذی (1315) ۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے خریدار کو اختیار دیا ہے کہ وہ ناقص، عیب دار اور ملاوٹی مال کو تین دن میں واپس کرسکتا ہے۔

سودے پر سودا کرنے کی ممانعت

اکثر اوقات ایک تاجر کسی دوسرے کے سودے پر زیادہ قیمت دے کر خود مال خرید لیتا ہے۔ جس سے تجارتی حلقوں میں حسد، کینہ، رنجش اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بعض اوقات اس سے مقصود صرف دوسرے کے سودے کو خراب کرنا ہوتا ہے۔ اس سے قیمتوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے سودے پر بولی نہ دے۔''

لَا یَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ (مسند احمد) نیز فرمایا وَلَا تَنَاجَشُوا ''دوسروں کے سودے کو خراب کرنے کے لیے نمائشی بولی نہ دو (متفق علیہ)

درمیانی واسطوں کا انسداد

تجارتی دنیا میں قیمتوں کے چڑھاؤ کی ایک وجہ درمیانی ایجنٹ اور واسطہ بھی ہوتا ہے۔ اسلام اسے بھی پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے تجارتی دنیا سے ایسے واسطوں کو نکال دینے کا حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ''دیہات سے جو لوگ شہر میں مال لاتے ہیں ان کے مال کی دلالی کرنے کی کسی شہری کو اجازت نہیں۔ چاہے دلالی کرنے والا مال والے کا باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو (متفق علیہ) ۔ مدینہ منورہ کے یہودی ایسے تجارتی ہتھکنڈوں سے کام لیتے تھے جنہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے سختی سے منع کر دیا۔

احتکار کی ممانعت

اس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی تاجر کسی چیز کا اس خیال سے ذخیرہ کرے کہ مہنگائی ہونے پر زیادہ قیمت پر بیچوں گا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اس طرح مصنوعی قلت پیدا کر کے اشیاء کی قیمت میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ ایسے تاجر کو محتکر (ذخیرہ اندوز) کہا جاتا ہے۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایسے تاجر پر لعنت کی ہے۔ ارشاد ہے۔
"جو شخص چالیس روز تک اناج کو محض اس لیے ذخیرہ کئے رکھتا ہے کہ مہنگا ہو جائے تو فروخت کروں گا۔ وہ اگر تمام غلہ بھی صدقہ میں دے دے تو بھی اس کی بدنیتی کا کفارہ ادا نہیں ہوسکتا۔" (مسند احمد: 4880)
نیز آپؐ نے فرمایا "غلہ روک رکھنے والے اور قاتل کا انجام ایک جیسا ہوگا۔ (جمع الفوائد)

دیگر معاشی اصطلاحات:

سود کا خاتمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بعثت سے قبل عرب معاشرے میں سود عام تھا۔ جو ضرورت مند ایک دفعہ قرض لے لیتا، وہ سود در سود کے چکر میں ایسا پھنستا کہ پھر اس سے نکل نہ سکتا۔ قرآنِ پاک میں سود جیسی لعنت کی بہت سخت الفاظ میں مذمت ہوئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ (البقرہ: ۲۷۵)

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔

اسی طرح اگلی آیت میں ارشاد ہے:

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۷۶﴾ (البقرہ ۲۷۶)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے (یعنی سود سے مال کی برکت کو کم کرتا ہے) اور صدقات کو زیادہ کرتا ہے (صدقات سے مال میں برکت پیدا کرتا ہے) اور اللہ تعالیٰ کسی بھی ناسپاس، نافرمان کو پسند نہیں کرتا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ان آیات سے سود کی لعنت اور برائی کا پتہ چلتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہوئے اسلامی معاشرہ میں سود کی تمام شکلوں کو حرام قرار دیا اور اس سے بچنے کی تاکید کی۔ سود کے خاتمہ سے عرب معاشرہ خوشحال ہوتا چلا گیا۔

غیر آباد زمینوں کو آباد کرنا

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے غیر آباد زمینوں کو آباد کر کے ان پر کاشتکاری کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے پودے اور باغات لگانے کی بھی ترغیب دلائی ہے۔

محنت کی ترغیب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے فرمایا:

مَا اَکَلَ اَحد" طَعَاماً قَطُّ خَیراً مِنْ اَنْ یَّاکُلَ مَنْ عَمَلِ یدہ وَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ کَانَ یَاکُلُ مِنْ عَمَلِ یدہ (صحیح بخاری 2072)

ترجمہ: وہ کھانا بہترین ہے جو تم اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے ہو۔ بے شک اللہ کے رسول داؤد علیہ السلام ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔

رشوت ستانی کی ممانعت

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے رشوت کو بڑی برائی قرار دیا آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ "رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا، دونوں جہنمی ہیں"۔

زکوۃ وعشر کی ترویج

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے زکوۃ وعشر کا نظام متعارف کروایا جس نے معاشی نظام میں استحکام پیدا کیا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے سٹہ بازی، بلیک مارکیٹنگ، سمگلنگ، اجارہ داری کو خلافِ شرع قرار دیا ہے۔ الغرض آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی سنہری ہدایات آج بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں جن کو اپنا کر ہم تجارتی دنیا میں مفاسد کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ اور انہی میں مہنگائی جیسے اہم مسئلے کا بھی حل ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم بطور معاشرتی مدبّر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی سیرت اور ارشادات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی سیرت طیبہ اور ارشادات گرامی نے انسانی زندگی، عزت و ناموس اور مال و اسباب کا تحفظ فراہم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے ارشاد کے مطابق انسان کو حق حاصل ہے کہ معاشرہ اس کی جان و مال کا تحفظ کرے۔

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اپنی سیرت کے ذریعے انسان کو برابری کا حق دیا۔ ملازموں اور خدمت گاروں کے ساتھ برابری کے سلوک کا عملی نمونہ پیش کیا اور ان کے اس حق کے بارے میں خاص طور پر تاکید فرمائی۔

ہمسائے کے حقوق کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے خاص طور پر تاکید فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام بار بار پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہونے لگا کہ شاید اللہ تعالیٰ ہمسائے کو وراثت میں شریک کر دیں۔ (بخاری 6015، مسلم 6854)

ہمسائے کے اس حق کی روشنی میں انسان کو جہاں بہت سی ذمہ داریاں سونپی گئیں وہاں اسے بہت سے حقوق بھی حاصل ہوئے کیونکہ ہر فرد کسی نہ کسی کا ہمسایہ ہوتا ہے۔

ماں باپ کی حیثیت سے انسان حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے ارشادات کی روشنی میں بہت سے حقوق حاصل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے بیماروں کی عیادت کی تاکید فرمائی۔ اس طرح بیمار کو یہ حق ملا کہ اس کی دیکھ بھال اور خدمت کی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اپنے عمل سے عورتوں کے احترام کا حق دیا۔ مزدور کو حق دیا کہ اسے اس کی مزدوری فوری طور پر ادا کی جانی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے فرمودات سے یتیم کو یہ حق حاصل ہوا کہ اس سے حسنِ سلوک کیا جائے اور اس کی ضروریات پوری کی جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے خود اپنے عمل سے جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے انسان کو اس کی خلوت، عزلت (پرائیویسی) کا حق دیا اور اس میں مداخلت سے منع فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی سیرت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ان انسانی حقوق کی ایک طویل فہرست مرتب ہو سکتی ہے جن کا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اپنے عمل سے اظہار فرمایا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

انسانی حقوق اور حسن سلوک سے متعلق خطبہ حجۃ الوداع کے اہم نکات

بہت سے انسانی حقوق کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "انسانو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمھیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جاسکو۔ تم میں زیادہ عزت و اکرام والا خدا کی نظر میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔" (سورۃ حجرات) چنانچہ اس آیت کی روشنی میں نہ کسی عربی کو عجمی پر فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو عربی پر۔ نہ کالا گورے سے افضل ہے اور نہ گورا کالے سے، بزرگی اور فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ مٹی سے بنائے گئے۔ اب فضیلت اور برتری کے سارے دعوے خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پیروں تلے روندے جاچکے ہیں۔

قتل عمد کا قصاص لیا جائے گا۔ قتل غیر عمد وہ ہے جس میں کوئی لاٹھی یا پتھر لگنے سے ہلاک ہو جائے۔ اس صورت میں سو اونٹ دیت مقرر ہے۔ جو اس سے زیادہ طلب کرے گا وہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں میں سے ہوگا۔

دیکھو! میرے بعد کہیں گمراہ نہ ہوجانا کہ آپس میں ہی گردنیں مارنے لگو۔ دیکھو میں نے حق پہنچا دیا ہے۔ پس اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔ تمام سودی کاروبار آج سے ممنوع قرار پاتا ہے۔

لوگو! خدا نے میراث میں ہر وارث کا جداگانہ حصہ مقرر کر دیا ہے اس لیے اب وارث کے حق میں کوئی وصیت جائز نہیں۔ جان لو کہ لڑکا اس کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہو اور جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا سنگ ساری ہے۔

قرض قابل واپسی ہے۔ عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے تو اسے تاوان ادا کرنا چاہیے۔ دیکھو! ایک مجرم اپنے جرم کا خود ہی ذمہ دار ہے، نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا اور نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔ تمہاری بیویوں کا تم پر اور ان پر تمہارا حق ہے۔ بیویوں پر تمہارا حق اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر کو کسی غیر مرد سے آلودہ نہ کریں اور ایسے لوگوں کو تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے گھروں میں داخل نہ ہونے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ انہیں (عورتوں کو) کوئی معیوب کام نہیں کرنا چاہیے، اگر وہ ایسا کریں تو خدا نے تمہیں یہ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اختیار دیا ہے کہ تم ان کی سرزنش کرو، ان سے بستر میں علیحدگی اختیار کرو اور (اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں) انہیں ایسی مار مارو کہ نمودار نہ ہو۔ اگر وہ باز آ جائیں تو تم پر واجب ہے کہ انہیں اچھا کھلاؤ اور رواج کے مطابق اچھا پہناؤ۔ عورتوں کے معاملے میں فراخ دلی سے کام لو کیونکہ درحقیقت وہ ایک طرح سے تمہاری پابند ہیں۔ اور تم نے انہیں خدا کی امانت کے طور پر قبول کیا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ان کے وجود سے حظ اٹھاتے ہو۔ سو خواتین کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور ان سے نیک سلوک کرو اور کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔

لوگو! میری بات سنو اور سمجھو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جسے اس کا بھائی برضا و رغبت عطا کر دے۔

اپنے نفس پر اور دوسروں پر زیادتی نہ کرو اور ہاں تمہارے غلام! ان کا خیال رکھو۔ جو تم کھاؤ اس میں سے ان کو کھلاؤ، جو تم پہنو اسی میں ان کو پہناؤ۔ اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو اللہ کے بندو انہیں فروخت کر دو اور انہیں سزا نہ دو۔ (معجم کبیر طبرانی 113/5)

یہ ہیں اس نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات جن کی وجہ سے انہیں انسانِ کامل اور رحمۃ اللعالمین کا درجہ حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہر معاشرہ صحیح معنوں میں اسلامی رفاہی معاشرہ بن سکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بحیثیت سپہ سالار

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی دس سالہ زندگی سرد یا گرم جنگوں پر مشتمل ہے۔ حدیث، سیرت اور مغازی کی کتابوں میں غزوات اور معرکوں کی طویل فہرست ملتی ہے۔ ان میں 28 غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بہ نفسِ نفیس شریک ہوئے اور 77 سرایا میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی زیر ہدایت آپ ﷺ کے نائبین نے شرکت کی۔ ان تمام جنگی کاروائیوں کے نتیجے میں دس لاکھ مربع میل پر مشتمل وسیع اسلامی ریاست قائم ہوئی۔ مسلم شہداء اور کفار مقتولین کی تعداد جو ان جنگوں میں کام آئی علی الترتیب 255 اور 759 ہے۔ مسلمان مجاہدین کے جانی نقصان کی اوسط ایک ماہ میں ایک فرد بنتی ہے۔ اس طرح جنگی قیدیوں کی تعداد 6564 ہے۔ جن میں صرف دو قیدیوں کو ان کے سنگین جرائم کی پاداش میں قتل کیا گیا۔ یہ اعداد و شمار آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی جنگی فراست اور حربی صلاحیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جو اس امر کی بین دلیل ہے کہ آپ ﷺ دنیا کے بہترین اور کامیاب ترین سپہ سالار تھے اور اس میدان میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بہترین اسوۂ ہیں۔ اب ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا بطور سپہ سالار اور اس سے متعلقہ پہلوؤں کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

بطور سپہ سالار آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اوصاف

نظریہ جنگ میں تبدیلی

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم قرآنی تعلیمات کی عملی تصویر تھے۔ جنگ اور معرکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری پابندی کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم تاریخ انسانی میں منفرد سپہ سالار ہیں جنہوں نے جنگ کا مقصد اور نقطہ نظر ہی بدل دیا۔ عربوں میں جنگ کے لیے حرب کا کلمہ استعمال کیا جاتا تھا۔ جس سے مقصود ذاتی انتقام لینا، اپنی بہادری کا سکہ بٹھانا، ملک میں وسعت دینا اور دیگر دنیاوی خواہشات کی تکمیل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مالِ غنیمت کے لیے لڑتا ہے، دوسرا شہرت کے لیے لڑتا ہے، تیسرا قومی یا وطنی حمیت کے لیے لڑتا ہے۔ ان میں سے کس کی لڑائی فی سبیل اللہ ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا

مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

یعنی جو شخص صرف اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے لڑتا ہے بس اس کا لڑنا راہِ خدا میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس طرح مسلمان کی لڑائی صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے ہے۔ اور یہ عبادت خداوندی ہے۔ اس طرح راہِ خدا میں جان کا نذرانہ پیش کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی
(اقبالؒ)

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اسلامی جہاد کا مقصد دعوتِ حق، غلبہ اسلام، ظلم کا خاتمہ اور اسلامی حکومت کا دفاع قرار دیا ہے۔

بہادر ترین سپہ سالار

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم شجاعت و بہادری کا پیکر تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب جنگ بہت شدید ہوجاتی تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سایۂ عافیت میں پناہ لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم دورانِ جنگ سب سے آگے ہوتے تھے تاکہ عام مجاہد کو حوصلہ اور ولولہ ملے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے تھے، ہمیشہ امن کے طالب رہو لیکن جنگ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

آ ہی پڑے تو ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو۔ غزوۂ حنین میں جب قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں نے تیروں کی بوچھاڑ کی تو اکثر صحابہ رضی اللہ عنہ کے قدم اکھڑ گئے اور مسلمان پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نہایت استقامت اور شجاعت سے اپنی جگہ پر جمے رہے۔ ادھر تیروں کی بارش ہو رہی تھی ادھر زبان مبارک پر رجز تھا

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب اَنَا ابنُ عَبدِ المُطَّلِب

یعنی میں پیغمبر صادق ہوں، میں فرزند عبد المطلب ہوں

الغرض آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم شجاع، صابر، صاحبِ استقامت، نڈر اور اپنے اصولوں پر سختی سے کاربند رہنے والے بہادر ترین سپہ سالار تھے۔

محبوب ترین سپہ سالار

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کا تارا تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے ماں باپ اور مال و اولاد سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے۔ اس لیے ہر مجاہد آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خاطر جان ہتھیلی پر رکھ کر پھرتا تھا۔ حتیٰ کہ خواتین تک میدانِ جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر جان نثار کرنے کے لیے تیار رہتی تھیں۔ غزوہ احد کا واقعہ ہے کہ ایک انصاری خاتون کا بیٹا، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے۔ وہ مدینہ سے نکل کر میدان جنگ کی طرف دیوانہ وار آئی اور پوچھا نبی کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا بحمد اللہ وہ خیریت سے ہیں۔ بولیں نہیں مجھے دکھا دو کہ اپنی آنکھوں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو دیکھ لوں جب اس کی نگاہ چہرہ مبارک پر پڑی تو وہ محبت سے پکار اٹھی۔

کُلُّ مُصِیبَۃٍ بَعدَکَ جَلَلٌ

(آپ ﷺ زندہ رہیں تو سب مصیبتیں ہیچ ہیں)

مولانا شبلی نعمانی نے اس واقعے کو اس طرح بیان کیا ہے

میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

بہترین مربی

جنگ میں انجام کار وہی فوج کامیاب ہوتی ہے جو اخلاقی و فوجی محاسن سے متصف ہو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اپنے صحابہ رضی اللہ عنہ کی حربی صلاحیت کو بڑھاتے اور اخلاقی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے۔ ہر مسلمان اسلام کا غازی ہوتا تھا۔ صحابہ کرام کی تربیت میں نفس کشی اور سخت کوشی کی صفات خاص طور پر شامل تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے صحابہ کرام کو سخت کوشی، ریاضت اور مشقت طلبی کی تربیت اس قدر دی کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر انہیں روزانہ ایک کھجور پر گزارا کرنا پڑا اور وہ بھی تین تین آدمیوں میں تقسیم ہوتی تھی۔ اس طرح آپ ﷺ نظم وضبط کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اطاعت امیر کی تلقین کرتے تھے۔ ذوق یقین اور مقصدِ جہاد کو پیشِ نظر رکھتے تھے۔ اخلاقی تربیت کو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اولیت دیتے تھے۔ صدق، ایفائے عہد، دیانت اور ایمانی قوت صحابہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ جس کا نتیجہ تھا کہ اسلامی فوج ہر معرکہ میں اپنے سے کئی گنا دشمن کو شکستِ فاش دیتی تھی۔

اعلیٰ جنگی حکمت عملی

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی جنگی حکمتِ عملی بے مثل تھی اس لحاظ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم قابل ترین سپہ سالار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی جنگی حکمت عملی کا بنیادی کلیہ یہ تھا کہ مخالف عنصر کو خون بہانے کی بجائے بے بس کر دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم علاقے فتح کرنے کی بجائے دلوں کی فتح پر یقین رکھتے تھے۔ ہر جنگ میں موقع محل کی مناسبت سے جنگی چال اختیار کرتے تھے۔ جن کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ جنگِ احزاب میں خندق کھود کر مدینہ کا کامیاب دفاع کیا۔ عربوں کے لیے یہ بالکل نئی بات تھی۔

۲۔ فوجی حملہ کے لیے دشمن کو اچانک جا لیتے تھے اور تیاری کا موقعہ نہیں دیتے تھے۔ مثلاً فتح مکہ کے موقع پر۔

۳۔ عسکری پوزیشن اور فوجی نقل وحرکت میں انتہائی رازداری سے کام لیتے تھے۔ مثلاً غزوہ بدر کے موقعہ پر توریہ اختیار کیا۔ یعنی اصل مقصد کو مخفی رکھا۔ اسی طرح غزوہ بنی المصطلق میں حکمت علمی اختیار کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشاد ہے "اَلْحَرْبُ خَدْعَة" یعنی جنگ ایک چال ہے (بخاری ومسلم)

۴۔ مختلف قبائل سے جنگی معاہدے کر کے انہیں غیر جانبدار بنا دیتے تھے۔ اس طرح قریش کی پوزیشن کمزور ہوگئی۔ وقت آنے پر دشمن پر اقتصادی دباؤ بھی ڈالتے تھے جیسا کہ قریش کی تجارتی شاہراہ کو بند کر دیا تھا۔

۵۔ بوقت ضرورت کمانڈوز کا بھی استعمال کرتے تھے۔ کعب بن اشرف اور سلام بن الحقیق یہودی کو جو اسلام کے شدید دشمن تھے چند انصاری فداکاروں کے ذریعے قتل کروایا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

٦۔ دشمن کی فوج اور حالات سے واقفیت اور مخالف علاقہ کی جغرافیائی معلومات کا حصول بھی آپ کی جنگی حکمت عملی کا حصہ تھا۔

٧۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اسلامی فوج کی فوجی ٹریننگ کے علاوہ اخلاقی تربیت کو بھی اہمیت دیتے تھے کیونکہ جنگوں میں سامانِ حرب کی بجائے انسانی اخلاق اور قوتِ ایمان زیادہ فیصلہ کن قوت ثابت ہوتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میری فوج کا ایک مسلمان سپاہی دس کفار کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ (السیر للفزاری 301) یہی قوت ایمان تھی جس کی وجہ سے ایک قلیل اسلامی فوج کا رعب کفار کی کثیر فوج پر پڑ جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ (صحیح بخاری، سنن نسائی، مسند احمد)

میری مدد ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے کی گئی ہے۔

فوج سے خیر خواہی اور حسنِ سلوک

ایک سپہ سالار کے لیے فوج کا خیر خواہ اور ہمدرد ہونا اور عام فوجیوں سے حسنِ سلوک کرنا بھی ضروری ہے۔ اس ضمن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم دنیا کے دیگر اعلیٰ اور مشہور جرنیلوں سے نمایاں اور ممتاز نظر آتے ہیں۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

١۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم غزوات میں اپنے آپ کو دوسروں سے بلند خیال نہیں کرتے تھے بلکہ عام سپاہیوں کی طرح کام کرتے تھے۔ غزوہ خندق میں جب تمام فوجی خندق کھود رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بھی برابر ان کے ساتھ شریک تھے۔ حتیٰ کہ بھوک کے سبب عام صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دو پتھر باندھ رکھے تھے۔ الغرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہر صعوبت پر لبیک کہا۔

٢۔ غزوہ بدر میں اسلامی سپاہ کے پاس سواریاں کم تھیں۔ لہٰذا تین تین اصحاب رسول کے حصہ میں ایک ایک اونٹ آیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سید الانبیاء ہونے کے باوجود عام فوجیوں کی طرح دو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

۳۔ فتح خیبر کے موقع پر جو زمین اہلِ اسلام کے حصہ میں آئی وہ اٹھارہ سو سپاہیوں میں مساوی تقسیم ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کا حصہ بھی دوسرے مسلمان سپاہیوں کے برابر تھا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم فوج کے کمانڈر انچیف تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی مساوات اور حسنِ سلوک کے اور متعدد واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اعلیٰ مرتبہ کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بے تکلفانہ اور مساویانہ سلوک کیا کرتے تھے اور سپہ سالار اعظم ہونے کے باوجود ایک عام سپاہی کی طرح رہن سہن رکھتے تھے۔

دشمنوں سے حسن سلوک

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نہ صرف اپنوں سے بلکہ بیگانوں اور جنگی قیدیوں سے بھی شفقت ورحمت کا سلوک کیا کرتے تھے۔ ہم صرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ غزوۂ بدر میں کفار مکہ کے 70 آدمی گرفتار ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے سپرد کیا اور فرمایا ''ان سے حسن سلوک کرنا'' ایک قیدی کا بیان ہے کہ مجھے انصار کے ایک خاندان میں رکھا گیا۔ جب کھانے پر بیٹھتے تو میرے سامنے روٹی رکھتے اور خود صرف کھجور کھاتے۔ میں شرم کے مارے روٹی کا ٹکڑا ان کو لوٹا دیتا لیکن وہ اسے ہاتھ نہ لگاتے۔

۲۔ غزوہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائے دی کہ تمام کو قتل کر دیا جائے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''فدیہ لے کر سب کو رہا کر دیا جائے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشورہ قبول فرمایا کیونکہ وہ مزاجِ رسول کے موافق تھا۔

۳۔ فتح مکہ کے موقع پر تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے عفو اور فراخدلی کی انتہا کردی۔ تمام دشمنانِ اسلام کو معاف کردیا حتیٰ کہ ایسے افراد کو بھی جن کی پوری زندگی اسلام کی مخالفت اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی اذیت رسانی میں گزر رہی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے عفوو درگزر کی یہی حکمتِ عملی تھی جس سے ہارے ہوئے دشمن اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم سے مغلوب ہو جاتے اور جانی دشمن اسلام کے مخلص سپاہی بن جاتے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

علاوہ ازیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جنگ میں خونریزی، مُثلہ (لاش کی بے حرمتی یعنی ناک، کان، ہاتھ وغیرہ کاٹنا) اور دیگر ہر طرح کے ظلم وستم کا خاتمہ کر دیا جو زمانہ جاہلیت میں روا رکھے جاتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اسلامی فوج کو ہدایات تھیں کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور سفیروں کو قتل نہ کیا جائے۔

الغرض آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم تاریخ عالم کے منفرد، قابل ترین، شجاع، کامیاب اور عظیم سپہ سالار تھے اور عسکری لحاظ سے بھی تمام قائدینِ عالم پر فوقیت رکھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم بطورِ منتظم وحکمران

امیر یا سربراہ مملکت کی حیثیت سے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے روشنی کا ایک مینار ہے بلکہ ساری انسانیت کے لیے آئیڈیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے واضح الفاظ میں بتادیا ہے کہ حدود کے معاملے میں بڑے اور چھوٹے کا امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا "تم سے پہلی امتیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ ان میں سے جب کوئی عزت والا چوری کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دیتے تھے اور جب کمزور چوری کرتا تو اسے سزا دیتے تھے، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔" (متفق علیہ)

غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کس خوبی سے نکتہ بیان فرمایا کہ جرم اور غلطی ہر حال میں قابل سزا ہے اور اس معاملے میں کسی امتیاز اور کسی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔ جرم کرنے والا کوئی ہو، کسی طبقے کا فرد ہو، کسی خاندان کا رکن ہو، کیسا ہی بااثر ہو، کیسا ہی دولت مند ہو، اگر قانون کی خلاف ورزی کرے تو قانون اور انصاف کے مطابق سلوک کیا جائے اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے معاشرے کو انصاف، عدل اور مساوات کی وہ بنیاد عطا کر دی کہ جو ایک مستحکم اور پرامن معاشرے کی ضامن ہے۔ تاریخ شاہد ہے اور حال بھی ایسی مثالوں سے خالی نہیں کہ بادشاہ اور مطلق العنان آمر اپنی حکومت وجبروت کا سکہ بٹھانے اور اپنی ہیبت دلوں میں بٹھانے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں کہ ان کے سامنے آکر اچھے اچھے سرغنے کانپنے لگتے ہیں۔ اپنا رعب جمانے کے لیے یہ بادشاہ اور حکمران اپنے اردگرد وہ اسباب اور ماحول پیدا کرتے ہیں کہ جن سے دیکھنے والا لرزہ براندام ہو جائے لیکن ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ان تمام ظاہری لوازم اور اسباب سے بے نیاز تھے۔ سارے عرب کی حکومت آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے قدموں میں تھی لیکن

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

پھٹا بوریا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا اسباب راحت تھا۔ عظیم المرتبت حکمران اور بادشاہ آپ کی ملت کے زیرِ نگین تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بے سروسامانی آپ کی عظمت و جلال کا ذریعہ تھی، ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے رعب سے لرزہ براندام ہو جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا اس کیفیت سے خوش ہونا تو کجا الٹا اسے دلاسے دیتے ہیں اور اس کے دل سے ہیبت دور کرنے کے لیے جو کچھ فرماتے ہیں وہ انسانی عظمت کا مظہر ہے اور مساوات کے بڑے بڑے دعویداروں کے لیے سبق آموز بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں: ڈرو نہیں! میں قریش کی ایک غریب عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔ (سنن ابن ماجہ 3312)

سردارِ ملت کی ایک ضروری خصوصیت ان کی دل سوزی اور ہمدردی بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اس خلوص میں بھی بے مثال تھے۔ لوگوں کے دکھ درد کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ لوگوں کی ضرورت کے وقت ان کے کام آنے کو بتایا ہے۔

مشورہ ایک سربراہِ ملت کے لیے مفید ہی نہیں لازمی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے نہ صرف مشورے کا حکم دیا بلکہ اس پر عمل بھی فرماتے تھے خصوصاً اجتماعی معاملات مشورے کے بغیر طے نہیں فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اس امر کا بھی لحاظ فرماتے تھے کہ جن لوگوں کو مسلمانوں کے معاملات اور انتظام کی باگ ڈور سونپی جائے وہ اپنے اخلاق اور اہلیت کے علاوہ عوام الناس کے اعتماد کے بھی اہل ہوں اور لوگ ان کو پسند کرتے ہوں، دوسرے لفظوں میں عوامی مقبولیت بھی پیشِ نظر رہتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشاد ہے "تمہارے بہترین امام اور قائد وہ ہیں جن کو تم چاہتے ہو اور وہ تم کو چاہتے ہوں۔ تم ان کو دعائیں دیتے ہو اور وہ تم کو دعا دیتے ہوں اور تم میں بدترین رہنما وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور وہ تم کو ناپسند کرتے ہوں اور وہ تم پر لعنت بھیجتے ہوں اور تم ان پر لعنت بھیجتے ہو۔" (صحیح مسلم 4910)

غرض مختصراً کہا جاسکتا ہے کہ تدبر، مشاورت، عدل، دل نوازی، سادگی، خدمت، ہمدردی اور ہر دلعزیزی کے وہ اصول اور پیمانے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنے اسوہ حسنہ سے ہمیں عطا کیے ہیں جو سربراہانِ ملت و حکومت کے لیے رہتی دنیا تک سرچشمہ ہدایت رہیں گے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بطور قاضی و منصف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنے عہدِ نبوت میں

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم مسلمانوں کے لیے محض ایک واعظ اور مبلّغ نہیں تھے بلکہ عملاً مسلمانوں کی جماعت کے قائد، رہنما، حاکم، قاضی، شارع، مربی، معلم سب کچھ تھے اور عقائد و تصورات سے لے کر عملی زندگی کے تمام گوشوں تک مسلم معاشرے کی پوری تشکیل آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہی کے بتائے، سکھائے اور مقرر کیے ہوئے اصولوں پر ہوئی تھی۔ اس لیے کبھی یہ نہیں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے نماز روزے اور مناسک حج کی جو تعلیم دی ہو بس وہی مسلمانوں میں رواج پا گئی ہو اور باقی باتیں محض وعظ و ارشاد میں مسلمان سن کر رہ جاتے ہوں۔ بلکہ فی الواقع جو کچھ ہوا تھا وہ یہ تھا کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سکھائی ہوئی نماز فوراً مسجدوں میں رائج ہوئی اور اسی وقت جماعتیں اس پر قائم ہونے لگیں، اسی طرح شادی بیاہ اور طلاق و وراثت کے متعلق جو قوانین آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مقرر کیے انہی پر مسلم خاندانوں میں عمل شروع ہوگیا، لین دین کے جو ضابطے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مقرر کیے انہی کا بازاروں میں چلن ہونے لگا۔ مقدمات کے جو فیصلے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے کیے وہ ملک کا قانون قرار پائے، لڑائیوں میں جو معاملات آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دشمنوں کے ساتھ فتح پا کر مفتوح علاقوں کی آبادی کے ساتھ کیے وہ مسلم مملکت کے ضابطے بن گئے۔ الغرض اسلامی معاشرہ اور اس کا نظامِ حیات اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ انہی سنتوں پر قائم ہوا، جو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے خود رائج کیں یا جنہیں پہلے کے مروج طریقوں میں سے بعض کو برقرار رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے سنت اسلام کا جز بنا لیا۔

جہاں تک قرآن کا تعلق ہے وہ اس معاملہ میں بالکل واضح ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم صرف نامہ بر نہ تھے، بلکہ خدا کی طرف سے مقرر کئے ہوئے رہبر، حاکم اور معلم بھی تھے جن کی پیروی و اطاعت مسلمانوں پر لازم تھی اور جن کی زندگی کو تمام اہل ایمان کے لیے نمونہ قرار دیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ان تمام حیثیتوں میں ماموّر من اللہ تھے۔

مکہ میں اسلام قبول کرنے والوں نے باختیار خود آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اپنا لیڈر منتخب نہیں کیا اور نہ ہی اس قیادت کے منصب سے وہ نعوذ باللہ آپ کو ہٹانے کے مجاز تھے اور نہ ہی ایسا ہوا کہ مدینہ منورہ پہنچ کر جب اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی گئی اس وقت انصار و مہاجرین نے کوئی مشاورت منعقد کر کے یہ طے کیا ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہماری اس ریاست کے صدر اور قاضی اور افواج کے قائد اعلیٰ ہوں گے۔ قرآن مجید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی یہ تمام حیثیتیں خود متعین کرتا ہے اور یہ سب منصب نبوت ہی کے مختلف پہلو ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (آل عمران 32:31)

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ کہہ دیجیے اطاعت کرو اللہ اور رسول کی، پھر اگر وہ منہ موڑتے ہیں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

اور سورۃ احزاب میں فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ
وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (آیت نمبر 21)

ترجمہ: ”تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کا اُمیدوار ہے۔ اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔“

ان دونوں آیتوں میں خود اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو پیشوا مقرر کر رہا ہے، ان کی پیروی کا حکم دے رہا ہے، ان کی زندگی کو نمونہ تقلید قرار دے رہا ہے، اور صاف فرما رہا ہے کہ یہ روش اختیار نہ کرو گے تو مجھ سے کوئی امید نہ رکھو، میری محبت اس کے بغیر تمہیں حاصل نہیں ہو سکتی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی پیروی سے انکار کرنا کفر ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم بحیثیت منتظم

سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلٰلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ (آیت نمبر 157)

ترجمہ: وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے ان کو روکتا ہے اور ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اور بندھن اتار دیتا ہے جو ان پر چڑھے ہوئے تھے۔

اس آیت کے الفاظ اس بات میں بالکل واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو قانون بنانے اور نافذ کرنے کے اختیارات عطا کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امرونہی اور حلال وحرام صرف وہی نہیں جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں، بلکہ جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے حرام یا حلال قرار دیا ہے اور جس چیز کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے حکم دیا ہے اور جس سے منع کیا ہے وہ بھی قانون خداوندی کا ایک حصہ ہے۔ یہی بات سورۃ حشر میں اسی صراحت کے ساتھ ارشاد ہوئی ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (آیت نمبر 7)

ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کر دے اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

ان دونوں آیتوں میں سے کسی کی یہ تاویل نہیں کی جاسکتی کہ ان میں قرآن مجید کے بیان کردہ امرونہی اور حلال وحرام کا ذکر ہے۔ یہ تاویل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ترمیم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہاں امرونہی اور حلال وحرام کو رسول کا فعل قرار دیا ہے نہ کہ قرآنِ مجید کا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بحیثیت قاضی

قرآن میں ایک جگہ نہیں، متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ اس بات کی وضاحت فرماتا ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو قاضی مقرر کیا ہے۔ مثال کے طور پر چند آیات ملاحظہ ہوں۔

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ (النساء: 105)

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم) ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اللہ کی دکھائی ہوئی روشنی میں فیصلہ کرو۔

وَقُلْ ءَامَنتُ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِن كِتَـٰبٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ (الشوریٰ: 15)

ترجمہ: اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم) کہو کہ میں ایمان لایا ہوں اس کتاب پر جو اللہ نے ناز ل کی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ
أَن يَقُولُوا۟ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ
(النور:51)

ترجمہ: ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ
يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا ۝ (النسا:61)

ترجمہ: اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کی نازل کردہ کتاب کی طرف اور رسول کی طرف تو تم دیکھتے ہو منافقوں کو کہ وہ تم سے کنی کتراتے ہیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوۡكَ فِيۡمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُوۡا
فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ۝
(النساء:65)

ترجمہ: پس (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑوں میں تجھے فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر وہ فیصلہ جو تو کرے اس کی طرف سے اپنے دل میں کوئی تنگی تک محسوس نہ کریں بلکہ اسے خوش دلی سے قبول کر لیں۔

یہ تمام آیتیں اس امر میں بالکل صریح ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم خود ساختہ یا مسلمانوں کے مقرر کیے ہوئے قاضی و منصف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے تھے۔ تیسری آیت بتا رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے جج ہونے کی حیثیت الگ نہیں تھی بلکہ رسول ہی کی حیثیت میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم جج بھی تھے اور ایک مومن کا رسالت پر ایمان اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی اس حیثیت نہ مانے۔ چوتھی

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

آیت میں "ما انزل اللہ" (قرآن) اور رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم دونوں کا الگ الگ ذکر کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فیصلہ حاصل کرنے کے لیے دو مستقل مصادر ہیں، ایک قرآن مجید قانون کی حیثیت سے، دوسرے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم جج کی حیثیت سے، اور ان دونوں سے منہ موڑنا منافق کا کام ہے نہ کہ مومن کا۔ آخری آیت میں بالکل بے لاگ طریقہ سے کہہ دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو جو شخص جج کی حیثیت سے تسلیم نہیں کرتا وہ مومن ہی نہیں ہے، حتیٰ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دیے ہوئے فیصلے پر کوئی شخص اپنے دل میں بھی تنگی محسوس کرے تو اس کا ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

مشق

سوال 1: درج ذیل سوالات کے جواب تفصیل سے دیں۔

الف۔ قرآن مجید نے کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو انسانِ کامل اور قابلِ تقلید قرار دیا ہے۔ وضاحت کریں۔

ب۔ اسلامی اصول معیشت موجودہ معاشی بدحالی پر قابو پانے کے لیے کس طرح مددگار ثابت ہو سکتے ہیں؟ بحث کریں۔

ج۔ خطبہ حجۃ الوداع بنیادی انسانی حقوق کا سب سے اولین منشور ہے۔ مثالوں سے ثابت کریں۔

د۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا کردار بطور سپہ سالار فوج قلمبند کریں۔

ہ۔ ایک سربراہِ قوم/مملکت میں کون کون سے اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے وضاحت کریں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے شادی کا فیصلہ کیا تھا؟

ب۔ سچا اور ایماندار تاجر کیا مقام رکھتا ہے؟

ج۔ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کا کیا انجام ہوگا؟

د۔ کونسا جہاد اللہ تعالیٰ کو پسند ہے؟

ہ۔ "الحربُ خَدعَة" سے کیا مراد ہے؟

و۔ بہترین قائد و امام میں کون سی خوبیاں ہوتی ہیں؟

سوال نمبر 3 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ لگا کر پر کریں۔

الف۔ "اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو تمام ________ کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔"

ب۔ "جس میں ________ نہیں، اس کا کوئی ایمان نہیں۔"

ج۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ________ غزوات میں شرکت کی۔

د۔ وہ جنگ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خود شرکت نہ کی ہو بلکہ اپنے کسی نمائندہ کو سپہ سالار بنا کر بھیجا ہو، اسے ________ کہتے ہیں۔

ہ۔ جنگِ احزاب میں ________ سے مدینہ کا دفاع کیا گیا۔

و۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک مسلمان سپاہی ________ کفار کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

ز۔ غزوۂ بدر میں ________، ________ کے حصے میں ایک ایک اونٹ آیا۔

ح۔ فتحِ خیبر کے موقع پر ہاتھ آنے والی زمین کو ________ سپاہیوں میں برابر تقسیم کیا گیا۔

ط۔ "مُثلہ" سے مراد ________ کی بے حرمتی ہے۔

ی۔ غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ________ کی تجویز کو قبول فرمایا۔

سرگرمی

طلباء معلم کی نگرانی میں "اسوہ حسنہ" کے موضوع پر گفتگو کریں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

و۔ منتخب آیاتِ قرآن ۔ ترجمہ وتفسیر

سورۃ البقرۃ (آیت نمبر 255 - 266)

آیت نمبر 255

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ
كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾

ترجمہ: اللہ وہ معبود برحق ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہے سب کو تھامنے والا اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمیں میں ہے سب اسی کا ہے۔کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے اس کی بادشاہی اور علم آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے۔ اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ ہے جلیل القدر ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

تشریح:

یہ آیت، آیت الکرسی ہے، جو بڑی عظمت والی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم دریافت فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم جواب دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہی کو اس کا سب سے زیادہ علم ہے، آپ پھر یہی سوال کرتے ہیں، بار بار سوال پر جواب دیتے ہیں کہ آیت الکرسی۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں، اے ابوالمنذر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ تجھے تیرا علم مبارک کرے، اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس کی زبان ہوگی اور ہونٹ ہوں گے اور یہ بادشاہ حقیقی کی تقدیس بیان کرے گی اور عرش کے پایہ سے لگی ہوئی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں سورۃ بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآن مجید کی تمام آیتوں کی سردار ہے جس گھر میں وہ پڑھی جائے، وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور وہ آیت آیت الکرسی ہے۔ (شعب الایمان 2171، مستدرک حاکم 3026)

پہلے جملے میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان ہے کہ ساری مخلوق کا وہی ایک اللہ ہے، دوسرے جملے میں ہے کہ وہ خود زندہ ہے جس پر کبھی موت نہیں آئے گی، دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔ اس دنیا میں موجود تمام چیزیں اس کی محتاج ہیں اور وہ سب سے بے نیاز ہے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کچھ نہیں کرسکتا، جیسے اور جگہ ہے

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ (الروم : 25)

یعنی اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان وزمین اسی کے حکم سے قائم ہیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنی مخلوق سے غافل اور بے خبر نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر شخص کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی مخلوق بھی اس کی حفاظت اور علم سے باہر نہیں ہے۔ اونگھ، غفلت، نیند اور بے خبری سے اس کی ذات مکمل پاک ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ایک مرتبہ کھڑے ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانچ باتیں بتائیں فرمایا:

"اللہ تبارک وتعالیٰ سوتا نہیں نہ نیند اس کی ذات کے لائق ہے، وہ ترازو کا حافظ ہے، جس کے لیے چاہے جھکا دے، جس کے لیے چاہے نہ جھکائے۔ دن کے اعمال رات سے پہلے اور رات کے اعمال دن سے پہلے اس کی طرف لے جائے جاتے ہیں اس کے سامنے نور یا آگ کے پردے ہیں، اگر وہ ہٹ جائیں تو اس کے چہرے کی تجلیاں ان تمام چیزوں کو جلا دیں جن تک اس کی نگاہ پہنچے۔" (صحیح مسلم :463)

پھر فرمایا کہ اللہ پر ان کی حفاظت بوجھ اور گراں نہیں بلکہ سہل اور آسان ہے۔ وہ ساری مخلوق کے اعمال پر خبردار،

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ملاوٹ سے ممانعت

آج کل تجارتی مال میں ملاوٹ اور آمیزش عام ہے اور کوئی چیز خالص دستیاب نہیں ہے جس سے مالی نقصان کے علاوہ لوگوں کی صحت کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ملاوٹ کو سختی سے منع کیا ہے۔ ارشاد ہے "جس نے ہمارے پاس ملاوٹ کا سامان بیچا وہ ہم میں سے نہیں" ترمذی (1315)۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خریدار کو اختیار دیا ہے کہ وہ ناقص، عیب دار اور ملاوٹی مال کو تین دن میں واپس کر سکتا ہے۔

سودے پر سودا کرنے کی ممانعت

اکثر اوقات ایک تاجر کسی دوسرے کے سودے پر زیادہ قیمت دے کر خود مال خرید لیتا ہے۔ جس سے تجارتی حلقوں میں حسد، کینہ، رنجش اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بعض اوقات اس سے مقصود صرف دوسرے کے سودے کو خراب کرنا ہوتا ہے۔ اس سے قیمتوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا "ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے سودے پر بولی نہ دے۔"

لَایَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ (مسند احمد) نیز فرمایا وَلَا تَنَاجَشُوا "دوسروں کے سودے کو خراب کرنے کے لیے نمائشی بولی نہ دو (متفق علیہ)

درمیانی واسطوں کا انسداد

تجارتی دنیا میں قیمتوں کے چڑھاؤ کی ایک وجہ درمیانی ایجنٹ اور واسطہ بھی ہوتا ہے۔ اسلام اسے بھی پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے تجارتی دنیا سے ایسے واسطوں کو نکال دینے کا حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا "دیہات سے جو لوگ شہر میں مال لاتے ہیں ان کے مال کی دلالی کرنے کی کسی شہری کو اجازت نہیں۔ چاہے دلالی کرنے والا مال والے کا باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو (متفق علیہ)۔ مدینہ منورہ کے یہودی ایسے تجارتی ہتھکنڈوں سے کام لیتے تھے جنہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے سختی سے منع کر دیا۔

احتکار کی ممانعت

اس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی تاجر کسی چیز کا اس خیال سے ذخیرہ کرے کہ مہنگائی ہونے پر زیادہ قیمت پر بیچوں گا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

اس طرح مصنوعی قلت پیدا کر کے اشیاء کی قیمت میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ایسے تاجر کو محتکر (ذخیرہ اندوز) کہا جاتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایسے تاجر پر لعنت کی ہے۔ ارشاد ہے۔

''جو شخص چالیس روز تک اناج کو محض اس لیے ذخیرہ کئے رکھتا ہے کہ مہنگا ہو جائے تو فروخت کروں گا۔ وہ اگر تمام غلہ بھی صدقہ میں دے دے تو بھی اس کی بدنیتی کا کفارہ ادا نہیں ہوسکتا۔'' (مسند احمد: 4880)

نیز آپؐ نے فرمایا ''غلہ روک رکھنے والے اور قاتل کا انجام ایک جیسا ہوگا۔ (جمع الفوائد)

دیگر معاشی اصطلاحات:

سود کا خاتمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بعثت سے قبل عرب معاشرے میں سود عام تھا۔ جو ضرورت مند ایک دفعہ قرض لے لیتا، وہ سود در سود کے چکر میں ایسا پھنستا کہ پھر اس سے نکل نہ سکتا۔قرآنِ پاک میں سود جیسی لعنت کی بہت سخت الفاظ میں مذمت ہوئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ (البقرہ: ۲۷۵)

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔

اسی طرح اگلی آیت میں ارشاد ہے:

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ۝ (البقرہ ۲۷۶)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے (یعنی سود سے مال کی برکت کو کم کرتا ہے) اور صدقات کو زیادہ کرتا ہے (صدقات سے مال میں برکت پیدا کرتا ہے) اور اللہ تعالیٰ کسی بھی ناسپاس، نافرمان کو پسند نہیں کرتا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ان آیات سے سود کی لعنت اور برائی کا پتہ چلتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہوئے اسلامی معاشرہ میں سود کی تمام شکلوں کو حرام قرار دیا اور اس سے بچنے کی تاکید کی۔ سود کے خاتمہ سے عرب معاشرہ خوشحال ہوتا چلا گیا۔

غیر آباد زمینوں کو آباد کرنا

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے غیر آباد زمینوں کو آباد کر کے ان پر کاشتکاری کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے پودے اور باغات لگانے کی بھی ترغیب دلائی ہے۔

محنت کی ترغیب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَاماً قَطُّ خَيْراً مِنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِه وَاَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِه (صحیح بخاری 2072)

ترجمہ: وہ کھانا بہترین ہے جو تم اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے ہو۔ بے شک اللہ کے رسول داؤد علیہ السلام ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔

رشوت ستانی کی ممانعت

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے رشوت کو بڑی برائی قرار دیا آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ "رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا، دونوں جہنمی ہیں"۔

زکوٰۃ وعشر کی ترویج

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے زکوٰۃ وعشر کا نظام متعارف کروایا جس نے معاشی نظام میں استحکام پیدا کیا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے سٹہ بازی، بلیک مارکیٹنگ، سمگلنگ، اجارہ داری کو خلافِ شرع قرار دیا ہے۔ الغرض آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سنہری ہدایات آج بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں جن کو اپنا کر ہم تجارتی دنیا میں مفاسد کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ اور انہی میں مہنگائی جیسے اہم مسئلے کا بھی حل ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم بطور معاشرتی مدبّر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی سیرت اور ارشادات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی سیرت طیبہ اور ارشادات گرامی نے انسانی زندگی، عزت و ناموس اور مال و اسباب کا تحفظ فراہم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے ارشاد کے مطابق انسان کو حق حاصل ہے کہ معاشرہ اس کی جان و مال کا تحفظ کرے۔

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اپنی سیرت کے ذریعے انسان کو برابری کا حق دیا۔ ملازموں اور خدمت گاروں کے ساتھ برابری کے سلوک کا عملی نمونہ پیش کیا اور ان کے اس حق کے بارے میں خاص طور پر تاکید فرمائی۔

ہمسائے کے حقوق کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے خاص طور پر تاکید فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام بار بار پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہونے لگا کہ شاید اللہ تعالیٰ ہمسائے کو وراثت میں شریک کر دیں۔ (بخاری 6015، مسلم 6854)

ہمسائے کے اس حق کی روشنی میں انسان کو جہاں بہت سی ذمہ داریاں سونپی گئیں وہاں اسے بہت سے حقوق بھی حاصل ہوئے کیونکہ ہر فرد کسی نہ کسی کا ہمسایہ ہوتا ہے۔

ماں باپ کی حیثیت سے انسان حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے ارشادات کی روشنی میں بہت سے حقوق حاصل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے بیماروں کی عیادت کی تاکید فرمائی۔ اس طرح بیمار کو یہ حق ملا کہ اس کی دیکھ بھال اور خدمت کی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اپنے عمل سے عورتوں کے احترام کا حق دیا۔ مزدور کو حق دیا کہ اسے اس کی مزدوری فوری طور پر ادا کی جانی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے فرمودات سے یتیم کو یہ حق حاصل ہوا کہ اس سے حسنِ سلوک کیا جائے اور اس کی ضروریات پوری کی جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے خود اپنے عمل سے جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے انسان کو اس کی خلوت، عزلت (پرائیویسی) کا حق دیا اور اس میں مداخلت سے منع فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی سیرت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ان انسانی حقوق کی ایک طویل فہرست مرتب ہوسکتی ہے جن کا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اپنے عمل سے اظہار فرمایا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

انسانی حقوق اور حسن سلوک سے متعلق خطبہ حجۃ الوداع کے اہم نکات

بہت سے انسانی حقوق کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "انسانو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمھیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جاسکو۔ تم میں زیادہ عزت و اکرام والا خدا کی نظر میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔" (سورۃ حجرات) چنانچہ اس آیت کی روشنی میں نہ کسی عربی کو عجمی پر فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو عربی پر۔ نہ کالا گورے سے افضل ہے اور نہ گورا کالے سے، بزرگی اور فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ مٹی سے بنائے گئے ۔ اب فضیلت اور برتری کے سارے دعوے خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پیروں تلے روندے جا چکے ہیں۔

قتل عمد کا قصاص لیا جائے گا۔ قتل غیر عمد وہ ہے جس میں کوئی لاٹھی یا پتھر لگنے سے ہلاک ہو جائے۔ اس صورت میں سو اونٹ دیت مقرر ہے۔ جو اس سے زیادہ طلب کرے گا وہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں میں سے ہوگا۔

دیکھو! میرے بعد کہیں گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں ہی گردنیں مارنے لگو۔ دیکھو میں نے حق پہنچا دیا ہے۔ پس اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔ تمام سودی کاروبار آج سے ممنوع قرار پاتا ہے۔

لوگو! خدا نے میراث میں ہر وارث کا جداگانہ حصہ مقرر کر دیا ہے اس لیے اب وارث کے حق میں کوئی وصیت جائز نہیں۔ جان لو کہ لڑکا اس کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہو اور جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا سنگ ساری ہے۔

قرض قابلِ واپسی ہے۔ عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے تو اسے تاوان ادا کرنا چاہیے۔ دیکھو! ایک مجرم اپنے جرم کا خود ہی ذمہ دار ہے، نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا اور نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔ تمہاری بیویوں کا تم پر اور ان پر تمہارا حق ہے۔ بیویوں پر تمہارا حق اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر کو کسی غیر مرد سے آلودہ نہ کریں اور ایسے لوگوں کو تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے گھروں میں داخل نہ ہونے دیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو۔ انہیں (عورتوں کو) کوئی معیوب کام نہیں کرنا چاہیے، اگر وہ ایسا کریں تو خدا نے تمہیں یہ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

اختیار دیا ہے کہ تم ان کی سرزنش کرو، ان سے بستر میں علیحدگی اختیار کرو اور (اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں) انہیں ایسی مار مارو کہ نمودار نہ ہو۔ اگر وہ باز آجائیں تو تم پر واجب ہے کہ انہیں اچھا کھلاؤ اور رواج کے مطابق اچھا پہناؤ۔ عورتوں کے معاملے میں فراخ دلی سے کام لو کیونکہ درحقیقت وہ ایک طرح سے تمہاری پابند ہیں۔ اور تم نے انہیں خدا کی امانت کے طور پر قبول کیا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ان کے وجود سے حظ اٹھاتے ہو۔ سو خواتین کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور ان سے نیک سلوک کرو اور کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔

لوگو! میری بات سنو اور سمجھو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جسے اس کا بھائی برضا و رغبت عطا کردے۔

اپنے نفس پر اور دوسروں پر زیادتی نہ کرو اور ہاں تمہارے غلام! ان کا خیال رکھو۔ جو تم کھاؤ اس میں سے ان کو کھلاؤ، جو تم پہنو اسی میں ان کو پہناؤ۔ اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو اللہ کے بندو انہیں فروخت کردو اور انہیں سزا نہ دو۔ (معجم کبیر طبرانی 113/5)

یہ ہیں اس نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی تعلیمات جن کی وجہ سے انہیں انسان کامل اور رحمۃ اللعالمین کا درجہ حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہر معاشرہ صحیح معنوں میں اسلامی رفاہی معاشرہ بن سکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم بحیثیت سپہ سالار

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی دس سالہ زندگی سرد یا گرم جنگوں پر مشتمل ہے۔ حدیث، سیرت اور مغازی کی کتابوں میں غزوات اور معرکوں کی طویل فہرست ملتی ہے۔ ان میں 28 غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم بہ نفسِ نفیس شریک ہوئے اور 77 سرایا میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی زیرِ ہدایت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائبین نے شرکت کی۔ ان تمام جنگی کارروائیوں کے نتیجے میں دس لاکھ مربع میل پر مشتمل وسیع اسلامی ریاست قائم ہوئی۔ مسلم شہداء اور کفار مقتولین کی تعداد جو ان جنگوں میں کام آئی علی الترتیب 255 اور 759 ہے۔ مسلمان مجاہدین کے جانی نقصان کی اوسط ایک ماہ میں ایک فرد بنتی ہے۔ اس طرح جنگی قیدیوں کی تعداد 6564 ہے۔ جن میں صرف دو قیدیوں کو ان کے سنگین جرائم کی پاداش میں قتل کیا گیا۔ یہ اعداد و شمار آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی جنگی فراست اور حربی صلاحیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جو اس امر کی بین دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا کے بہترین اور کامیاب ترین سپہ سالار تھے اور اس میدان میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم بہترین اسوۂ ہیں۔ اب ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کا بطور سپہ سالار اور اس سے متعلقہ پہلوؤں کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

بطور سپہ سالار آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے اوصاف

نظریہ جنگ میں تبدیلی

آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم قرآنی تعلیمات کی عملی تصویر تھے۔ جنگ اور معرکہ میں آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری پابندی کی ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم تاریخ انسانی میں منفرد سپہ سالار ہیں جنہوں نے جنگ کا مقصد اور نقطہ نظر ہی بدل دیا۔ عربوں میں جنگ کے لیے حرب کا کلمہ استعمال کیا جاتا تھا۔ جس سے مقصود ذاتی انتقام لینا، اپنی بہادری کا سکہ بٹھانا، ملک میں وسعت دینا اور دیگر دنیاوی خواہشات کی تکمیل تھا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مالِ غنیمت کے لیے لڑتا ہے، دوسرا شہرت کے لیے لڑتا ہے، تیسرا قومی یا وطنی حمیت کے لیے لڑتا ہے۔ ان میں سے کس کی لڑائی فی سبیل اللہ ہے۔'' آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے فرمایا

مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ

یعنی جو شخص صرف اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے لڑتا ہے بس اس کا لڑنا راہِ خدا میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس طرح مسلمان کی لڑائی صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے ہے۔ اور یہ عبادت خداوندی ہے۔ اس طرح راہِ خدا میں جان کا نذرانہ پیش کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی
(اقبالؒ)

پس آنحضور صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اسلامی جہاد کا مقصد دعوتِ حق، غلبہ اسلام، ظلم کا خاتمہ اور اسلامی حکومت کا دفاع قرار دیا ہے۔

بہادر ترین سپہ سالار

آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم شجاعت و بہادری کا پیکر تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب جنگ بہت شدید ہوجاتی تو ہم آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے سایۂ عافیت میں پناہ لیتے تھے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم دورانِ جنگ سب سے آگے ہوتے تھے تاکہ عام مجاہد کو حوصلہ اور ولولہ ملے۔ نیز آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم فرماتے تھے، ہمیشہ امن کے طالب رہو لیکن جنگ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

آ ہی پڑے تو ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو۔ غزوۂ حنین میں جب قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں نے تیروں کی بوچھاڑ کی تو اکثر صحابہ رضی اللہ عنہ کے قدم اکھڑ گئے اور مسلمان پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ وسلم نہایت استقامت اور شجاعت سے اپنی جگہ پر جمے رہے۔ ادھر تیروں کی بارش ہو رہی تھی ادھر زبان مبارک پر رجز تھا

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب

یعنی میں پیغمبر صادق ہوں، میں فرزند عبد المطلب ہوں

الغرض آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ وسلم شجاع، صابر، صاحبِ استقامت، نڈر اور اپنے اصولوں پر سختی سے کاربند رہنے والے بہادر ترین سپہ سالار تھے۔

محبوب ترین سپہ سالار

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کا تارا تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ وسلم سے ماں باپ اور مال و اولاد سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے۔ اس لیے ہر مجاہد آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ وسلم کی خاطر جان ہتھیلی پر رکھ کر پھرتا تھا۔ حتیٰ کہ خواتین تک میدانِ جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ وسلم پر جان نثار کرنے کے لیے تیار رہتی تھیں۔ غزوہ احد کا واقعہ ہے کہ ایک انصاری خاتون کا بیٹا، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے۔ وہ مدینہ سے نکل کر میدان جنگ کی طرف دیوانہ وار آئی اور پوچھا نبی کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا بحمد اللہ وہ خیریت سے ہیں۔ بولیں تمہیں مجھے دکھا دو کہ اپنی آنکھوں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ وسلم کو دیکھ لوں جب اس کی نگاہ چہرہ مبارک پر پڑی تو وہ محبت سے پکار اٹھی۔

کُلُّ مُصِیبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ

(آپ ﷺ زندہ رہیں تو سب مصیبتیں ہیچ ہیں)

مولانا شبلی نعمانی نے اس واقعے کو اس طرح بیان کیا ہے

میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

بہترین مربی

جنگ میں انجام کار وہی فوج کامیاب ہوتی ہے جو اخلاقی و فوجی محاسن سے متصف ہو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ وسلم

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

اپنے صحابہ رضی اللہ عنہ کی حربی صلاحیت کو بڑھاتے اور اخلاقی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے۔ ہر مسلمان اسلام کا غازی ہوتا تھا۔ صحابہ کرام کی تربیت میں نفس کشی اور سخت کوشی کی صفات خاص طور پر شامل تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے صحابہ کرام کو سخت کوشی، ریاضت اور مشقت طلبی کی تربیت اس قدر دی کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر انہیں روزانہ ایک کھجور پر گزارا کرنا پڑا اور وہ بھی تین تین آدمیوں میں تقسیم ہوتی تھی۔ اس طرح آپ ﷺ نظم وضبط کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اطاعت امیر کی تلقین کرتے تھے۔ ذوق یقین اور مقصدِ جہاد کو پیشِ نظر رکھتے تھے۔ اخلاقی تربیت کو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اولیت دیتے تھے۔ صدق، ایفائے عہد، دیانت اور ایمانی قوت صحابہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ جس کا نتیجہ تھا کہ اسلامی فوج ہر معرکہ میں اپنے سے کئی گنا دشمن کو شکستِ فاش دیتی تھی۔

اعلیٰ جنگی حکمت عملی

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی جنگی حکمتِ عملی بے مثل تھی اس لحاظ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم قابل ترین سپہ سالار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی جنگی حکمت عملی کا بنیادی کلیہ یہ تھا کہ مخالف عنصر کو خون بہانے کی بجائے بے بس کر دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم علاقے فتح کرنے کی بجائے دلوں کی فتح پر یقین رکھتے تھے۔ ہر جنگ میں موقع محل کی مناسبت سے جنگی چال اختیار کرتے تھے۔ جن کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ جنگِ احزاب میں خندق کھود کر مدینہ کا کامیاب دفاع کیا۔ عربوں کے لیے یہ بالکل نئی بات تھی۔

۲۔ فوجی حملہ کے لیے دشمن کو اچانک جالیتے تھے اور تیاری کا موقعہ نہیں دیتے تھے۔ مثلاً فتح مکہ کے موقع پر۔

۳۔ عسکری پوزیشن اور فوجی نقل وحرکت میں انتہائی رازداری سے کام لیتے تھے۔ مثلاً غزوہ بدر کے موقعہ پر توریہ اختیار کیا۔ یعنی اصل مقصد کو مخفی رکھا۔ اسی طرح غزوہ بنی المصطلق میں حکمت علمی اختیار کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشاد ہے "اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ" یعنی جنگ ایک چال ہے (بخاری ومسلم)

۴۔ مختلف قبائل سے جنگی معاہدے کر کے انہیں غیر جانبدار بنا دیتے تھے۔ اس طرح قریش کی پوزیشن کمزور ہوگئی۔ وقت آنے پر دشمن پر اقتصادی دباؤ بھی ڈالتے تھے جیسا کہ قریش کی تجارتی شاہراہ کو بند کر دیا تھا۔

۵۔ بوقت ضرورت کمانڈوز کا بھی استعمال کرتے تھے۔ کعب بن اشرف اور سلام بن الحقیق یہودی کو جو اسلام کے شدید دشمن تھے چند انصاری فدا کاروں کے ذریعے قتل کروایا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۶۔ دشمن کی فوج اور حالات سے واقفیت اور مخالف علاقہ کی جغرافیائی معلومات کا حصول بھی آپ کی جنگی حکمت عملی کا حصہ تھا۔

۷۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم اسلامی فوج کی فوجی ٹریننگ کے علاوہ اخلاقی تربیت کو بھی اہمیت دیتے تھے کیونکہ جنگوں میں سامانِ حرب کی بجائے انسانی اخلاق اور قوتِ ایمان زیادہ فیصلہ کن قوت ثابت ہوتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میری فوج کا ایک مسلمان سپاہی دس کفار کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ (السیر للفزاری 301) یہی قوت ایمان تھی جس کی وجہ سے ایک قلیل اسلامی فوج کا رعب کفار کی کثیر فوج پر پڑ جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ (صحیح بخاری، سنن نسائی، مسند احمد)

میری مدد ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے کی گئی ہے۔

فوج سے خیر خواہی اور حسنِ سلوک

ایک سپہ سالار کے لیے فوج کا خیر خواہ اور ہمدرد ہونا اور عام فوجیوں سے حسن سلوک کرنا بھی ضروری ہے۔ اس ضمن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم دنیا کے دیگر اعلیٰ اور مشہور جرنیلوں سے نمایاں اور ممتاز نظر آتے ہیں۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم غزوات میں اپنے آپ کو دوسروں سے بلند خیال نہیں کرتے تھے بلکہ عام سپاہیوں کی طرح کام کرتے تھے۔ غزوہ خندق میں جب تمام فوجی خندق کھود رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم بھی برابر ان کے ساتھ شریک تھے۔ حتیٰ کہ بھوک کے سبب عام صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے دو پتھر باندھ رکھے تھے۔ الغرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ہر صعوبت پر لبیک کہا۔

۲۔ غزوہ بدر میں اسلامی سپاہ کے پاس سواریاں کم تھیں۔ لہٰذا تین تین اصحاب رسول کے حصہ میں ایک ایک اونٹ آیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم سید الانبیاء ہونے کے باوجود عام فوجیوں کی طرح دو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

۳۔ فتح خیبر کے موقع پر جو زمین اہلِ اسلام کے حصہ میں آئی وہ اٹھارہ سو سپاہیوں میں مساوی تقسیم ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا حصہ بھی دوسرے مسلمان سپاہیوں کے برابر تھا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فوج کے کمانڈر انچیف تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی مساوات اور حسنِ سلوک کے اور متعدد واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سید الانبیاء ﷺ اعلیٰ مرتبہ کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بے تکلفانہ اور مساویانہ سلوک کیا کرتے تھے اور سپہ سالارِ اعظم ہونے کے باوجود ایک عام سپاہی کی طرح رہن سہن رکھتے تھے۔

دشمنوں سے حسن سلوک

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نہ صرف اپنوں سے بلکہ بیگانوں اور جنگی قیدیوں سے بھی شفقت ورحمت کا سلوک کیا کرتے تھے۔ ہم صرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ غزوۂ بدر میں کفار مکہ کے 70 آدمی گرفتار ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے سپرد کیا اور فرمایا ”ان سے حسن سلوک کرنا“ ایک قیدی کا بیان ہے کہ مجھے انصار کے ایک خاندان میں رکھا گیا۔ جب کھانے پر بیٹھتے تو میرے سامنے روٹی رکھتے اور خود صرف کھجور کھاتے۔ میں شرم کے مارے روٹی کا ٹکڑا ان کو لوٹا دیتا لیکن وہ اسے ہاتھ نہ لگاتے۔

۲۔ غزوہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائے دی کہ تمام کو قتل کر دیا جائے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”فدیہ لے کر سب کو رہا کر دیا جائے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشورہ قبول فرمایا کیونکہ وہ مزاجِ رسول کے موافق تھا۔

۳۔ فتح مکہ کے موقع پر تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عفو اور فراخدلی کی انتہا کر دی۔ تمام دشمنانِ اسلام کو معاف کر دیا حتیٰ کہ ایسے افراد کو بھی جن کی پوری زندگی اسلام کی مخالفت اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اذیت رسانی میں گزر رہی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے عفوو درگزر کی یہی حکمتِ عملی تھی جس سے ہارے ہوئے دشمن اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے مغلوب ہو جاتے اور جانی دشمن اسلام کے مخلص سپاہی بن جاتے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

علاوہ ازیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے جنگ میں خونریزی، مُثلہ (لاش کی بے حرمتی یعنی ناک، کان، ہاتھ وغیرہ کاٹنا) اور دیگر ہر طرح کے ظلم وستم کا خاتمہ کر دیا جو زمانہ جاہلیت میں روا رکھے جاتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی اسلامی فوج کو ہدایات تھیں کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور سفیروں کو قتل نہ کیا جائے۔

الغرض آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم تاریخ عالم کے منفرد، قابل ترین، شجاع، کامیاب اور عظیم سپہ سالار تھے اور عسکری لحاظ سے بھی تمام قائدینِ عالم پر فوقیت رکھتے تھے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم بطورِ منتظم وحکمران

امیر یا سربراہ مملکت کی حیثیت سے بھی رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے روشنی کا ایک مینار ہے بلکہ ساری انسانیت کے لیے آئیڈیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے واضح الفاظ میں بتادیا ہے کہ حدود کے معاملے میں بڑے اور چھوٹے کا امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے فرمایا ”تم سے پہلی امتیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ ان میں سے جب کوئی عزت والا چوری کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دیتے تھے اور جب کمزور چوری کرتا تو اسے سزا دیتے تھے، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔“ (متفق علیہ)

غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے کس خوبی سے نکتہ بیان فرمایا کہ جرم اور غلطی ہر حال میں قابلِ سزا ہے اور اس معاملے میں کسی امتیاز اور کسی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔ جرم کرنے والا کوئی ہو، کسی طبقے کا فرد ہو، کسی خاندان کا رکن ہو، کیسا ہی بااثر ہو، کیسا ہی دولت مند ہو، اگر قانون کی خلاف ورزی کرے تو قانون اور انصاف کے مطابق سلوک کیا جائے اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے معاشرے کو انصاف، عدل اور مساوات کی وہ بنیاد عطا کر دی کہ جو ایک مستحکم اور پرامن معاشرے کی ضامن ہے۔ تاریخ شاہد ہے اور حال بھی ایسی مثالوں سے خالی نہیں کہ بادشاہ اور مطلق العنان آمر اپنی حکومت وجبروت کا سکہ بٹھانے اور اپنی ہیبت دلوں میں بٹھانے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں کہ ان کے سامنے آکر اچھے اچھے سرغنے کانپنے لگتے ہیں۔ اپنا رعب جمانے کے لیے یہ بادشاہ اور حکمران اپنے اردگرد وہ اسباب اور ماحول پیدا کرتے ہیں کہ جن سے دیکھنے والا لرزہ براندام ہو جائے لیکن ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ان تمام ظاہری لوازم اور اسباب سے بے نیاز تھے۔ سارے عرب کی حکومت آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے قدموں میں تھی لیکن

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

پھٹا بوریا آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کا اسباب راحت تھا۔ عظیم المرتبت حکمران اور بادشاہ آپ کی ملت کے زیرِ نگین تھے لیکن آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی بے سروسامانی آپ کی عظمت وجلال کا ذریعہ تھی، ایک آدمی آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے رعب سے لرزہ براندام ہو جاتا ہے آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کا اس کیفیت سے خوش ہونا تو کجا الٹا اسے دلاسے دیتے ہیں اور اس کے دل سے ہیبت دور کرنے کے لیے جو کچھ فرماتے ہیں وہ انسانی عظمت کا مظہر ہے اور مساوات کے بڑے بڑے دعویداروں کے لیے سبق آموز بھی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم فرماتے ہیں: ڈرو نہیں! میں قریش کی ایک غریب عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔ (سنن ابن ماجہ 3312)

سردارِ ملت کی ایک ضروری خصوصیت ان کی دل سوزی اور ہمدردی بھی ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم اس خلوص میں بھی بے مثال تھے۔ لوگوں کے دکھ درد کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ لوگوں کی ضرورت کے وقت ان کے کام آنے کو بتایا ہے۔

مشورہ ایک سربراہِ ملت کے لیے مفید ہی نہیں لازمی ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے نہ صرف مشورے کا حکم دیا بلکہ اس پر عمل بھی فرماتے تھے خصوصاً اجتماعی معاملات مشورے کے بغیر طے نہیں فرماتے تھے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم اس امر کا بھی لحاظ فرماتے تھے کہ جن لوگوں کو مسلمانوں کے معاملات اور انتظام کی باگ ڈور سونپی جائے وہ اپنے اخلاق اور اہلیت کے علاوہ عوام الناس کے اعتماد کے بھی اہل ہوں اور لوگ ان کو پسند کرتے ہوں، دوسرے لفظوں میں عوامی مقبولیت بھی پیشِ نظر رہتی تھی۔

حضور صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کا ارشاد ہے "تمہارے بہترین امام اور قائد وہ ہیں جن کو تم چاہتے ہو اور وہ تم کو چاہتے ہوں۔ تم ان کو دعائیں دیتے ہو اور وہ تم کو دعا دیتے ہوں اور تم میں بدترین رہنما وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور وہ تم کو ناپسند کرتے ہوں اور وہ تم پر لعنت بھیجتے ہوں اور تم ان پر لعنت بھیجتے ہو۔" (صحیح مسلم 4910)

غرض مختصراً کہا جاسکتا ہے کہ تدبر، مشاورت، عدل، دل نوازی، سادگی، خدمت، ہمدردی اور ہر دلعزیزی کے وہ اصول اور پیمانے حضور صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اپنے اسوہ حسنہ سے ہمیں عطا کیے ہیں جو سربراہانِ ملت وحکومت کے لیے رہتی دنیا تک سرچشمہ ہدایت رہیں گے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم بطور قاضی و منصف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم اپنے عہدِ نبوت میں

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم مسلمانوں کے لیے محض ایک واعظ اور مبلغ نہیں تھے بلکہ عملاً مسلمانوں کی جماعت کے قائد، رہنما، حاکم، قاضی، شارع، مربی، معلم سب کچھ تھے اور عقائد و تصورات سے لے کر عملی زندگی کے تمام گوشوں تک مسلم معاشرے کی پوری تشکیل آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ہی کے بتائے، سکھائے اور مقرر کیے ہوئے اصولوں پر ہوئی تھی۔ اس لیے کبھی یہ نہیں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے نماز روزے اور مناسک حج کی جو تعلیم دی ہو بس وہی مسلمانوں میں رواج پا گئی ہو اور باقی باتیں محض وعظ و ارشاد میں مسلمان سن کر رہ جاتے ہوں۔ بلکہ فی الواقع جو کچھ ہوا تھا وہ یہ تھا کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی سکھائی ہوئی نماز فوراً مسجدوں میں رائج ہوئی اور اسی وقت جماعتیں اس پر قائم ہونے لگیں، اسی طرح شادی بیاہ اور طلاق و وراثت کے متعلق جو قوانین آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے مقرر کیے انہی پر مسلم خاندانوں میں عمل شروع ہوگیا، لین دین کے جو ضابطے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے مقرر کیے انہی کا بازاروں میں چلن ہونے لگا۔ مقدمات کے جو فیصلے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے کیے وہ ملک کا قانون قرار پائے، لڑائیوں میں جو معاملات آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے دشمنوں کے ساتھ فتح پاکر مفتوح علاقوں کی آبادی کے ساتھ کیے وہ مسلم مملکت کے ضابطے بن گئے۔ الغرض اسلامی معاشرہ اور اس کا نظامِ حیات اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ انہی سنتوں پر قائم ہوا، جو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے خود رائج کیں یا جنہیں پہلے کے مروج طریقوں میں سے بعض کو برقرار رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے سنت اسلام کا جز بنا لیا۔

جہاں تک قرآن کا تعلق ہے وہ اس معاملہ میں بالکل واضح ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم صرف نامہ بر نہ تھے، بلکہ خدا کی طرف سے مقرر کیے ہوئے رہبر، حاکم اور معلم بھی تھے جن کی پیروی و اطاعت مسلمانوں پر لازم تھی اور جن کی زندگی کو تمام اہل ایمان کے لیے نمونہ قرار دیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ان تمام حیثیتوں میں مامور من اللہ تھے۔ مکہ میں اسلام قبول کرنے والوں نے باختیار خود آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو اپنا لیڈر منتخب نہیں کیا اور نہ ہی اس قیادت کے منصب سے وہ نعوذ باللہ آپ کو ہٹانے کے مجاز تھے اور نہ ہی ایسا ہوا کہ مدینہ منورہ پہنچ کر جب اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی گئی اس وقت انصار و مہاجرین نے کوئی مشاورت منعقد کر کے یہ طے کیا ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ہماری اس ریاست کے صدر اور قاضی اور افواج کے قائد اعلیٰ ہوں گے۔ قرآن مجید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی یہ تمام حیثیتیں خود متعین کرتا ہے اور یہ سب منصب نبوت ہی کے مختلف پہلو ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (آل عمران 32:31)

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ کہہ دیجیے اطاعت کرو اللہ اور رسول کی، پھر اگر وہ منہ موڑتے ہیں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

اور سورۃ احزاب میں فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ
وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (آیت نمبر 21)

ترجمہ: ”تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کا اُمیدوار ہے۔ اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔“

ان دونوں آیتوں میں خود اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو پیشوا مقرر کر رہا ہے، ان کی پیروی کا حکم دے رہا ہے، ان کی زندگی کو نمونہ تقلید قرار دے رہا ہے، اور صاف فرما رہا ہے کہ یہ روش اختیار نہ کرو گے تو مجھ سے کوئی امید نہ رکھو، میری محبت اس کے بغیر تمھیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی پیروی سے انکار کرنا کفر ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم بحیثیت منتظم

سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ (آیت نمبر 157)

ترجمہ: وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے ان کو روکتا ہے اور ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اور بندھن اتار دیتا ہے جو ان پر چڑھے ہوئے تھے۔

اس آیت کے الفاظ اس بات میں بالکل واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو قانون بنانے اور نافذ کرنے کے اختیارات عطا کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر ونہی اور حلال وحرام صرف وہی نہیں جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں، بلکہ جو کچھ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے حرام یا حلال قرار دیا ہے اور جس چیز کا حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے حکم دیا ہے اور جس سے منع کیا ہے وہ بھی قانون خداوندی کا ایک حصہ ہے۔ یہی بات سورۃ حشر میں اسی صراحت کے ساتھ ارشاد ہوئی ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (آیت نمبر 7)

ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کردے اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

ان دونوں آیتوں میں سے کسی کی یہ تاویل نہیں کی جاسکتی کہ ان میں قرآن مجید کے بیان کردہ امر ونہی اور حلال وحرام کا ذکر ہے۔ یہ تاویل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ترمیم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہاں امر ونہی اور حلال وحرام کو رسول کا فعل قرار دیا ہے نہ کہ قرآن مجید کا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم بحیثیت قاضی

قرآن میں ایک جگہ نہیں ، متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ اس بات کی وضاحت فرماتا ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو قاضی مقرر کیا ہے۔ مثال کے طور پر چند آیات ملاحظہ ہوں۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰٮكَ اللّٰهُ ؕ (النساء: 105)

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اللہ کی دکھائی ہوئی روشنی میں فیصلہ کرو۔

وَقُلۡ اٰمَنۡتُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنۡ كِتٰبٍ‌ ۚ وَاُمِرۡتُ لِاَعۡدِلَ بَيۡنَكُمۡ‌ ؕ (الشوریٰ: 15)

ترجمہ: اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کہو کہ میں ایمان لایا ہوں اس کتاب پر جو اللہ نے ناز کی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں۔

اِنَّمَا كَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ يَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا‌ ؕ
(النور:51)

ترجمہ: ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ
يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ (النسا:61)

ترجمہ: اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کی نازل کردہ کتاب کی طرف اور رسول کی طرف تو تم دیکھتے ہو منافقوں کو کہ وہ تم سے کنی کتراتے ہیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا
فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝
(النساء:65)

ترجمہ: پس (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑوں میں تجھے فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر وہ فیصلہ جو تُو کرے اس کی طرف سے اپنے دل میں کوئی تنگی تک محسوس نہ کریں بلکہ اسے خوش دلی سے قبول کرلیں۔

یہ تمام آیتیں اس امر میں بالکل صریح ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم خود ساختہ یا مسلمانوں کے مقرر کیے ہوئے قاضی و منصف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے تھے۔ تیسری آیت بتا رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے جج ہونے کی حیثیت الگ نہیں تھی بلکہ رسول ہی کی حیثیت میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم جج بھی تھے اور ایک مومن کا رسالت پر ایمان اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی اس حیثیت نہ مانے۔ چوتھی

NOT FOR SALE
perfect24u.com

آیت میں "ما انزل اللہ" (قرآن) اور رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم دونوں کا الگ الگ ذکر کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فیصلہ حاصل کرنے کے لیے دو مستقل مصادر ہیں، ایک قرآن مجید قانون کی حیثیت سے، دوسرے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم جج کی حیثیت سے، اور ان دونوں سے منہ موڑنا منافق کا کام ہے نہ کہ مومن کا۔ آخری آیت میں بالکل بے لاگ طریقہ سے کہہ دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو جو شخص جج کی حیثیت سے تسلیم نہیں کرتا وہ مومن ہی نہیں ہے، حتیٰ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دیے ہوئے فیصلے پر کوئی شخص اپنے دل میں بھی تنگی محسوس کرے تو اس کا ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

مشق

سوال 1: درج ذیل سوالات کے جواب تفصیل سے دیں۔

الف۔ قرآن مجید نے کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو انسانِ کامل اور قابلِ تقلید قرار دیا ہے۔ وضاحت کریں۔

ب۔ اسلامی اصول معیشت موجودہ معاشی بدحالی پر قابو پانے کے لیے کس طرح مددگار ثابت ہو سکتے ہیں؟ بحث کریں۔

ج۔ خطبہ حجۃ الوداع بنیادی انسانی حقوق کا سب سے اولین منشور ہے۔ مثالوں سے ثابت کریں۔

د۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا کردار بطور سپہ سالارِ فوج قلمبند کریں۔

ہ۔ ایک سربراہِ قوم/مملکت میں کون کون سے اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے وضاحت کریں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے شادی کا فیصلہ کیا تھا؟

ب۔ سچا اور ایماندار تاجر کیا مقام رکھتا ہے؟

ج۔ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کا کیا انجام ہوگا؟

د۔ کونسا جہاد اللہ تعالیٰ کو پسند ہے؟

ہ۔ "الحربُ خدْعَةٌ" سے کیا مراد ہے؟

و۔ بہترین قائد و امام میں کون سی خوبیاں ہوتی ہیں؟

سوال نمبر 3 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ لگا کر پر کریں۔

الف۔ "اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو تمام ________ کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔"

ب۔ "جس میں ________ نہیں، اس کا کوئی ایمان نہیں۔"

ج۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ________ غزوات میں شرکت کی۔

د۔ وہ جنگ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خود شرکت نہ کی ہو بلکہ اپنے کسی نمائندہ کو سپہ سالار بنا کر بھیجا ہو، اسے ________ کہتے ہیں۔

ہ۔ جنگِ احزاب میں ________ سے مدینہ کا دفاع کیا گیا۔

و۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک مسلمان سپاہی ________ کفار کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

ز۔ غزوۂ بدر میں ________، ________ کے حصے میں ایک ایک اونٹ آیا۔

ح۔ فتحِ خیبر کے موقع پر ہاتھ آنے والی زمین کو ________ سپاہیوں میں برابر تقسیم کیا گیا۔

ط۔ "مُثلہ" سے مراد ________ کی بے حرمتی ہے۔

ی۔ غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ________ کی تجویز کو قبول فرمایا۔

سرگرمی

طلباء معلم کی نگرانی میں "اسوہ حسنہ" کے موضوع پر گفتگو کریں۔

perfect24u.com

perfect24u.com

و۔ منتخب آیاتِ قرآن ۔ ترجمہ و تفسیر

سورۃ البقرۃ (آیت نمبر 255 - 266)

آیت نمبر 255

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾

ترجمہ: اللہ وہ معبود برحق ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہے سب کو تھامنے والا اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمیں میں ہے سب اسی کا ہے۔ کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے اس کی بادشاہی اور علم آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے۔ اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ ہے جلیل القدر ہے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.cm

تشریح:

یہ آیت، آیت الکرسی ہے، جو بڑی عظمت والی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم دریافت فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم جواب دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم ہی کو اس کا سب سے زیادہ علم ہے، آپ پھر یہی سوال کرتے ہیں، بار بار سوال پر جواب دیتے ہیں کہ آیت الکرسی۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں، اے ابوالمنذر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ تجھے تیرا علم مبارک کرے، اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس کی زبان ہوگی اور ہونٹ ہوں گے اور یہ بادشاہ حقیقی کی تقدیس بیان کرے گی اور عرش کے پایہ سے لگی ہوئی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں سورۃ بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآنِ مجید کی تمام آیتوں کی سردار ہے جس گھر میں وہ پڑھی جائے، وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور وہ آیت آیت الکرسی ہے۔ (شعب الایمان 2171، مستدرک حاکم 3026)

پہلے جملے میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان ہے کہ ساری مخلوق کا وہی ایک اللہ ہے، دوسرے جملے میں ہے کہ وہ خود زندہ ہے جس پر کبھی موت نہیں آئے گی، دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔ اس دنیا میں موجود تمام چیزیں اس کی محتاج ہیں اور وہ سب سے بے نیاز ہے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا، جیسے اور جگہ ہے

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ (الروم : 25)

یعنی اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنی مخلوق سے غافل اور بے خبر نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر شخص کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی مخلوق بھی اس کی حفاظت اور علم سے باہر نہیں ہے۔ اونگھ، غفلت، نیند اور بے خبری سے اس کی ذات مکمل پاک ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایک مرتبہ کھڑے ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانچ باتیں بتائیں فرمایا:

"اللہ تبارک و تعالیٰ سوتا نہیں نہ نیند اس کی ذات کے لائق ہے، وہ ترازو کا حافظ ہے، جس کے لیے چاہے جھکا دے، جس کے لیے چاہے نہ جھکائے۔ دن کے اعمال رات سے پہلے اور رات کے اعمال دن سے پہلے اس کی طرف لے جائے جاتے ہیں اس کے سامنے نور یا آگ کے پردے ہیں، اگر وہ ہٹ جائیں تو اس کے چہرے کی تجلیاں ان تمام چیزوں کو جلا دیں جن تک اس کی نگاہ پہنچے۔" (صحیح مسلم 463:)

پھر فرمایا کہ اللہ پر ان کی حفاظت بوجھ اور گراں نہیں بلکہ سہل اور آسان ہے۔ وہ ساری مخلوق کے اعمال پر خبردار،

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تمام چیزوں پر نگہبان ہے، کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں، تمام مخلوق اس کے سامنے حقیر، محتاج اور فقیر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے، وہ حمید ہے وہ جو کچھ چاہے کر گزرنے والا ہے، کوئی اس پر حاکم اور باز پرس کرنے والا نہیں، ہر چیز پر وہ غالب ہے اور ہر چیز کا محافظ اور مالک وہی ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں نہ اس کے سوائے کوئی خبر گیری کرنے والا، پالنے پوسنے والا ہے، وہ کبریائی والا اور فخر والا ہے اور وہی سب سے عالی مرتبہ اور بڑی شان والا ہے۔

آیت نمبر 256

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۟ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

ترجمہ: دین اسلام میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت صاف طور پر ظاہر اور گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔ تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے۔

تشریح:

آیت مبارکہ میں دین سے مراد دین توحید اور دین اسلام ہے۔ یعنی وہ پورا نظام زندگی جس کی بنیاد عقیدہ توحید ہے۔ آیت کا مفہوم ہے کہ اسلام کا یہ اعتقادی اور اخلاقی و عملی نظام کسی پر زبردستی نہیں ٹھونسا جا سکتا۔ یہ ایسی چیز ہی نہیں جو کسی کے سر جبراً منڈھی جاسکے۔

طاغوت:

طاغوت عربی زبان میں ہر اس شخص کو کہا جائے گا جو اپنی جائز حدود سے تجاوز کر گیا ہو۔ قرآن کی اصطلاح میں

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

طاغوت سے مراد وہ بندہ ہے جو بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خدائی کا دعویٰ کرے اور خدا کے بندوں سے اپنی بندگی کرائے۔ علاوہ ازیں آیت میں طاغوت سے مراد ہر باطل قوت، غلط نظریہ، باطل نظام، شیطان اور باطل الٰہ ہیں جن کی لوگ اللہ کے مقابل پرستش اور عبادت کریں۔ اور اعتصام بالحق ایسا مضبوط سہارا اور قوی وسیلہ ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں کیونکہ یہ سہارا اللہ تعالیٰ کا ہے جو سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

اسلام میں جبر نہیں

یعنی صحیح بات تو وہی ہے جس کی طرف اسلام دعوت دے رہا ہے اور اس نے غلط گمراہ کن خیالات کو بھی چھانٹ کر الگ کر دیا ہے۔ تاکہ حق و باطل کے درمیان امتیاز واضح ہو جائے۔ اب اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مسلمانوں کی کوشش تو یہی ہے کہ دنیا اسلام کی دعوت حق کو قبول کرلے لیکن اس معاملہ میں جبر کسی پر نہیں کیا گیا جس کا جی چاہے وہ دلائل کی بنیاد پر اسے قبول کرلے۔ اور جو نہ چاہے وہ اس کی قبولیت پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ البتہ جو اسلام قبول کرلیں اور پھر اس نظام کے خلاف چلیں تو ان پر اسلامی حکومت جبر کر سکتی ہے۔

انبیاء کرام علیھم السلام کی ذمہ داری

ایک اور جگہ دعوتِ حق کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا

''اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ! نصیحت کیے جاؤ، تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں۔ (الغاشیہ:21-22)

یہی بات قرآن نے متعدد بار کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے جتنے انبیاء کرام مبعوث فرمائے ان سب کی ذمہ داری بس اتنی ہی تھی کہ وہ پیغام پہنچا دیں۔

رواداری: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثال

اس معاملہ میں رواداری کی بہترین مثال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام وسق رومی کا واقعہ ہے۔ وہ خود کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کا غلام تھا وہ مجھ سے کہا کرتے تھے ''مسلمان ہو جا، اگر اسلام قبول کرلے تو میں تجھے مسلمانوں کی امانت کا کوئی کام سونپ دوں گا۔ کیونکہ میرے لیے یہ روا نہیں کہ غیر مسلموں کو مسلمانوں کی امانت کے کام پر متعین کر دوں۔'' مگر میں نے اسلام قبول نہ کیا۔ اس پر وہ کہا کرتے **لا اکراہ فی الدین** پھر جب ان کی وفات کا وقت آن پہنچا تو انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور کہا ''تمہارا جہاں جی چاہے چلے جاؤ''۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

دل آزاری

آزادیٔ عقیدہ کے معاملہ میں اسلام نے صرف یہی ہدایت نہیں دی کہ تم کسی پر جبر نہ کرو بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ کرو۔ اس کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہو۔ مذہبی بحث و مباحث میں اکثر لوگ احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے مخالف کے عقائد کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں اور ان کے معبودوں کے ساتھ ان کی مقدس اور بزرگ ہستیوں کو بھی برا بھلا کہنے لگتے ہیں۔ اس سے منع فرمایا گیا ہے۔

الغرض آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور تبلیغ اسلام کے بارے میں قاعدہ کلیہ کی شکل میں واضح کر دیا کہ اسلام میں کسی قسم کا جبر یا سختی نہیں۔ جمہور مفسرین اور فقہاء کا اتفاق ہے کہ کسی بھی اسلامی ملک میں کسی غیر مسلم کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ بلکہ اہل اسلام کے کردار اعلیٰ اخلاق، عدل، حسن عمل اور رواداری نے مظلوم و محروم طبقات کے دلوں کو مسخر کیا اور وہ خوش دلی سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آیت نمبر 257

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ۬ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا دوست اللہ ہے کہ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں کہ ان کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ اہل دوزخ ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تشریح:

اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ اس کی رضامندی کے طلبگار کو وہ سلامتی کی رہنمائی کرتا ہے اور کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر نورِ حق کی صاف روشنی میں لا کھڑا کرتا ہے، کفار کے ولی شیاطین ہیں جو جہالت، ضلالت اور کفر و شرک کو مزین کر کے انہیں ایمان اور توحید سے روکتے ہیں اور یوں نورِ حق سے ہٹا کر باطل کے اندھیروں میں جھونک دیتے ہیں، یہی کافر ہیں اور یہ ہمیشہ دوزخ میں ہی پڑے رہیں گے۔

لفظ نور کو واحد لانا اور ظلمات کو جمع لانا اس لیے ہے کہ حق اور ایمان اور سچا راستہ ایک ہی ہے اور کفر کی کئی قسمیں ہیں، کافروں کی بہت سی شاخیں ہیں جو سب کی سب باطل اور ناحق ہیں جیسے ایک اور جگہ ہے وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ' میری سیدھی راہ یہی ہے تم اس کی تابعداری کرو۔ اور راستوں پر نہ چلو ورنہ اس راہ سے بھٹک جاؤ گے۔ یہ وصیت تمہیں تمہارے بچاؤ کے لیے کر دی اور جگہ ہے وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ اور بھی اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حق ایک ہی ہے اور باطل میں تفرق و انتشار ہے، حضرت ایوب بن خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اہل ھویٰ یا اہل فتنہ کھڑے کئے جائیں گے، جس کی چاہت صرف ایمان ہی کی ہو وہ تو روشن، صاف اور نورانی ہوگا اور جس کی خواہش کفر کی ہو، وہ سیاہ اور اندھیروں والا ہوگا۔ پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

آیت نمبر 258

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ
رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ
بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا
یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ

ترجمہ: بھلا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو اس غرور کے سبب سے کہ اللہ نے اس کو سلطنت بخشی تھی ابراہیم علیہ السلام

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

سے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرا پروردگار تو وہ ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے وہ بولا کہ زندگی اور موت تو میں بھی دے سکتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اسے مغرب سے نکال دیجئے یہ سن کر وہ کافر ہکا بکا رہ گیا۔ اور اللہ بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

تشریح:

وہ شخص جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مکالمہ ہوا وہ نمرود تھا۔ جو عراق کا بادشاہ تھا اور جس کی حکومت دور دراز تک پھیلی ہوئی تھی۔ حکومت و اقتدار کے نشہ میں اس نے اپنے مالکِ حقیقی کو بھلا دیا اور خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب شرک و الحاد کے خلاف جہاد شروع کیا اور اس مٹی کے ناچیز پتلے کو رب ماننے سے صاف انکار کر دیا تو نمرود نے سرِ مجلس آپ علیہ السلام سے آپ کے رب کے متعلق دریافت کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میرا رب تو وہ ہے جو ہر چیز کو زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے۔ نمرود نے کہا کہ یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے دو آدمی بلائے۔ ان میں سے ایک وہ تھا جس کے قتل کرنے کا حکم صادر ہو چکا تھا اور دوسرا بے گناہ تھا۔ اس نے بے گناہ کو قتل کر دیا اور واجب القتل کو رہا کر دیا اور اس طرح حقیقت ناشناسوں کے سامنے اپنی جھوٹی خدائی کی لاج رکھ لی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک اور بھرپور وار کیا کہ موت و حیات کا پیدا کرنا تو تیرے مقدور میں نہیں اے ربوبیت کے جھوٹے مدعی تو اس سے سہل کام ہی کر دکھا جو ایک متحرک جسم کی حرکت کو بدلنا ہے۔ یہ بھی نہ کر سکے تو پھر ربوبیت کا دعویٰ کس منہ سے کرتا ہے۔

آیت نمبر 259

اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: کیا اسی طرح اس شخص کو نہیں دیکھا جس کا ایک بستی پر جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی گزر ہوا تو اس نے کہا کہ اللہ اس کے باشندوں کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا۔ تو اللہ نے اس کی روح قبض کر لی اور سو برس تک اس کو مردہ رکھا پھر اس کو جلا اٹھایا اور پوچھا تم کتنا عرصہ مرے پڑے رہے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ اللہ نے فرمایا نہیں بلکہ سو برس مرے رہے ہو۔ اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ اتنی مدت میں مطلق سڑی بسی نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو جو مرا پڑا ہے غرض ان باتوں سے یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لیے اپنی قدرت کی نشانی بنائیں اور ہاں گدھے کی ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم ان کو کسطرح جوڑے دیتے اور ان پر کس طرح گوشت پوست چڑھائے دیتے ہیں۔ جب یہ واقعات اس کے مشاہدے میں آئے تو بول اٹھا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تشریح:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے اوپر جو واقعہ گزرا، اس پر اس کا عطف ہے، جیسا کہ مشہور ہے یہ گزرنے والے یا تو حضرت عزیر علیہ السلام تھے یا بنی اسرائیل کا کوئی اور شخص تھا۔ یہ بستی بیت المقدس تھی اور یہی قول مشہور ہے۔ بخت نصر نے جب اسے اجاڑا، یہاں کے باشندوں کو تہہ تیغ کیا، مکانات گرادیے اور اس آباد بستی کو بالکل ویرانہ کر دیا، اس کے بعد یہ بزرگ یہاں سے گزرے، انہوں نے دیکھا کہ ساری بستی تہہ و بالا ہوگئی ہے، نہ مکان ہیں نہ مکین تو وہاں ٹھہر کر سوچنے لگے کہ بھلا ایسا بڑا پر رونق شہر جو اس طرح اجڑا ہے، یہ پھر کیسے آباد ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے خود ان پر موت نازل فرمائی۔ یہ تو اسی حالت میں رہے اور وہاں ستر سال کے بعد بیت المقدس پھر آباد ہوگیا۔ بھاگے ہوئے بنی اسرائیل پھر آپہنچے اور شہر کچھا کھچ بھر گیا۔ وہی اگلی سی رونق اور چہل پہل ہوگئی۔ اب سو سال کامل کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا اور سب سے پہلے روح آنکھوں میں آئی تاکہ اپنے جی اٹھنے کو دیکھ سکیں، جب سارے بدن میں روح پھونک دی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعہ پُچھوایا کہ کتنی مدت تک تم مردہ رہے؟ جس کے جواب میں کہا کہ ابھی تو ایک دن بھی پورا نہیں ہوا۔

وجہ یہ ہوئی کہ صبح کے وقت ان کی روح نکلی تھی اور سو سال کے بعد جب جئے ہیں تو شام کا وقت تھا۔ خیال کیا کہ یہ وہی دن ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ایک سو سال کامل تک مردہ رہے۔ اب ہماری قدرت دیکھو کہ تمہارا توشہ جو تمہارے ساتھ تھا، باوجود سو سال گزر جانے کے بھی ویسا ہی ہے، نہ سڑا نہ خراب ہوا، یہ توشہ انگور، انجیر اور عصیر تھا نہ تو یہ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

شیرہ بگڑا نہ انجیر کھٹے ہوئے نہ انگور خراب ہوئے بلکہ ٹھیک اپنی اصلی حالت پر تھے، اب فرمایا یہ تیرا گدھا جس کی بوسیدہ ہڈیاں تیرے سامنے پڑی ہیں، انہیں دیکھ تیرے دیکھتے ہوئے ہم اسے زندہ کرتے ہیں۔ ہم خود تیری ذات کو لوگوں کے لیے دلیل بنانے والے ہیں کہ انہیں قیامت کے دن اپنے دوبارہ جی اٹھنے پر یقین کامل ہو جائے، چنانچہ ان کے دیکھتے ہوئے ہڈیاں اٹھیں اور ایک ایک کے ساتھ جڑیں۔

یہ ہڈیاں ان کے دائیں بائیں پھیلی پڑی تھیں اور بوسیدہ ہونے کی وجہ سے ان کی سفیدی چمک رہی تھی، ہوا سے یہ سب یکجا جمع ہو گئیں۔ پھر ایک ایک ہڈی اپنی اپنی جگہ جڑ گئی اور ہڈیوں کا پورا ڈھانچہ قائم ہو گیا جس پر گوشت مطلق نہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے گوشت، رگیں، پٹھے اور کھال پہنا دی، پھر فرشتے کو بھیجا جس نے اس کے نتھنے میں پھونک ماری، بس اللہ کے حکم سے اسی وقت زندہ ہو گیا اور آواز نکالنے لگا، ان تمام باتوں کو حضرت عزیر علیہ السلام دیکھتے رہے اور قدرت کی یہ ساری کاریگری ان کی آنکھوں کے سامنے ہی ہوئی، جب یہ سب کچھ دیکھ چکے تو کہنے لگے اس بات کا علم تو مجھے تھا ہی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے لیکن اب میں نے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لیا تو میں اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے زیادہ علم و یقین والا ہوں۔ بعض لوگوں نے اَعْلَمُ کو اِعْلَمْ بھی پڑھا ہے، یعنی اللہ مقتدر نے فرمایا کہ جان لے کہ اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے۔

آیت نمبر 260

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰىؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًاؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۠

ترجمہ: اور جب ابراہیم نے اللہ سے عرض کیا کہ اے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔ اللہ نے فرمایا کیا تم نے اس بات کا یقین نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن میں دیکھنا اس لیے چاہتا ہوں کہ میرا دل اطمینان کامل حاصل کر لے فرمایا کہ چار پرندے لے لو پھر ان کو اپنے سے مانوس کر لو اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھ دو پھر ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے اور جان لو کہ اللہ غالب ہے صاحب حکمت ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تشریح:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال کی بہت سی وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ چونکہ یہی دلیل آپ علیہ السلام نے نمرود مردود کے سامنے پیش کی تھی تو آپ علیہ السلام نے چاہا کہ علم الیقین سے عین الیقین حاصل ہوجائے یعنی آپ علیہ السلام نے فرمایا میں جانتا تو ہوں ہی لیکن دیکھ بھی لوں۔ اب رب العالمین، خالق کل فرماتا ہے کہ چار پرندے لے لو پھر انہیں کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو۔

پس ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے لے کر اپنے پاس رکھ لیے۔ جب خوب مانوس ہوگئے تو ان چاروں کو ذبح کر کے ہڈیوں اور پروں سمیت ان کا خوب قیمہ سا کر کے اس کے کئی حصے کر دیئے اور مختلف پہاڑوں پر اس قیمے کا ایک ایک حصہ رکھ دیا اور سب پرندوں کے سر اپنے ہاتھ میں رکھے پھر بحکم اللہ انہیں بلانے لگے جس جانور کو آواز دیتے اس کے بکھرے ہوئے پر ادھر ادھر سے اڑتے اور آپس میں جڑتے۔ اسی طرح خون خون کے ساتھ ملتا اور باقی اجزا بھی جس جس پہاڑ پر ہوتے آپس میں مل جاتے اور پرندہ اڑتا ہوا آپ علیہ السلام کے پاس آتا، آپ اسے دوسرے پرندے کا سر دیتے تو وہ قبول نہ کرتا، خود اس کا سر دیتے تو وہ بھی جڑ جاتا، یہاں تک کہ ایک ایک کر کے یہ چاروں پرندے زندہ ہو کر اڑ گئے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مردوں کے زندہ ہونے کا یہ ایمان افروز نظارہ خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

آیت نمبر 261

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۞

ترجمہ: جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں۔ اور اللہ جس کے اجر کو چاہتا ہے اور زیادہ کرتا ہے اور اللہ کشائش والا ہے سب کچھ جاننے والا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تشریح:

اس آیت میں بیان ہو رہا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنے مال کو خرچ کرے اسے بڑی برکتیں اور بہت بڑے ثواب ملتے ہیں اور نیکیاں سات سو گنا کر دی جاتی ہیں، تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں یعنی اللہ کی فرماں برداری میں جہاد کے گھوڑے پالنے میں، ہتھیار خریدنے میں، حج کرنے کرانے میں خرچ کرتے ہیں۔ اللہ کے نام دیے ہوئے کی مثال کس پاکیزگی سے بیان ہو رہی ہے جو آنکھوں کو اچھا لگے اور دل میں گھر کر جائے، ایک دم یوں فرما دینا کہ اس کے بدلے سات سو ملیں گے، اس سے بہت زیادہ لطافت اس مثال میں ہے اور پھر اس میں اشارہ ہے کہ اعمال صالحہ اللہ کے پاس بڑھتے رہتے ہیں جس طرح تمہارے بوئے ہوئے بیج کھیت میں بڑھتے رہتے ہیں۔ مسند احمد میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اپنی بچی ہوئی چیز فی سبیل اللہ دیتا ہے، اسے سات سو کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص اپنی جان پر اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے، اسے دس گنا ملتا ہے اور بیمار کی عیادت کا ثواب بھی دس گنا ملتا ہے، روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اسے خراب نہ کرے، جس پر کوئی جسمانی بلا، مصیبت، دکھ، بیماری آئے وہ اس کے گناہوں کو جھاڑ دیتی ہے۔

آیت نمبر262

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

ترجمہ: جو لوگ اپنا مال اللہ کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا کسی پر احسان رکھتے ہیں اور نہ کسی کو تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس ہے اور قیامت کے روز نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تشریح:

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ان بندوں کی مدح و تعریف کرتا ہے جو خیرات و صدقات کرتے ہیں اور پھر جسے دیتے ہیں اس پر احسان نہیں جتاتے نہ ہی اپنے زبان یا اپنے فعل سے اس شخص کو کوئی نقصان پہنچاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے ایسے جزائے خیر کا وعدہ فرماتا ہے کہ ان کا اجر وثواب رب دوعالم کے ذمہ ہے۔ ان پر قیامت کے دن کوئی ہول اور خوف و خطر نہ ہوگا اور نہ دنیا اور بال بچے چھوٹ جانے کا انہیں کوئی غم و رنج ہوگا، اس لیے کہ وہاں پہنچ کر اس سے بہتر چیزیں انہیں مل چکی ہیں۔

آیت نمبر263

قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ يَّتۡبَعُهَاۤ اَذًى ‌ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيۡمٌ ۝

ترجمہ: جس خیرات دینے کے بعد لینے والے کو ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور درگزر کرنا بہتر ہے اور اللہ بے نیاز ہے بردبار ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کلمہ خیر زبان سے نکالنا، کسی مسلمان بھائی کے لیے دعا کرنا، درگزر کرنا اور خطا کار کو معاف کردینا اس صدقے سے بہت بہتر ہے جو لینے والے کے لئے باعثِ ایذا بنے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ وسلم فرماتے ہیں کوئی صدقہ نیک کام سے افضل نہیں، کیا تم نے فرمانِ باری **قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ** الخ نہیں سنا، **اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز ہے** اور ساری مخلوق اس کی محتاج ہے، وہ حلیم و بردبار ہے۔ گناہوں کو دیکھتا ہے اور حلم و کرم کرتا ہے بلکہ معاف فرمادیتا ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات چیت نہ کرے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہیں، ایک تو دے کر احسان جتانے والا، دوسرا ٹخنوں سے نیچے پاجامہ اور تہبند لٹکانے والا، تیسرا اپنے سودے کو جھوٹی قسم کھا کر بیچنے والا۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ ماں باپ کا نافرمان، خیرات صدقہ کرکے احسان جتانے والا، شرابی اور تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

آیت نمبر 264

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: مومنو! اپنے صدقات و خیرات احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھاوے کے لیے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روزِ آخر پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کے مال کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔ اسی طرح یہ ریاکار لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اور اللہ ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

تشریح:

اس آیت کریمہ میں ایک تو یہ کہا گیا ہے کہ صدقہ و خیرات کر کے احسان جتلانا اور تکلیف دہ باتیں کرنا، اہل ایمان کا شیوہ نہیں، بلکہ ان لوگوں کا وطیرہ ہے جو منافق ہیں اور ریاکاری کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ دوسرے، ایسے خرچ کی مثال صاف چٹان کی سی ہے جس پر کچھ مٹی ہو، کوئی شخص پیداوار حاصل کرنے کے لیے اس میں بیج بو دے لیکن بارش کا ایک جھٹکا پڑتے ہی وہ ساری مٹی اس سے اتر جائے اور وہ پتھر مٹی سے بالکل صاف ہو جائے۔ یعنی جس طرح بارش اس پتھر کے لیے نفع بخش ثابت نہیں ہوئی، اسی طرح ریاکار کو بھی اس کے صدقہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

آیت نمبر 265

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۲۶۵﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو جب اس پر زور کا مینہ پڑے تو دگنا پھل لائے پھر اگر مینہ نہ بھی پڑے تو خیر پھوار ہی سہی اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے یہ مثال مومنوں کے صدقات کی دی جن کی نیتیں اللہ کو خوش کرنے کی ہوتی ہیں اور جزائے خیر ملنے کا بھی پورا یقین ہوتا ہے۔ رَبْوَہ کہتے ہیں اونچی زمین کو جہاں نہریں بہتی ہیں۔ اس لفظ کو بِرُبْوَۃٍ اور بِرِبْوَۃٍ بھی پڑھا گیا ہے۔ وَابِلٌ کے معنی سخت بارش کے ہیں۔ وہ دوگنا پھل لاتی ہے یعنی بہ نسبت دوسرے باغوں کی زمین کے۔ یہ باغ ایسی جگہ واقع ہے کہ بالفرض بارش نہ بھی ہو تاہم صرف شبنم سے ہی پھلتا پھولتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ موسم خالی جائے، اسی طرح ایمانداروں کے اعمال کبھی بھی بے اجر نہیں رہتے۔ وہ ضرور بدلہ دلواتے ہیں، ہاں اس جزا میں فرق ہوتا ہے جو ہر ایماندر کے اخلاص اور نیک کام کی اہمیت کے اعتبار سے بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر اپنے بندوں میں سے کسی بندے کا کوئی عمل مخفی اور پوشیدہ نہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

آیت نمبر 266

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ

ترجمہ: بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور اس میں اس کے لیے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور اسے بڑھاپا آ پکڑے اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں تو ناگہاں اس باغ پر آگ کا بھرا ہوا بگولا چلے پس وہ جل جائے اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم سوچو اور سمجھو۔

تشریح:

صحیح بخاری میں ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا، جانتے ہو کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے کہا اللہ زیادہ جاننے والا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے ناراض ہو کر فرمایا تم جانتے ہو یا نہیں۔ اس کا صاف جواب دو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا امیر المومنین میرے دل میں ایک بات ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھتیجے کہو اور اپنے نفس کو حقیر نہ کرو، فرمایا ایک عمل کی مثال دی گئی ہے۔ پوچھا کون سا عمل؟ کہا ایک مالدار شخص جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے کام کرتا ہے۔ پھر شیطان اسے بہکاتا ہے اور وہ گناہوں میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنے نیک اعمال کو کھو دیتا ہے۔ پس یہ روایت اس آیت کی پوری تفسیر ہے۔ اس میں بیان ہو رہا ہے کہ ایک شخص نے ابتدا میں اچھے عمل کیے پھر اس کے بعد اس کی حالت بدل گئی اور برائیوں میں پھنس گیا اور پہلے کی نیکیوں کا ذخیرہ برباد کر دیا اور آخری وقت جبکہ نیکیوں کی بہت زیادہ ضرورت تھی، یہ خالی ہاتھ رہ گیا۔ جس طرح ایک شخص ہے جس نے باغ لگایا اور پھل حاصل کرتا رہا لیکن جب بڑھاپے کو پہنچا، تو بچے بھی چھوٹے ہیں اور خود بھی کسی کام کاج کے قابل بھی نہیں ہے۔ اب مدارِ زندگی صرف وہ باغ ہے، اتفاقاً آندھی چلی، اس میں آگ بھی تھی اور وہ ہرا بھرا باغ پل بھر میں راکھ ہو گیا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

اسی طرح یہ شخص ہے کہ پہلے تو نیکیاں کرلیں۔ پھر برائیوں پر اتر آیا اور خاتمہ اچھا نہ ہوا تو جب ان نیکیوں کے بدلے کا وقت آیا تو خالی ہاتھ رہ گیا۔ کافر شخص بھی جب اللہ کے پاس جاتا ہے تو وہاں کچھ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، بالکل اس بڈھے کی طرح آخری عمر میں آگ والی آندھی نے اس کا سب کچھ برباد کردیا۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ایک دعا یہ بھی تھی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِکَ عَلَیَّ عِنْدَ کِبَرِ سِنِّیْ وَانْقِضَاءِ عُمْرِیْ اے اللہ اپنی روزی کو سب سے زیادہ مجھے اس وقت عنایت فرما جب میری عمر بڑی ہو جائے اور ختم ہونے کو آئے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے یہ مثالیں بیان فرمادیں، تم بھی غور وفکر، تدبر وتفکر کرو، سوچو سمجھو اور عبرت ونصیحت حاصل کرو۔

مشق

سوال نمبر 1: درج ذیل سوالات کے جواب تفصیل سے دیں۔

الف۔ آیتِ الکرسی کی مکمل تفسیر پیش کریں۔

ب۔ ''اسلام میں کوئی جبر نہیں'' اس جملے کو قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کریں۔

ج۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی مثال سورۃ البقرہ کی روشنی میں دیں۔

د۔ ''نرم لہجے میں بات کرنا صدقہ ہے'' اس بیان کی وضاحت قرآنی آیت کے حوالے سے دیں۔

سوال نمبر 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا کیسا ہے؟

ب۔ دکھاوے کے لیے مال خرچ کرنے والوں کے لیے کیا وعید ہے؟

ج۔ ابنِ ماجہ کی حدیث کے مطابق کون کون لوگ جنت میں داخل ہوں گے؟

د۔ حدیث شریف کی رو سے کن تین طرح کے لوگوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات چیت نہیں کرے گا؟

ہ۔ ضرورت سے زائد بچی ہوئی چیز خیرات کرنے کا ثواب کیا ہے؟

و۔ نمرود نے اپنی جھوٹی خدائی کا دعویٰ کس طرح ثابت کرنے کی کوشش کی؟

ز۔ آیت الکرسی کی کوئی سے تین برکات لکھیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

سوال نمبر 3: مناسب الفاظ لگا کر خالی جگہیں پر کریں۔

الف۔ قرآنِ مجید کی تمام آیات کی سردار ______ ہے۔

ب۔ اپنی جائز حدود سے تجاوز کرنے والے کو ______ ہیں۔

ج۔ نمرود ______ کا بادشاہ تھا۔

د۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ مارنے کے بعد ______ سال بعد دوبارہ زندہ کیا۔

ہ۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا ثواب ______ گنا ملتا ہے۔

سرگرمی

معلم / معلّمہ، طلباء / طالبات سے کہے کہ کون کونسے پھل کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ اُن کو بیان کریں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

باب دوم

حدیث

تدریسی مقاصد

اس سبق کے پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ چند مشہور کتب حدیث اور منتخب اصطلاحات حدیث کا تعارف کر سکیں۔

۲۔ حدیث کے متن کا مطالعہ کر سکیں اور ان کی جامعیت اور بلاغت سے واقف ہو سکیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

حدیث

حدیث کے لغوی معنی ہیں: (۱) نئی بات، نئی چیز (۲) بات چیت، گفتگو، بیان، ذکر اور قصہ شرعی اصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحابہٖ وسلّم کے قول و فعل صفت اور تقریر کو "حدیث" کہتے ہیں۔ حدیث بیان کرنے والے یا حدیث کا علم رکھنے والے کو "محدّث" کہتے ہیں۔

خبر: "خبر" کے لغوی معنی ہیں: (۱) اطلاع، آگاہی، واقفیت (۲) پتا، سراغ (۳) پیغام۔ شرعی اصطلاح میں جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحابہٖ وسلّم کے علاوہ کسی دوسرے سے مروی ہو، اسے "خبر" کہتے ہیں۔ "خبر" بیان کرنے والے کو اخباری کہتے ہیں "خبر" کو "اثر" بھی کہتے ہیں۔

حدیث اور خبر میں فرق

۱۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحابہٖ وسلّم سے مروی ہوتی ہے جب کہ "خبر" کسی غیر سے مروی ہوتی ہے۔

۲۔ حدیث کا درجہ بلند اور معتبر ہے جب کہ خبر کا درجہ حدیث کے مقابلہ میں کمتر ہے۔

۳۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحابہٖ وسلّم کی زبانی ہوتی ہے جبکہ خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی زبانی ہوتی ہے۔

جمہور علمائے حدیث و اصول حدیث کے نزدیک "حدیث" اور "خبر" ہر دو الفاظ ہم معنی ہیں۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ جو حدیث ہے وہ "خبر" ہے لیکن "خبر" کے لیے "حدیث" ہونا ضروری نہیں۔ یعنی خاص حدیث خاص ہے اور خبر عام۔ ہر حدیث کو خبر کہا جاسکتا ہے لیکن ہر خبر حدیث نہیں ہوتی۔ تاہم عام طور پر حدیث اور خبر میں فرق نہیں کیا جاتا۔

راویوں کے لحاظ سے حدیث کی اقسام

بلحاظ عدد رواۃ حدیث (خبر) کی چار اقسام ہیں:

(۱) خبر متواتر (۲) خبر مشہور (۳) خبر عزیز (۴) خبر غریب

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

خبر متواتر

خبر یا حدیث متواتر وہ حدیث ہے جس میں مندرجہ ذیل چار شرائط پائی جائیں:

ا۔ جس کو ایک کثیر تعداد روایت کرے۔ مختار یہ ہے کہ کم از کم دس اشخاص اس کو روایت کریں۔

۲۔ کثرت کی یہ تعداد اول سے آخر سند تک تمام طبقات میں ہو۔

۳۔ عادۃً ان کا جھوٹ پر اتفاق محال ہو۔

۴۔ ان کی خبر کا مدار جس پر ہو یعنی وہ یوں کہیں (ہم نے سنا، ہم نے دیکھا وغیرہ) محض خیال اور عقل کے اعتماد پر نہ ہو۔

"خبر متواتر" سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے اور اس کو قطعی صحت کی حامل قرار دیا جاتا ہے چنانچہ اس کی سند پر جرح و تنقید نہیں ہوتی ہے۔

خبر مشہور

محدثین کی اصطلاح میں خبر مشہور سے مراد وہ حدیث یا روایت ہے جسے بیان کرنے والے تین یا زیادہ ہوں اور یہ تعداد تمام طبقات میں اسی طرح قائم رہے لیکن متواتر کی حد کو نہ پہنچے۔

حدیث مشہور کی ایک اور قسم بھی ہے جس کو مشہور عام کہا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ "مشہور" اس خبر کو بھی کہتے ہیں جو زبان زد خلائق ہو، اگرچہ کوئی ایک سند بھی نہ ہو۔

خبر عزیز

"خبر عزیز" وہ ہے کہ ہر طبقہ میں اس کے کم از کم دو راوی ہوں۔ باقی اگر کسی مقام میں دو سے زیادہ ہوں تو مضائقہ نہیں۔ بعض محدثین نے "خبر عزیز" کو "خبر صحیح" بھی کہا ہے۔

خبر غریب

خبر غریب وہ ہے جس کی اسناد میں کسی جگہ صرف ایک راوی ہو، جس کے ساتھ کوئی شریک نہ ہو۔ خبر غریب کو "الفرد" بھی کہتے ہیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

خبر مقبول

''خبر مقبول'' وہ حدیث ہے جو درایت و روایت کے اصولوں پر پوری اترتی ہو اور اس پر عمل کیا جاسکے۔ بالفاظ دیگر ''خبر مقبول'' خبر واحد کی ایک قسم ہے۔

اقسام خبر بلحاظ اسناد

سند راویوں کی اس کڑی کو کہا جاتا ہے جو حدیث کے متن تک پہنچنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

بلحاظ اسناد خبر کی تین اقسام ہیں:

(ا) مرفوع　　(۲) موقوف　　(۳) مقطوع

ا۔ **مرفوع:** محدثین کے نزدیک وہ قول، فعل، تقریر یا صفت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی طرف منسوب ہو اور اسے کوئی صحابی بیان کرے حدیث مرفوع کہلاتی ہے۔ اس کی چار اقسام ہیں۔ مرفوع قولی، مرفوع فعلی، مرفوع تقریری اور مرفوع وصفی۔

۲۔ **موقوف:** وہ قول، فعل یا تقریر جو صحابی کی طرف منسوب ہو، اسے ''خبر موقوف'' یا ''اثر'' کہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ایسی حدیث جس میں سلسلہ سند کسی صحابی پر ختم ہوتا ہے ''موقوف'' ہے۔

۳۔ **مقطوع:** وہ قول یا فعل جو کسی تابعی یا اس سے پہلے کسی شخص کی طرف منسوب ہو، مقطوع کہلاتا ہے۔

اقسام خبر بلحاظ اتصال سند

سند کے متصل و غیر متصل ہونے کے لحاظ سے خبر کی تین اقسام ہیں

(ا) خبرِ متصل　　(۲) خبرِ منقطع　　(۳) خبرِ مرسل

خبرِ متصل: ایسی حدیث جس کے تمام راوی ایک دوسرے سے متصل (ملے ہوئے) ہوں، اسے ''خبر متصل'' کہتے ہیں۔

خبرِ منقطع: وہ حدیث جس کے سلسلہ اسناد میں سے ایک راوی ساقط ہو اسے خبر منقطع کہتے ہیں۔

خبرِ مرسل: وہ حدیث جس میں راویوں کا سقوط آخر سند پر واقع ہو یعنی تابعی کے بعد کسی صحابی کا ذکر نہ ہو، اسے ''حدیث مرسل'' کہتے ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

خبرِ مردود:

جو حدیث روایت اور درایت کے اصولوں پر ٹھیک نہ اترے اسے ''خبر مردود'' کہتے ہیں۔ اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

خبر مردود دو وجوہات کے باعث رد کی جاتی ہے:

۱۔ جس کی اسناد سے ایک یا متعدد راوی ساقط ہوں۔

۲۔ جس حدیث کے کسی راوی پر بلحاظ دیانت یا ضبط طعن کیا گیا ہو۔

حدیث موضوع

محدثین کی اصطلاح میں اس کی تعریف یوں کی جاتی ہے ''وہ جھوٹی، مصنوعی اور خود ساختہ بات جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو، حدیث موضوع کہلاتی ہے۔''

شناخت کے اصول

حدیث موضوع کی شناخت کے پانچ اصول ہیں:

۱۔ موضوع حدیث وضع کرنے والا خود اعتراف کرے کہ اس نے یہ حدیث وضع کی ہے۔

۲۔ علمِ نحو کے اعتبار سے یا معنی و مفہوم کے اعتبار سے حدیث میں کوئی خرابی نظر آئے۔ جس حدیث میں ایسی خرابی نظر آئے اس کے موضوع ہونے پر اس لیے حکم لگایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم افصح العرب تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے اس قسم کی غلطی کا سرزد ہونا ناممکن ہے۔

۳۔ اگر کوئی حدیث عقلِ سلیم یا حس و مشاہدہ کے خلاف ہو اور اس میں تاویل بھی نہ ہو سکے تو ایسی حدیث موضوع قرار دی جائے گی۔

۴۔ ایسی حدیث جس میں بالکل معمولی سی بات مثلاً فعل مستحب کرنے پر بہت زیادہ اجر کا وعدہ کیا گیا ہو اور معمولی سی بات مثلاً فعل مکروہ کے سرزد ہو جانے سے جہنم کی وعید سنائی گئی ہو اسے موضوع قرار دیا جائے گا۔

۵۔ جس شخص کی دروغ گوئی اور بے دینی ثابت ہو اور وہ محض اپنے خیالات و نظریات کی تائید کرنے کے لیے بیباکانہ احادیث وضع کرتا ہو تو اس کی روایت کردہ احادیث کو موضوع قرار دیا جائے گا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

روایت

حدیث بیان کرنے کو روایت کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ لفظ حدیث کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

درایت

درایت کے لفظی معنی ہیں: عقل، دانش، سمجھ۔
کسی حدیث کو منطقی اصولوں، عقل، قرائن یا تاریخ اور دوسری شہادتوں کے ذریعہ پرکھنا کہ وہ ان کے خلاف نہ جاتی ہو۔ تحقیق حدیث کا یہ طریقہ درایت کہلاتا ہے۔

روایت لفظی

کسی حدیث کو لفظ بہ لفظ بیان کرنا روایت بالالفاظ یا روایت لفظی کہلاتا ہے۔

روایت معنوی

اگر کسی حدیث کے مفہوم کو راوی اپنے لفظوں میں بیان کرے تو اسے روایت بالمعنی یا روایت معنوی کہتے ہیں۔

راوی

حدیث بیان کرنے والا ''راوی'' کہلاتا ہے۔

مروی

جو حدیث بیان کی جائے اسے ''مروی'' کہتے ہیں۔ مروی کی جمع مرویات ہے۔

مروی عنہ

جس شخص سے حدیث بیان کی جائے وہ ''مروی عنہ'' کہلاتا ہے۔

واسطہ

درمیانی راوی کو ''واسطہ'' کہتے ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ضبط

کسی حدیث کو صحیح طور پر یاد رکھنے یا اس کا مفہوم صحیح طور پر ادا کرنے کو "ضبط" کہتے ہیں۔

تدوین حدیث۔ اولین مجموعے

تیسری صدی کے نصف دوم میں بعض محدثین نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ ہر ممکن جد جہد سے ایسی کتب حدیث تالیف کریں گے جن میں حتی الوسع کوئی ضعیف حدیث نہ ہوگی۔ یہ کوشش کامیاب ہوئی اور حدیث کی کئی صحیح کتب مرتب کی گئیں جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔ صحاح ستہ سے مرادِ علم حدیث کی وہ چھ معتبر تالیفات ہیں جنہیں تیسری صدی ہجری کے عظیم محدثین نے بڑی چھان بین کے بعد ایسی خوبی سے ترتیب دیا ہے کہ آج صدیاں گزر جانے کے باوجود ان کی اہمیت اور افادیت مسلّم ہے بعد میں جتنی کتابیں فنِ حدیث پر لکھی گئیں ان کی اساس و بنیاد یہی صحاحِ ستہ ہیں۔

صحیح حدیثوں کے یہ چھ معتبر مجموعے حسب ذیل ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری
۲۔ صحیح مسلم
۳۔ سنن ابی داؤد
۴۔ جامع ترمذی
۵۔ سنن نسائی
۶۔ سنن ابن ماجہ

ان میں سے تین کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم اور ترمذی "الجامع" کہلاتی ہیں۔ جو عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق وغیرہ کے عنوانات پر حاوی ہیں۔ بقیہ تین تالیفات یعنی سنن ابو داؤد، سنن نسائی، اور سنن ابن ماجہ "سنن" کہلاتی ہیں۔ یہ وہ کتابیں ہیں جو فقہی ابواب مثلاً کتاب الایمان، کتاب الطّھارۃ، کتاب الصّلوٰۃ پر مرتب کی گئی ہیں۔ امام ترمذی کی کتاب سنن اور جامع دونوں کو شامل ہے۔

ذیل میں صحاحِ ستہ اور دیگر اہم کتب حدیث کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ا۔ صحیح بخاری

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مرتّبہ اس کتاب کا پورا نام "اَلْجَامِعُ الصَّحِیْحُ الْمُسْنَدُ الْمُخْتَصَرُ مِنْ اُمُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم وَسُنَنِہٖ وَاَیَّامِہٖ"۔آپ رحمۃ اللہ علیہ 192 ہجری میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ دس برس کی عمر میں حدیثوں کو سن کر حفظ کرنے لگے۔علمِ حدیث کی خاطر بہت سے اسلامی ملکوں کا سفر کیا۔12 برس کی محنت کے بعد واپس وطن آکر درس و تدریس اور تالیف و تصنیف میں مشغول ہوئے پھر 256ھ میں وفات پائی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا حافظہ قابلِ رشک تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھارہ برس کی عمر میں تصنیف و تالیف میں مشغول ہوگئے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی کتابیں لکھیں لیکن ان کی شہرت کا زیادہ دارومدار صحیح بخاری پر ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کتاب کو سولہ برس میں مکمل کیا۔ ہر حدیث لکھنے سے پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتے اور استخارہ کرنے کے بعد حدیث لکھتے۔ احادیث کی مضمون وار ترتیب مدینہ منورہ میں روضہ اطہر اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان بیٹھ کر کی۔ اس کتاب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تحقیق اور تنقید کے بعد منتخب کر کے 9082 حدیثیں درج کیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ''الجامع الصحیح'' کو امت نے بڑی قدرومنزلت سے دیکھا اور اسے قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب قرار دیا ہے۔ اپنی جامعیت اور تنوع کے لحاظ سے یہ کتاب بے مثل سمجھی جاتی ہے۔ یہ کتاب اصول و عقائد، عبادات ومعاملات، غزوات اسلامی معاشرت وتمدن اور سیاست و سلطنت کی ایک جامع کتاب ہے۔ صحیح بخاری کی 53 سے زیادہ شرحیں لکھی گئی ہیں۔

۲۔ صحیح مسلم

یہ مجموعہ احادیث امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تالیف ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم حدیث میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے زیادہ مشہور ''صحیح مسلم'' ہے۔

''صحیح مسلم'' کا انتخاب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تین لاکھ حدیثوں سے کیا۔ اپنی صحیح میں بڑی تحقیق اور چھان بین کے بعد صحیح ترین احادیث انتخاب کر کے جمع کر دی ہیں۔کل احادیث کی تعداد 7288 ہے۔ صحیح مسلم میں تقریباً ہر مضمون کی صحیح احادیث موجود ہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا اسلوب واضح اور صاف ہے۔ انہوں نے کتاب کے شروع میں ایک دیباچہ لکھا ہے جس میں صحیح حدیث کی شرائط سے بحث کی ہے۔ صحیح بخاری کے بعد تمام کتب سے اس کو اعلیٰ تصور کیا گیا

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ہے۔ صحیح مسلم، امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف میں اس پایہ کی کتاب ہے کہ بعض علماء نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ آسمان کے نیچے اس سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں۔ واقعی ان کی تصنیف فن حدیث کے بہت سے عجائبات پر مشتمل ہے۔ بخاری و مسلم کا پایہ فن حدیث میں اس قدر بلند ہے کہ حدیث کے سلسلے میں جہاں شیخین کا ذکر آئے وہاں یہی دو امام مراد ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم کو "صحیحین" کہا جاتا ہے۔ جو حدیث بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہو اسے کو "متفق علیہ" کہتے ہیں۔

۳۔ سنن ابی داؤد

یہ کتاب امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تالیف کی۔ آپ 202 ہجری میں پیدا ہوئے۔ بڑے بڑے محدثین سے حدیث سنی۔ 275ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا بیان ہے کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث نبوی جمع کیں اور ان میں سے 4800 صحیح حدیثیں منتخب کر کے اپنی اس کتاب میں درج کر دیں۔ اس کتاب میں علمی احکام سے متعلق روایات کو کچھ ایسی جامعیت اور خوبی کے ساتھ یکجا کر دیا گیا ہے کہ ہر دور میں یہ قیمتی کتاب قانونی مسائل کا بہترین ماخذ تسلیم کی گئی ہے۔ علمائے حدیث نے سنن ابی داؤد کو بڑی قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھا اور علم دین میں اسے بہترین کتاب قرار دیا کیونکہ اس میں اصول علم، احکام فقہ اور سنتِ نبوی کا اہم جزو شامل ہے۔ یحییٰ بن زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ دین اسلام کی بنیاد کتاب اللہ پر ہے اور اس کا ایک اہم ستون سنن ابی داؤد ہے۔ بزرگوں نے اسے "عجوبہ عالم" بھی کہا ہے۔ محدث ابوسلیمان خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ ابوداؤد کی کتاب سنن بہت بلند درجہ کی کتاب ہے اور علم دین میں ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ سنن ابی داؤد میں فقہی احادیث کا جتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے وہ صحاح ستہ میں کسی دوسری کتاب میں نہیں۔ یہ کتاب اپنی جامعیت اور قیمتی معلومات کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

۴۔ جامع ترمذی

اس کتاب کو امام ابوعیسیٰ محمد ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تالیف کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ترمذ (ترکستان) میں 209ھ میں پیدا ہوئے اور 279ھ میں وفات پائی۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے اونچے درجے کے محدث تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ ضرب المثل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتابیں تالیف کیں۔ جامع ترمذی ان کی مشہور اور

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

مقبول تصنیف ہے جو اپنی جامعیت، صحت، تحقیق اور تنقید کے اعتبار سے بہت مشہور ہے۔ خود امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خیال تھا کہ جس گھر میں یہ کتاب ہو گویا خود اس گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم موجود ہیں جو تکلم فرماتے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں دو حدیثوں کے علاوہ کوئی حدیث ایسی نہیں جس پر امت میں کسی نہ کسی کا عمل نہ ہو۔ جامع ترمذی صرف حدیثوں کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ فقہ کی کتاب بھی ہے۔ اس کتاب میں حدیثوں کی تعداد صحیحین کے مقابلے میں کم ہے اگرچہ یہ کتاب اپنے حجم کے اعتبار سے مختصر ہے لیکن فوائد کے لحاظ سے بہت بڑی کتاب ہے۔ مجموعی فوائد کے لحاظ سے اس کتاب کو تمام کتابوں پر فوقیت دی گئی ہے۔ ائمہ حدیث کے نزدیک بخاری و مسلم کے بعد جامع ترمذی کا درجہ ہے۔ ترتیب اور تہذیب کے اعتبار سے کتاب بڑی مفید ہے۔ جامع ترمذی کئی اعتبار سے دوسری کتب حدیث پر سبقت رکھتی ہے۔ علمائے حدیث کے نزدیک اس کتاب کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ عربی زبان میں اس کتاب کی سولہ شرحیں لکھی گئی ہیں۔

۵۔ سنن نسائی

اس کتاب کے مولف امام ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے شہر نسا میں 215ھ میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے نسائی مشہور ہوئے۔ امام نسائی نے 303ھ میں وفات پائی۔ پہلے امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بہت بڑی کتاب تصنیف کی۔ بعد میں اس کتاب سے صرف صحیح حدیثوں کو منتخب کر کے موجودہ سنن کی شکل دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں عبادات اور احکام کی حدیثوں کو منتخب کر کے موجودہ ترتیب دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب میں عبادات اور احکام کی حدیثوں کو بہت جگہ دی ہے۔ بعض آئمہ حدیث کے نزدیک نسائی علم حدیث کے ممتاز امام ہیں بعض دیگر محدثین امام نسائی کو حفظ حدیث میں امام مسلم سے بھی بڑا مانتے ہیں۔

۶۔ سنن ابنِ ماجہ

اس کتاب کو امام ابوعبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تالیف کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایران کے مشہور شہر قزوین میں209ھ میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے قزوینی کہلائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 273ھ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف میں تفسیر قرآن، تاریخ اور سنن مشہور ہیں، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت کا دارومدار سنن پر ہے۔ ابن ماجہ بڑے معتبر محدثین میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظ اور معلومات مسلم ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

یہ کتاب چار ہزار حدیثوں پر مشتمل ہے۔ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں تصنیف کے بعد جب میں نے یہ کتاب حافظ ابوزرعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے پیش کی تو انہوں نے فرمایا کہ اس کتاب میں ضعیف حدیثیں تیس سے زاید نہیں ہیں۔ محدث حافظ ذہبی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر چند کمزور حدیثیں اس میں نہ ہوتیں تو یہ کتاب بہت عمدہ ہوتی۔ بعض علمائے حدیث نے اس کتاب کی جگہ موطا امام مالک کو اور بعض نے سنن دارمی کو صحاح ستہ میں شمار کیا ہے۔ اس کے باوجود اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

۷۔ موؤطا امام مالک

اس کتاب کے مؤلف امام مالک بن انس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ 93ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اور 179ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تبع تابعین میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حدیث و فقہ کے امام تھے۔ بڑے بڑے محدثین امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاگردی کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ''الموطا'' 143ھ میں تالیف ہوئی۔ امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب کو فقہی ابواب کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے اور صرف صحیح احادیث درج کی ہیں۔ موطا صحت کے اعتبار سے کتب احادیث میں بے مثال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض محدثین نے اسے بخاری و مسلم سے بھی افضل قرار دیا ہے۔ موطا امام مالک کو زمانہ تالیف اور رتبہ کے لحاظ سے اولیت کا شرف حاصل ہے۔ بعد کے مولفین نے اس کتاب کی ترتیب اور انتخاب سے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ بعض محدثین نے ابن ماجہ کی بجائے موطا کو صحاح ستہ میں شمار کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نظریہ بھی یہی ہے۔ وہ موطا کے بڑے مداح تھے۔ جو مقبولیت موطا امام مالک کو نصیب ہوئی شاید ہی کسی کتاب کے حصہ میں آئی ہو۔ جب سے تالیف ہوئی اس وقت سے آج تک تعلیمی نصاب میں داخل ہے۔

۸۔ مشکوٰۃ المصابیح

مشکوٰۃ المصابیح کے معنی ہیں چراغوں کا طاق۔ یہ کتاب گویا ایک طاق ہے اور اس کی ہر حدیث چراغ کی طرح ہے۔ اس کتاب کے مؤلف ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ آٹھویں صدی ہجری کے جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے 737ھ میں یہ کتاب تالیف کی۔ اس کتاب کو ترتیب دیے جانے کی وجہ یہ ہے کہ مولف مشکوٰۃ کے استاد حسین بن عبد اللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

کے ایک مجموعہ کی شدید ضرورت محسوس کی۔ اس کا اظہار انہوں نے اپنے لائق ترین شاگرد ولی الدین محمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا۔ باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ کوئی نیا مجموعہ تالیف کرنے کی بجائے امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''مصابیح السنۃ'' کی کانٹ چھانٹ کر کے اسے مشکوٰۃ کی شکل دی جائے۔ چنانچہ مولف مشکوٰۃ نے استاد محترم کے حکم کے مطابق ''مصابیح السنۃ'' کو بنیاد قرار دے کر اس پر مشکوٰۃ المصابیح کی عمارت استوار کی۔ ہر حدیث بیان کرتے وقت صحابی کا نام بیان کیا جس سے وہ حدیث روایت کی گئی ہے اور ساتھ ہی وہ ماخذ بتایا جہاں سے وہ حدیث لی گئی تھی۔ ہر باب کو تین فصلوں میں تقسیم کیا۔ فصل اول میں وہ احادیث ذکر کیں جن کو بخاری و مسلم نے روایت کیا فصل ثانی میں وہ احادیث ذکر کیں کہ جن کو بخاری و مسلم کے علاوہ دیگر محدثین امام مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا۔ فصل سوم میں باب کی مناسبت سے وہ احادیث اور اقوال صحابہ ذکر کیے جو مصابیح السنہ میں نہ تھے۔ اب مشکوٰۃ میں کل 5945 احادیث ہیں۔ مشکوٰۃ المصابیح کو جو قبول عام حاصل ہوا شاید ہی کسی کتاب کے حصے میں آیا ہو۔ احادیث کا یہ مجموعہ مختلف مدارس فکر کے مسلمانوں میں آج تک سند کا درجہ رکھتا ہے اور اسلامی درس گاہوں میں سبقاً سبقاً پڑھایا جاتا ہے۔ اسی مقبولیت کا نتیجہ ہے کہ بڑی کثرت سے اس کی شرحیں لکھی گئیں۔ شروح کی یہ کثرت اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ مشکوٰۃ المصابیح تاریخ اسلام کے ہر دور میں بڑی مقبول رہی ہے۔ صحیحین کے بعد سب سے زیادہ شرحیں اسی کتاب کی لکھی گئیں۔

مشق

سوال 1: درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

الف۔ صحیح بخاری کے مصنف کا تعارف کریں اور نیز بتائیں کہ صحیح بخاری دیگر کتب احادیث سے کس طرح مختلف ہے۔

ب۔ جامع ترمذی پر نوٹ تحریر کریں۔

ج۔ مشکوٰۃ المصابیح کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ مختصر تحریر کریں۔

د۔ موطا امام مالک کا کتب احادیث میں کیا مقام ہے؟

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ حدیث کی تعریف کریں۔

ب۔ حدیث اور خبر میں فرق کیا ہے؟

ج۔ خبرِ غریب کسے کہتے ہیں؟

د۔ روایت اور درایت میں فرق واضح کریں۔

ہ۔ روایتِ معنوی سے کیا مراد ہے؟

و۔ صحاحِ ستہ اور ان کے مصنفین کے نام بتائیں۔

ز۔ "متفق علیہ" کن احادیث کو کہتے ہیں؟

ح۔ جامع ترمذی کے بارے میں خود مصنف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کیا قول ہے؟

سوال 3: مناسب الفاظ لگا کر خالی جگہ پر کریں۔

الف۔ حدیث کا علم رکھنے والے کو ________ کہا جاتا ہے۔

ب۔ راویوں کے لحاظ سے حدیث کی ________ اقسام ہیں۔

ج۔ خبرِ متواتر وہ حدیث ہوتی ہے جس کے راویوں کی تعداد کم از کم ______ ہو۔

د۔ خود ساختہ بات، جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی طرف منسوب کر دیا جائے، ________ کہلاتی ہے۔

ہ۔ حدیث بیان کرنے والے کو ________ کہتے ہیں۔

و۔ صحیح بخاری ______ سال میں مکمل ہوئی۔

ز۔ صحیح مسلم میں شامل کردہ احادیث کی تعداد ________ ہے۔

ح۔ سنن نسائی کے مؤلف کا پورا نام ________________ ہے۔

ط۔ "الموطا" ________ ھ میں تالیف ہوئی۔

ی۔ مشکوٰۃ المصابیح میں ________ احادیث ہیں۔

سرگرمی

طلبہ کو لائبریری میں کتب احادیث کا تعارف کرایا جائے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

منتخب احادیث کا ترجمہ وتشریح

حدیث نمبر:1

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَی الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ یَعُوْدُهٗ إِذَا مَرِضَ، وَیَشْهَدُهٗ إِذَا مَاتَ، وَیُجِیْبُهٗ إِذَا دَعَاهُ وَیُسَلِّمُ عَلَیْهِ إِذَا لَقِیَهٗ وَیُشَمِّتُهٗ إِذَا عَطَسَ وَیَنْصَحُ لَهٗ إِذَا غَابَ أَوْشَهِدَ (سنن النسائی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مؤمن پر دوسرے مومن کے چھ حقوق ہیں جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت/ بیمار پرسی کرے اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو اور جب وہ اس کو دعوت دے تو قبول کرے۔ اور جب اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے اور جب اسے چھینک آئے تو (اس کیلیے) تشمیت یعنی یرحمک اللہ کہے اور اس کی موجودگی اور عدم موجودگی میں اس کا خیر خواہ رہے۔

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں مسلم معاشرے کے افراد کے باہمی خیر و بھلائی پر مبنی تعلقات کیلیے مضبوط بنیادیں فراہم کی گئی ہیں۔ یہ چھ حقوق جو معاشرے کے ہر فرد کے ذمے ہیں اگر ان کو صحیح معنوں میں پورا کیا جائے تو یہ کسی بھی معاشرے کی تقدیر بدلنے کی ضمانت ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ہر فرمان کی طرح یہ حدیث مبارکہ بھی اپنے اندر یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ اس پر عمل کرنے والا فرد اور معاشرہ دونوں فلاح پا سکتے ہیں ۔ مثلاً

ا۔ بیمار شخص کی دلجوئی اور بیمار پرسی سے نہ صرف اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے بلکہ اس سے کے

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

دل میں بیمار پرسی کرنے والوں کے لئے محبت کے جذبات بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔

۲۔ اسی طرح فوت ہو جانے والے شخص کی نمازِ جنازہ میں شرکت سے جہاں فوت ہونے والے کے لیے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی شرکت کرنے والے کے دل میں موت کی یاد اور اپنی زندگی کے معمولات کو بہتر بنانے کی لگن پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ اپنے مومن بھائی کی دعوت کو قبول کرنے میں بھلائی ہی بھلائی ہے جو باہمی محبت کا سبب ہے بشرطیکہ وہ دعوت خیر و بھلائی کے جذبے کے تحت ہو۔

۴۔ ملاقات کے وقت اگرچہ مختلف کلمات کا تبادلہ کیا جانا ہر معاشرے کی روایت ہے مگر اسلام کے کلمات اتنے جامع ہیں کہ کوئی اور الفاظ ان کا متبادل نہیں ہو سکتے۔ ان کلمات میں رحمت و سلامتی کی دعا کی جاتی ہے جو کہ اور کلمات میں اس جامع انداز میں موجود نہیں۔

۵۔ چھینک آنا بظاہر معمولی اور عام سی بات ہے مگر حقیقت میں چھینکنے والے کی سانس چند لمحوں کے لیے رک جاتی ہے اور اگر سانس کی رکاوٹ طویل ہو جائے تو زندگی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ یوں چھینکنے والا شخص الحمد للہ کہہ کر زندگی کے تسلسل پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور سننے والا دوسرا مومن بھی اس کے لیے دعا کرتا ہے جو دونوں کیلیے بہتر ہے۔

۶۔ حدیث مبارکہ کا آخری جملہ تمام باتوں کا گویا کہ نچوڑ ہے وہ یوں کہ عموماً انسان دوسروں کے سامنے تو اچھے اور نیک جذبات کا اظہار کرتا ہے مگر عین ممکن ہے کہ وہ محض دکھلاوے کے لیے ہوں حقیقت میں خیر خواہی وہی اچھی ہے جو موجودگی اور عدم موجودگی دونوں حالتوں میں ہو۔

حدیث نمبر:2

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ (صحیح البخاری)

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (عمر میں) چھوٹا (اپنے سے عمر میں) بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں سلام کے تین آداب بتائے گئے ہیں

۱۔ عمر میں چھوٹا اپنے سے بڑی عمر والے کو سلام کرنے میں پہل کرے۔ اس طرح بزرگوں کے احترام کی طرف ہماری رہنمائی ہوتی ہے جیسا کہ ایک اور حدیث میں بزرگوں کے احترام نہ کرنے والے کو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے خارج قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ چلنے والا شخص چونکہ بیٹھے ہوئے شخص کی نسبت نو وارد ہوتا ہے اس لیے رواداری اور حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اسی نسبت سے ایک اور جگہ سواری پر آنے والے کے لیے حکم ہے کہ وہ پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔

۳۔ تعداد میں تھوڑے لوگ ملاقات کے وقت تعداد میں زیادہ افراد کو سلام کریں۔ سلام میں پہل کرنے والے کے لیے اگرچہ زیادہ اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے مگر اخلاقی اعتبار سے رواداری کا تقاضا یہی ہے کہ کم لوگوں کا گروہ زیادہ لوگوں کو ملاقات کے وقت سلام کرنے میں پہل کریں۔

حدیث نمبر:3

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَا بُنَیَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِكَ (سنن الترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے بیٹے جب تم اپنے گھر والوں کی طرف جاؤ تو ان کو سلام کرو کیونکہ یہ بات تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے باعث برکت ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

تشریح:

انسان فطری طور پر منفعت اور بھلائی کو اپنے لیے زیادہ پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی برکت اور رحمت سے بڑھ کر کوئی اور فائدہ اور بھلائی کائنات میں نہیں ہے۔ سلام کے اندر اسی برکت اور بھلائی کو رکھا گیا جو سلام کرنے والے اور سلام کا جواب دینے والے دونوں کے لیے ہے۔ چونکہ انسان اپنی اور اپنے گھر والوں کی بھلائی کو ہر حالت میں مقدم جانتا ہے۔ یوں گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرنا جہاں اپنے اندر دنیوی اعتبار سے حکمتیں اور فائدے لیے ہوئے ہے وہاں پر بھلائی اور برکت کے حصول کا بھی ذریعہ ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اگرچہ مخاطب تو کسی ایک شخص سے ہیں مگر حقیقت میں یہ حکم ہر زمانے کے تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔

حدیث نمبر:4

عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِی قَالَ أَتَانَا أَبُو مُوسَی فَزِعًا أَوْ مَذْعُورًا قُلْنَا مَا شَأْنُکَ قَالَ إِنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَیَّ أَنْ آتِیَهُ، فَأَتَیْتُ بَابَهُ، فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ، فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَکَ أَنْ تَأْتِیَنَا فَقُلْتُ إِنِّی أَتَیْتُکَ فَسَلَّمْتُ عَلَی بَابِکَ ثَلَاثًا فَلَمْ یَرُدُّوا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُکُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهُ فَلْیَرْجِعْ فقال عمر رضی اللّٰه عنه أقِمْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ وقال: ابو سعید: فَقُمْتُ مَعَهُ فَذَهَبْتُ إِلَی عُمَرَ فَشَهِدْتُ (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے ہمارے پاس آئے اور کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے پاس بلوایا تو میں ان کے دروازے پر پہنچا اور تین مرتبہ سلام کہا مگر مجھے جواب نہ ملا تو میں واپس ہو پڑا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارے پاس کیوں نہ آئے۔ میں نے کہا کہ میں نے آپ کے دروازے پر پہنچ کر تین دفعہ سلام کیا مگر آپ کی طرف سے جواب نہیں دیا گیا اس لیے میں واپس پلٹ آیا کیونکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کسی کو تین مرتبہ اجازت طلب کرنے پر بھی اجازت نہ ملے تو اسے چاہیے کہ وہ واپس چلا جائے۔ (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اس حدیث پر گواہی طلب کی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور (اس بات کی صداقت پر) گواہی دی۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.cm

تشریح:

اس حدیث مبارکہ کے دو پہلو ہیں۔

۱۔ پہلے حصے میں مسلمانوں کے لیے تعلیم ہے کہ وہ بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہوں۔ بلکہ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اجازت کے طور پر گھر والوں کو سلام کریں اور اگر گھر والوں کی طرف سے جواب نہ ملے تو بجائے وہاں ڈٹے رہنے کے یا ناراضگی کے اظہار کرنے کے خوش دلی سے واپس ہو جائیں۔ ہوسکتا ہے کہ گھر والے کہیں مصروف ہوں یا گھر پر ہی نہ ہوں۔ قرآن مجید میں بھی بغیر اجازت گھروں میں داخلے سے منع کیا گیا ہے

۲۔ اس حدیث میں دوسرا پہلو بھی بہت اہم ہے جس میں یہ بات واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احادیث کی روایت میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے اور جہاں کہیں بھی ضرورت محسوس کرتے وہاں حدیث کی روایت پر گواہی طلب کرتے تاکہ یہ اطمینان ہو سکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب نہ کرے۔

حدیث نمبر:5

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنے نواسے) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو پیار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود اقرع بن حابس کہنے

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ایسے لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ بھی ہے جو بیہودہ گفتگو کرتے ہیں اور زیادہ بولنے والے اور بد اخلاق ہیں۔

انسان بعض اوقات ہنسی مذاق میں حد سے گزر جاتا ہے اور بیہودہ گفتگو کرتا ہے اور بعض اوقات غصے کی حالت میں شائستگی چھوڑ کر منہ پھٹ ہو جاتا ہے ان دونوں صورتوں سے بچنا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ انداز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت ناپسند ہیں۔

حدیث نمبر:8

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ

(صحيح البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی دوسرے پر کفر وفسق کا الزام لگائے اور اگر وہ شخص ایسا نہ ہو تو وہ کفر وفسق کا الزام، اس الزام لگانے والے پر لوٹ آتا ہے۔

تشریح:

قرآن و حدیث کی واضح ہدایت ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے پر بے جا الزام اور تہمت نہ لگائے کیونکہ جھوٹے الزام کے نتائج دنیا اور آخرت دونوں میں رسوا کن ہیں۔ جھوٹی الزام تراشی سے نہ صرف دلوں میں نفرت اور بغض پیدا ہوتا ہے بلکہ اس حدیث مبارکہ کی رُو سے وہ جھوٹا الزام جو کسی کی طرف کفر وفسق منسوب کرنے پر مبنی ہو وہ خود الزام لگانے والے کے گلے پڑ جاتا ہے اور وہ خود اس الزام کا مستحق بن جاتا ہے۔ اس لیے روزمرہ زندگی میں جھوٹے الزامات لگانے سے بچا جائے خاص کر کسی کو بغیر تحقیق کے کافر یا مشرک کہنا معاشرے میں بگاڑ کا باعث بنتا ہے جبکہ ایسا قول اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت ناپسندیدہ اور اس کی ناراضگی کا باعث ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

حدیث نمبر:9

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَیْنِ الَّذِیْ یَأْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔ (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیامت کے روز دو چہروں والے شخص کو سب سے زیادہ بُرا پاؤ گے یہ وہ شخص ہوگا جو کچھ لوگوں کے پاس ایک چہرہ لیے آتا ہے اور پھر کچھ دوسرے لوگوں کے پاس ایک دوسرا چہرہ لیے آتا ہے۔

تشریح:

اس حدیث کے مطابق ''ذوالوجہین'' یعنی دو چہروں والے سے مراد منافق شخص ہے جو اکثر اپنے مفاد کی خاطر روپ بدلتا رہتا ہے اور سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنے سے ڈرتا ہے کہ کہیں اسے نقصان نہ پہنچے۔ مگر حقیقت میں منافقت والی چالیں بذات خود بہت خسارے اور نقصان کا باعث ہیں۔ منافق شخص اگرچہ اپنے دل کی بات کو ظاہر نہیں ہونے دیتا مگر پھر بھی اپنے دوہرے معیار کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے اور لوگ دنیا میں بھی اس سے نفرت کرتے ہیں جبکہ قیامت والے دن تو اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلّم کے مطابق وہ بہت برے مقام پر ہوگا۔

حدیث نمبر:10

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ۔ (صحیح مسلم)

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم خوشامد کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں کو خاک آلود کرو۔

تشریح:

خوشامد اور تعریف میں بہت کم فرق ہے جس کا لحاظ رکھا جانا ضروری ہے۔ تعریف تو کسی حقیقی سبب سے کسی کی مدح کرنے کا نام ہے جبکہ خوش آمد بے جا تعریف ہے یعنی خوشامد کرنے والا اپنی ذاتی غرض کے لئے کسی کی بے جا تعریف کرتا ہے۔ چونکہ خوشامد کرنے والا جھوٹی تعریف کرتا ہے تو اس سے کسی بھی شخص کے گمراہ ہونے کے امکانات ہوتے ہیں اس لیے خوشامد کرنے والے کے چہرے کو خاک آلود کرنے کا حکم ہے۔ چہرہ خاک آلود ہونا چونکہ محاورے میں ذلت اور رسوائی کے لیے بولا جاتا ہے اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ ایسے شخص کی چکنی چپڑی باتوں میں آنے کے بجائے اسے اس کی حقیقت بتا کر رسوا کر کے اس کے شر سے بچا جاسکتا ہے۔

حدیث نمبر: 11

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر سچ بولنا لازم ہے کیونکہ سچائی یقیناً نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور یقیناً نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کا رخ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے پاس اسے صدیق (بہت سچا) لکھ لیا جاتا ہے اور بچو تم جھوٹ سے کیوں کہ جھوٹ نافرمانی (گناہ) کی طرف راہ نمائی کرتا ہے اور بے شک نافرمانی (گناہ) جہنم کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا قصد کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے پاس اسے کذاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ لیا جاتا ہے

تشریح:

سچ بولنا بذات خود بھی نیک اور اچھی عادت ہے اور اس کی خاصیت یہ ہے کہ وہ آدمی کو زندگی کے دوسرے معاملات میں نیکوکار اور صالح بنا کر جنت کا مستحق بنا دیتی ہے۔ اور ہمیشہ سچ بولنے والا آدمی اس اعزاز کا حقدار ٹھہرتا ہے کہ اسے اللہ کے ہاں "سچا" لکھ لیا جاتا ہے اور اس طرح وہ صدیقین کے زمرے میں شامل ہوجاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی تعلیم میں جن اخلاقی خوبیوں پر زیادہ زور دیا ہے ان میں سچائی اور امانت سرِ فہرست ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے جھوٹ بولنے اور امانت میں خیانت کرنے کو نفاق کی خاص علامت قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ مومن جھوٹ بولنے کا عادی نہیں ہوسکتا۔

صدق صفاتِ ربانی میں سے عظیم صفت ہے۔ اللہ سے بڑھ کر سچا کون ہوسکتا ہے؛

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا (النساء87)

ترجمہ: "یعنی بات میں اللہ سے زیادہ سچا کون ہوسکتا ہے۔"

صدق کو پیغمبروں کی بھی نمایاں صفت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ صدق یا سچائی کے صرف یہ معنی نہیں کہ آدمی زبان سے جو بات کہے وہ سچ کہے۔ اسلام کی نظر میں اس کے بہت وسیع معنی ہیں۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ سچائی کی تین قسمیں ہیں:

زبان کی سچائی   دل کی سچائی   عمل کی سچائی

منہ سے کوئی حرف سچائی کے خلاف نہ نکلے۔ یہ زبان کی سچائی ہے سچائی کی دوسری قسم کا تعلق دل سے ہے، یعنی جو کچھ دل میں ہے زبان اس کی صحیح ترجمانی کرے۔ یہ دل کی سچائی ہے، تیسری قسم یہ ہے کہ جو حق اور سچ ہے وہی دل میں

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ہے اور جو دل میں ہے اسی کے مطابق عمل ہے، سچائی کی سب سے اعلیٰ صورت یہ ہے کہ جو سچ اور حق ہے وہی دل میں ہو، وہی زبان پر ہو، اور اسی کے مطابق عمل بھی ہو۔

حدیث نمبر:12

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ (سنن الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن نہ تو لعن طعن کرنے والا ہوتا ہے اور نہ ہی فُحش گو یا بدزبان ہوتا ہے۔

تشریح:

بندہ مومن کی صفات اور خوبیاں متعدد ہیں جن کا ذکر قرآن و حدیث میں جگہ جگہ ملتا ہے اور انہی صفات کی بنا پر مومن اور غیر مومن کی پہچان کی جاسکتی ہے۔ مومن کی ان صفات میں سے کچھ اس حدیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں اور وہ یہ کہ مومن مندرجہ ذیل باتوں سے اپنے آپ کو بچائے گا۔

۱۔ لَعَن: عربی زبان میں رسوا کرنے، گالی دینے اور رحمت سے دور کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ گویا ایسی ساری باتیں مومن کا خاصہ نہیں۔

۲۔ طَعَن: عربی زبان میں نیزہ مارنے کے معنوں میں بولا جاتا ہے مگر محاورے میں اس سے مراد زبان سے زخم لگانے یا طعنہ زنی کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ زبان کے زخم تلوار کے زخم سے زیادہ سخت ہوتے ہیں۔

۳۔ فُحش گوئی اور بدزبانی بھی ایسے دو عیب ہیں جو انسانوں کے درمیان نفرت کے باعث ہیں۔ دین اسلام نے ہر اس راستے کو بند کیا ہے جو معاشرے میں انتشار اور لوگوں میں نفرت کا باعث بنتا ہے۔ مذکورہ چاروں عیب بھی اس لیے ناپسندیدہ ہیں کہ یہ نفرت اور دکھ کا باعث بنتے ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

حدیث نمبر:13

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ قِیلَ مَنْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَدْرَکَ وَالِدَیْهِ عِنْدَ الْکِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ کِلَیْهِمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ (صحیح مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو،اسکی ناک خاک آلود، اسکی ناک خاک آلود پوچھا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی جو اپنے والدین میں سے دونوں یا ایک کو بڑھاپے میں پائے اور جنت میں داخل نہ ہو۔

تشریح:

ناک خاک آلود ہونا عربوں کے ہاں محاورے کے طور پر رسوائی اور ذلت و بربادی کے لیے بولا جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ وسلم نے ایسے شخص کے لیے رسوائی وذلت کی بددعا کی جو اپنے بوڑھے والدین کی خدمت سے پہلو تہی کر کے جنت کا مستحق نہ بنے۔ جنت سے محرومی یقیناً خود ایک ذلت اور رسوائی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ جبکہ جنت کا حصول والدین کی رضا اور ان کی خدمت میں پوشیدہ ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ بھلائی کا درجہ رکھا ہے اور انہیں تنگ کرنے، دکھ دینے اور جھڑکنے سے اولاد کو منع کیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے والدین کی خدمت سے جنت کے مستحق بنیں نہ کہ ان کو دکھ دے کر رسوائی اور ذلت سے دوچار ہوں۔

حدیث نمبر:14

عَنْ أَبِی أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلَی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُکَ أَوْ نَارُکَ (سنن ابن ماجہ)

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

ترجمہ: ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ والدین کے حقوق اولاد پر کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ (والدین) تیرے لیے جنت کا سبب بھی ہیں اور دوزخ کا بھی۔

تشریح:

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اولاد پر والدین کے کیا حقوق ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مختصر جواب میں بہت جامع بات بیان فرمادی۔ یعنی والدین اولاد کے لیے جنت کا سبب بھی بن سکتے ہیں اور دوزخ کا سبب بھی۔ بالفاظ دیگر انسان والدین کے حقوق ادا کرکے، ان کی خدمت کرکے اور ان کے ساتھ بڑھاپے میں خاص طور پر اچھا سلوک روا رکھنے سے اپنے لیے جنت کا سامان کرسکتا ہے جبکہ دوسری جانب ان کی نافرمانی اور ان کو دکھ اور تکلیف دینے سے جہنم کو اپنے اوپر لازم کرلیتا ہے۔

حدیث نمبر:15

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اُسے کسی ظالم کے سپرد کرتا ہے اور جو کوئی اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے اللہ اس کی حاجت پوری کرتا ہے اور جو کوئی کسی مسلمان سے تکلیف دور کرے اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے اس کی تکلیف دور کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ اس کی قیامت والے دن پردہ پوشی فرمائے گا۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.cm

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں پانچ ایسی باتوں کا ذکر ہے جن کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے۔

۱۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے حقیقی بھائی کی طرح ہے چونکہ حقیقی بھائی اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا۔ ایسے ہی حقیقی مسلمان وہی ہے جو دوسرے مسلمان پر ظلم نہ کرے۔

۲۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ نہ خود دوسرے مسلم بھائی پر ظلم کرے اور نہ ہی اسے ظالم کے حوالے کرے۔

۳۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت کا خیال رکھے۔

۴۔ اسی طرح کسی مسلمان کی تکلیف دور کرنا قیامت والے دن اپنے لیے آسانی کا سامان پیدا کرنا ہے۔

۵۔ کسی مسلمان بھائی کے عیبوں کی تشہیر نہ کی جائے بلکہ اس کی پردہ پوشی کرنے کا حکم ہے سوائے اس وقت کہ جب اسے گواہی کے لیے طلب کیا جائے۔ کسی کی پردہ پوشی سے اللہ اس کے گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔

حدیث نمبر:16

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ (متفق علیه)

ترجمہ: ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مسلسل مجھے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید اسے وراثت میں بھی حق دیا جائے گا۔

تشریح:

پڑوسی کے حقوق کے بارے میں قرآن وحدیث کی تعلیمات بہت واضح ہیں۔ پڑوسی کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ہے چاہے وہ گھر کے لحاظ سے ہمسایہ ہو یا سفر یا کام کاج کے حوالے سے ہمسایہ ہو۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ وہ شخص مومن نہیں جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں اور دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ وہ شخص مجھ پر ایمان ہی نہیں لایا جو خود تو پیٹ بھر کر سو جائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہتا ہو۔

ان واضح تعلیمات کے بعد بھی اگر کوئی اپنے ہمسائے سے اچھا برتاؤ نہ کرے تو اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

حدیث نمبر:17

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ پڑو اور نہ جاسوسی کرو۔ اور ایک دوسرے (کی خریداری) پر بولی نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو۔ اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے بعض بری باتوں کی نشاندہی کی ہے اور ان سے بچنے کی تاکید کی ہے۔

ا۔ کسی بھی شخص کے بارے میں حقیقت کے خلاف محض بدگمانی پر مبنی رائے رکھنے سے منع کیا گیا کیونکہ یہ عمل جھوٹ اور فریب پر مبنی ہوتا ہے جس کا نقصان بہت زیادہ ہے قرآن مجید میں ایسی بدگمانی کو گناہ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

شمار کیا گیا ہے اس لیے اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

۲۔ ایک دوسرے کی عیب جوئی اور اس کی خامیاں اور کمزوریاں تلاش کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ عیب جوئی جہاں انسان کے اعلیٰ اخلاق کو تباہ کرتی ہے ساتھ ہی اللہ کی نظر میں بہت ناپسندیدہ عمل بھی ہے اس لیے اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔

۳۔ کسی شخص کی خریداری پر کسی اور آدمی کا اس لیے زیادہ بھاؤ لگانا یا زیادہ بولی لگانا تاکہ بیچنے والے کا مال زیادہ مہنگا بکے اس عمل کو بھی گناہ قرار دیا گیا ہے اور اس سے منع فرمایا گیا ہے۔

۴۔ حسد ایک ایسی بیماری ہے جو انسان کے نیک اعمال کو ضائع کر دیتی ہے۔ کسی دوسرے شخص کی اچھی چیزوں کے زوال اور خاتمے کی خواہش کرنا حسد ہے۔ اس بات کو ایک اور حدیث میں مثال کے ذریعے یوں واضح کیا گیا ہے کہ حسد سے بچو یہ نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو۔

۵۔ ایک دوسرے سے بغض رکھنے اور دشمنی کے جذبات کو بھڑکانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے معاشرے کا امن تباہ ہو جاتا ہے۔

۶۔ بغض، حسد اور دشمنی جب زیادہ بڑھے تو انسان خواہ مخواہ دوسرے بھائی کے خلاف تباہی کے منصوبے سوچتا رہتا ہے اس لیے ان تمام برے اخلاق اور اعمال سے بچنے کی تلقین کی گئی اور مسلمانوں کو آپس میں بھائیوں کی طرح مل کر رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔

حدیث نمبر:18

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ إِلٰی صُوَرِکُمْ وَأَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ إِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَأَعْمَالِکُمْ (صحیح مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تشریح:

اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت کا معیار دنیا والوں کی طرح نہیں کہ اہل دنیا حسن و جمال ، مال و دولت اور عہدہ و منصب کو اہمیت دیتے ہیں اور ان کو ہی عزت کا معیار بناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نظر میں ان چیزوں کی اہمیت نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی واضح تعلیمات ہیں کہ تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا اس بنا پر کوئی صاحب فضیلت نہیں البتہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے ہاں معیار فضیلت تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کو کسی کا حسن و جمال یا کسی کا مال و دولت قطعاً متاثر نہیں کرسکتا ہاں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی بنیاد پر اور تمہارے ارادوں اور نیتوں کی بنیاد پر تم سے معاملہ فرمائے گا۔

حدیث نمبر:19

عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ ۔ (صحیح البخاری)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز فحش گو، لعنت وملامت کرنے والے اور گالی دینے والے نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کسی کو) سرزنش کرتے وقت کہتے۔ اس کو کیا ہوا، اس کی جبین خاک آلود ہو۔

تشریح:

حضرت انس رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ہیں وہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے شب و روز کے معمولات اور عادات سے خوب واقف تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ہرگز فحش گفتگو نہ فرماتے اور نہ ہی لعن طعن کرتے اور نہ ہی گالی دیتے۔ ایسا ہوتا بھی کیسے یہ رزائل اخلاق ایک عام مومن کے اخلاق کے بھی منافی ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تو معلم اخلاق ہیں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہرگز ہرگز ایسی بات نہ کرتے۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اگر کسی کے ناپسندیدہ فعل پر اس کو سرزنش کرنا مقصود ہوتا تو یوں کہتے کہ فلاں شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسا عمل کرتا ہے۔ اس کی جبین خاک آلود ہو۔ یہ ایسے کلمات ہیں جن سے کسی بھی شخص کو اس کی کوتاہی کا احساس دلایا جاسکتا ہے مگر اس کی دل آزاری نہیں ہوتی۔ اس حدیث کا عملی پہلو بھی یہی ہے کہ ہمیں اپنی زندگیوں سے سخت کلامی اور بداخلاقی کو نکال دینا چاہیے البتہ نرم اور شائستہ الفاظ کے ساتھ کسی کی سرزنش کی جاسکتی ہے۔

حدیث نمبر:20

عَنْ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ لَقِيْتُ أَبَاذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَ عَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلٰى غُلَامِهٖ حُلَّةٌ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّيْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهٗ بِأُمِّهٖ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَا أَبَاذَرٍّ أَعَيَّرْتَهٗ بِأُمِّهٖ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ (صحيح مسلم و صحيح البخاری)

ترجمہ: حضرت معرور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ربذہ کے مقام پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو ان (کے کندھوں) پر ایک دوشالہ/ چادر تھی اور ان کے غلام (کے کندھوں) پر بھی ایسی ہی چادر تھی۔ (حضرت معرور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے (ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے) کہا کہ ایک دفعہ میں نے کسی شخص کو اس کی ماں کی نسبت سے عار دلا کر گالی دی تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم وہ شخص ہو جس میں جاہلیت والی بات موجود ہے: (پھر فرمایا) یہ غلام تمہارے بھائی بندے ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے ماتحت کیا ہے تو جس کسی کے ماتحت اس کا بھائی ہو اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہو اور اسے وہی کچھ پہنائے جو خود پہنتا ہو اور ان کے ذمے تم ایسے کام نہ لگاؤ جن سے وہ عاجز آجائیں اور اگر ایسا کام ان کے ذمے لگاؤ تو ان کی مدد کرو۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

تشریح:

اس حدیث کے دو پہلو ہیں۔

۱۔ پہلا حصہ اس بات پر مشتمل ہے کہ ایک صحابی حضرت معرور رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام پر ایک ہی معیار کی چادریں دیکھیں تو حیران ہوئے کیونکہ عربوں میں اسلام سے پہلے کسی غلام کے ساتھ ایسا منصفانہ اور مساویانہ برتاؤ ممکن ہی نہ تھا۔ ان کے اس تعجب کے اظہار پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے غلاموں سے حسن سلوک سے پیش آنے کی حدیث بیان فرمائی۔ ساتھ ہی پورا پس منظر بھی بیان کیا کہ جن حالات میں وہ حدیث انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے سنی تھی اور اس پس منظر میں اگرچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی اپنی کمزوری ظاہر ہوتی تھی مگر ادب رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اور سچائی کا معیار دیکھیے کہ انہوں نے اپنی پرواہ کیے بغیر پورا واقعہ بیان کر دیا۔

۲۔ اس حدیث کا دوسرا پہلو غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کے بارے میں ہے۔ جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے غلاموں اور ماتحتوں کو وہ حقوق دیے جو جاہلیت کے زمانے میں تو کجا آج کی نام نہاد مہذب دنیا بھی اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے۔ غلام ہو یا ماتحت و ملازمین شریعت اسلامیہ انہیں انسان کے طور پر وہی حقوق عطا کرتی ہے جو دیگر انسانوں کے ہیں اور اس سلسلے میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتی۔

حدیث نمبر: 21

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

(صحیح مسلم و صحیح البخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو کوئی ہمارے (دینی) امور میں نئی بات داخل کرے جو اس میں پہلے نہ ہو تو وہ ناقابلِ قبول ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

تشریح:

اس حدیث پاک میں دین اسلام کی حدود کا تعین کیا گیا ہے۔ دین کی تعلیمات وہی کچھ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے بیان فرما دیں۔ ان تعلیمات کی وضاحت اور تفسیر تو کی جاسکتی ہے مگر ان میں اضافہ نہیں کیا جاسکتا اور جو کوئی ایسا کرے وہ ہرگز قابل قبول نہیں۔ البتہ دین میں نئی بات سے کونسی بات مراد ہے یہ وضاحت طلب امر ہے۔ اور جب ہم قرآن و حدیث کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ نئی بات جو دین کی تعلیمات کے منافی ہو یا دین میں بگاڑ پیدا کرے وہ بات ناقابلِ قبول ہے۔ مگر ایسی نئی بات جو دین کے مزاج سے ہم آہنگ ہو اور دینی امور میں معاون ثابت ہو وہ ممنوع نہیں ہے۔ جس کی بہت ساری مثالیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے ثابت ہیں۔ مثلاً تدوین قرآن، باجماعت نماز تراویح کا اہتمام، نمازِ جمعہ کے لیے دو اذانیں اور ان جیسے دیگر امور اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے زمانے میں نہیں تھے اور اس اعتبار سے یہ دین میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے دور کے بعد کا اضافہ ہیں مگر چونکہ یہ دین سے متصادم نہیں بلکہ مقاصد شرعیہ کے لیے معاون ہیں اس لیے جائز ہیں۔ یہی صورتحال دیگر کچھ امور کی ہے جیسے مساجد کا جدید سہولیات سے آراستہ ہونا، حج جیسے دینی امور کی انجام دہی کے لیے جدید وسائل سفر کا استعمال۔ علم کی ترویج و اشاعت کے لیے نئی ٹیکنالوجی کا استعمال اور بہت سے دیگر امور مباح ہیں ممنوع نہیں۔

حدیث نمبر:22

عَنْ أَبِی شُرَیْحٍ الْعَدَوِیِّ قَالَ سَمِعَتْ أُذُنَایَ وَأَبْصَرَتْ عَیْنَایَ حِینَ تَکَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَہُ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہُ جَائِزَتَہُ قَالَ وَمَا جَائِزَتُہُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ یَوْمٌ وَلَیْلَۃٌ وَالضِّیَافَۃُ ثَلَاثَۃُ أَیَّامٍ فَمَا کَانَ وَرَاءَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ عَلَیْہِ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا أَوْلِیَصْمُتْ

(صحیح مسلم و صحیح البخاری)

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

ترجمہ: ابو شریح العدوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے دیکھا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی جائز خاطر و مدارت کرے۔ پوچھا جائز خاطر مدارت کیا ہے یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک دن اور ایک رات اور مہمان نوازی تین دن تک ہے اور جو اس سے زائد ہو وہ صدقہ ہے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا چپ رہے۔

تشریح:

اس حدیث میں تین باتوں کی نصیحت کی گئی ہے۔

۱۔اکرام الجار: پہلی بات یہ ہے کہ ہر مومن اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ اکرام الجار میں اس کیساتھ حسنِ سلوک، خوش اخلاقی اور ہمدردی سب شامل ہیں۔ پڑوسی کو ستایا نہ جائے۔ اس کے ظلم و تعدی کو برداشت کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھ کو پڑوسی کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے رہے کہ میں نے سوچا کہ پڑوسی کو وارث قرار دے دینگے۔ ایک عورت روزہ رکھتی اور رات کو تہجد پڑھتی تھی مگر اپنے پڑوسیوں کو ستاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں جائے گی (مشکوٰۃ)

۲۔اکرام الضیف: اس حدیث میں دوسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ مہمان کی عزت افزائی اور خاطر مدارت کی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بذاتِ خود مہمان کی خدمت کیا کرتے تھے اور اس کی ناگوار باتوں پر بھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔

۳۔خاموشی کی فضیلت: تیسری بات یہ ہے کہ جو شخص کامل ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ غیر ضروری اور بیہودہ گفتگو نہ کرے۔ غیر ضروری گفتگو سے خاموشی بدرجہا بہتر ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق انسان جو کچھ بولتا ہے فرشتے اس کو اس کے اعمالنامہ میں لکھتے جاتے ہیں۔ لہٰذا انسان ہر لفظ کے لیے بارگاہِ ربانی میں جوابدہ ہے۔

حدیث میں ذکر کردہ تینوں باتیں بظاہر معمولی نظر آتی ہیں لیکن مجلسی آداب اور معاشرتی اخلاق کے اعتبار سے ان تینوں باتوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جس شخص کو اپنی زبان پر قابو ہوگا وہ اپنے وقار اور اپنی عزت و شرافت کو محفوظ رکھ سکے

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

گا ہمسائے کی عزت کرنے والا معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اسی طرح مہمان کی خاطرداری کرنے والا لوگوں میں نیک نامی حاصل کرتا ہے اور آخرت میں اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

حدیث نمبر:23

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ انْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهٖ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا إِيْمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْغَنِيمَةٍ أَوْأُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَاقَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ (صحیح مسلم و صحیح بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں نکلنے والے شخص سے (خوش ہوکر) فرماتا ہے کہ یہ شخص صرف مجھ پر ایمان لانے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرنے کی بنا پر (میری راہ میں) نکلا ہے اب میں اسے اگر واپس لاؤں گا تو اجر اور غنیمت کے ساتھ لاؤں گا۔ یا (اگر وہ شہید ہوا) تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اگر مجھے اپنی امت کا مشقت میں پڑنے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں کسی بھی سریہ یعنی جنگ میں پیچھے نہ رہتا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔

تشریح:

اللہ کی راہ میں جہاد کی فضیلت میں یہ ایک بے مثال حدیث ہے جس کے دو پہلو ہیں؛

ا۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے بندے کو پسند فرماتا ہے جو اس کی راہ میں خالصتاً اس کی رضا کی خاطر نکلے۔ ایسے بندے کے بارے میں اللہ فرماتا ہے کہ یہ چونکہ میری رضا کی خاطر نکلا ہے اس لیے اس کے لیے دو باتیں لازم ہیں۔ اگر زندہ واپس آئے گا تو کثیر اجر پائے گا اور مال غنیمت بھی اور اگر

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

واپس نہ آسکے اور شہید ہو جائے تو جنت اس کا مقدر ہے۔

۲۔ دوسرے حصے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم شہادت کی تمنا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کی راہ میں جہاد کی فضیلت کا بیان کتنا عظیم ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ بھی بار بار شہادت کی تمنا کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی آپ ﷺ اپنی امت پر اتنے شفیق ہیں کہ امت کی مشقت آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر گراں ہے اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے دانستہ کچھ لڑائیوں میں حصہ نہ لیا کہ کہیں یہ بات ہر حالت میں فرض قرار نہ پائے اور اگر ایسا ہو جاتا تو امت کے تمام افراد کے لیے باعث مشقت ہو جاتا۔

حدیث نمبر:24

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِی یَأْتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِیَامٍ وَزَكَاةٍ وَیَأْتِی قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ یُقْضٰی مَا عَلَیْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ (صحیح مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا مفلس ہم میں سے وہ شخص ہے جس کے پاس نہ تو درہم ہوں اور نہ مال و متاع۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کا مفلس شخص وہ ہے جو روز قیامت دنیا میں پڑھی گئی، نمازوں (دنیا میں رکھے گئے) روزوں اور مال سے دی گئی زکوٰۃ کے ساتھ حاضر ہوگا۔ اور وہ اس حال میں آیا ہوگا کہ دنیا میں کسی پر بہتان تراشا ہوگا اور کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو مارا ہوگا اور کسی کا مال کھایا ہوگا۔ پس اس کی نیکیوں میں سے اس کو بھی کچھ دے دی جائیں گی اور اس کو بھی۔ پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

قبل اس کے کہ لوگوں کے حقوق جو اس کے ذمے ہیں چکا دیے جائیں (یعنی اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں اور لوگوں کے حقوق ابھی باقی ہوں) تو ان لوگوں (حقداروں) کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے اور پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

تشریح:

اس حدیث میں حقوق العباد کی اہمیت بیان فرمائی گئی ہے۔ حقوق اللہ کی قبولیت تبھی ہوگی جب حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں برتی جائے گی۔ حقوق العباد، انسانوں کے باہمی معاملات اور تعلقات کا نام ہے۔ ان میں اگر کوتاہی ہوگی یا کوئی تقصیر سرزد ہوگی تو اس کی معافی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں نہیں رکھی بلکہ ان بندوں کے ہاتھ میں رکھی ہے جن کے ساتھ وہ ظلم یا زیادتی ہوئی ہے۔ اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "کہ جس بھائی نے دوسرے بھائی پر ظلم کیا ہو تو اس (ظالم بھائی) کو چاہیے کہ اس دنیا میں وہ اس (مظلوم بھائی) سے وہ ظلم معاف کرا لے ورنہ وہاں تاوان ادا کرنے کے لیے کسی کے پاس کوئی درہم یا دینار نہ ہوگا۔ صرف اعمال ہوں گے۔ ظالم کی نیکیاں مظلوم کو مل جائیں گی اور نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں ظالم کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی۔"

روز محشر ایسے ظالم کی نیکیاں مظلوموں کے اعمال میں شمار کی جائیں گی اور مظلوموں کی برائیاں اسے دے دی جائیں گی اور ساری بدکاریوں کا گٹھا اس کے سر پر اٹھوا کر اسے ہمیشہ کے لیے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

حدیث نمبر:25

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا فَقَالَتْ هَا تَعَالَ أُعْطِيكَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيهِ قَالَتْ أُعْطِيهِ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكِ لَوْلَمْ تُعْطِيهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ (سنن ابی داؤد)

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے اور مجھے میری والدہ نے بلایا اور کہا ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (میری والدہ سے) فرمایا تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ میں اسے کھجور دوں گی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر تو اسے کچھ نہ دیتی تو تیرے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ کا گناہ لکھا جاتا۔

تشریح:

یہ حدیث روزمرہ زندگی میں کی جانے والی بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتی ہے۔
حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ جب بچے تھے ان کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تشریف فرما تھے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ نے بلایا اور کہا ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی۔ اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا کچھ دینا بھی ہے یا یوں ہی بچے کو اپنے پاس بلانے کے لیے بہانہ کیا ہے۔

اس حدیث کے آخری حصے میں واضح ہوتا ہے کہ اگر ان کی والدہ کچھ دینے کا ارادہ نہ رکھتیں اور محض بہانے کے طور پر دینے کا کہتیں تو یہ گناہ شمار ہوتا۔ آج ہمیں اپنی زندگیوں سے ایسے بظاہر چھوٹے چھوٹے اعمال جو حقیقت میں گناہ ہوں، سے بچنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ گھروں میں عموماً والدین بچوں کو بہلانے کی خاطر ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اس حدیث کا ایک روحانی پہلو یہ بھی ہے کہ اس طرح بچوں سے بظاہر بے ضرر وعدہ خلافی اور غلط بیانی ان کی نفسیات اور ان کے اخلاق پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ اس لیے بچوں کو محض کم عمر سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ وعدہ خلافی اور غلط بیانی نہ کی جائے۔

مشق

سوال نمبر 1 درج ذیل سوالات کے جواب تفصیل سے دیں۔

الف۔ حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کون کون سے حقوق ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

ب۔ ایک دوسرے کو سلام کرنا اسلام کا بنیادی حکم ہے۔ حدیثِ مبارکہ کی رو سے سلام کرنے کے آداب بیان کریں۔

ج۔ اچھے اخلاق انبیاء علیہم السلام کی صحبت کا باعث ہے۔ تبصرہ کریں۔

د۔ حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں بتائیے کہ سچ بولنے والا تاجر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔

ہ۔ پڑوسیوں اور مہمانوں کے حقوق حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں قلمبند کریں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

سوال نمبر 2۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اپنی امت کا مفلس کسے قرار دیا ہے؟

ب۔ جھوٹے الزامات لگانے والوں کی کیا سزا ہے؟

ج۔ خوشامد کرنے کو برا کیوں سمجھا گیا ہے؟

د۔ والدین کے کون کون سے حقوق حدیثِ مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں؟

ہ۔ حدیثِ شریف کی روشنی میں پڑوسیوں کے تین حقوق بیان کریں۔

و۔ غلاموں کے تین حقوق بیان کریں۔

سوال نمبر 3 مناسب الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پر کریں۔

الف۔ حدیثِ مبارکہ کے مطابق ایک مومن کے دوسرے مومن پر ________ حقوق ہیں۔

ب۔ چھینکنے والے کی ________ چند لمحوں کے لیے رک جاتی ہے۔

ج۔ قیامت کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے نزدیک وہ شخص ہوگا جس کے ____ سب سے اچھے ہوں گے۔

د۔ حدیث شریف کے مطابق خوشامد کرنے والوں کے چہروں کو ________ کر دینا چاہیے۔

ہ۔ زبان کے زخم ________ کے زخم سے زیادہ سخت ہوتے ہیں۔

و۔ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے نزدیک فضیلت کا معیار صرف ________ تقویٰ ہے۔

ز۔ میزبان پر مہمان کی خاطر مدارت کا حق ________ دن کے لیے ہے۔

ح۔ انسانوں کے باہمی معاملات اور تعلقات کا نام ________ ہے۔

سرگرمی

اس باب میں شامل جو احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے لی گئیں ہیں۔ طلبہ انہیں ان کتابوں میں تلاش کر کے پڑھیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

باب سوم

علمی پیش رفت میں مسلمانوں کی خدمات

تدریسی مقاصد

اس سبق کے پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

اسلام میں علم کی اہمیت سے واقفیت حاصل کر سکیں نیز مسلمانوں کے شاندار علمی ماضی اور مختلف علوم میں مسلمانوں کی خدمات سے آگہی حاصل کرتے ہوئے ان میدانوں میں آگے بڑھنے کا جذبہ اپنے اندر بیدار کر سکیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

الف۔ اسلام سے قبل دنیا کی علمی حالت

اسلام سے پہلے چین، ہندوستان، مصر، بابل، اشوریا، یونان اور روما، علم کے مرکز مانے جاتے تھے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ یونان کے علاوہ باقی ملکوں کے علوم کو علوم کہنا، علم سے ناانصافی کرنا ہے۔

بابل، اشوریا اور مصر کے علوم زیادہ تر خرافات و توہمات، سحر اور جادو کا مجموعہ تھے۔ چین اور ہندوستان بھی سحر و طلسم کی فضا میں سانسیں لے رہے تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ چین نے اخلاقیات میں اور ہندوستان نے الٰہیات، ہیئت اور طب میں کچھ قدم آگے بڑھائے تھے۔ روما کا رشتہ علم سے برائے نام رہا، اور صرف یونان کا علم کے ساتھ تعلق رہا۔ رومن قوم کا مزاج علمی نہ تھا۔ یہ مادہ پرست قوم تھی، ملک گیری، شہنشاہی، لوٹ مار اور قوموں کو غلام بنانا، اس کا من پسند مشغلہ تھا۔

یونان میں بلاشبہ بلند پایہ حکماء (فلاسفہ) پیدا ہوئے اور انہوں نے انسانی ذہن و دماغ کے لیے نہایت قیمتی مواد بہم پہنچایا۔ دراصل یونان تمام پیش رو متمدن ملکوں کے علوم کا لائق وارث تھا۔ خاص طور پر مصر، بابل، اشوریا کے علوم اسی کو منتقل ہوگئے تھے، اسی لیے قدیم دنیا میں یونان آفتاب بن کر چمکا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے عقلی علوم کا سرچشمہ بھی یونان ہی بنا۔ مگر یونان میں بھی علم کا دائرہ، مدتوں چند افراد میں محدود رہا اور جب وسعت پیدا ہوئی تو علم کی جگہ ایک قسم کی ذہنی عیاشی نے لے لی۔ یونان کے حکماء و فلاسفہ لائق تعظیم ہی سہی مگر اس واقعہ سے کون انکار کرسکتا ہے کہ دوسرے ملکوں کی طرح یونان میں بھی علم نہ کبھی عام ہوا، نہ روزمرہ کی زندگی میں کبھی انسان کا رہنما بن سکا۔ قدیم دنیا میں علوم کے عام نہ ہونے کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ تحریر و کتابت کو ہر ملک میں ایک خاص گروہ نے اپنے لیے مخصوص کرلیا تھا اور دوسروں پر اس کا دروازہ بند تھا۔ مصر کا ہیروگلفی خط، بابل کا منجی خط اور چین کا طلسماتی خط، عام نہ تھا۔ تھوڑے سے آدمی جو ایک خاندان یا ایک طبقے کے ہوتے تھے، اسے جانتے اور برتتے تھے۔ علم سینہ بسینہ چلتا تھا۔ کتابیں لکھی نہیں جاتی تھیں، یاد کرلی جاتی تھیں اور یاد کرادی جاتی تھیں۔ کیونکہ علم خاص خاص طبقوں کی میراث تھا اور دوسروں میں اس کی اشاعت ممنوع تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ علم تھا، چند نفوس میں محصور ہوکر رہ گیا اور ایک قسم کا طلسمی راز بن گیا تھا۔

دنیا کی تمام تہذیبیں، دین و مذہب کی بنیادوں پر استوار ہوئی تھیں، مگر اسلام کے علاوہ کسی دین نے بھی اپنی دعوت کی اساس علم و عقل پر نہیں رکھی۔ تمام دینوں نے اپنی دعوت میں عقل و استدلال سے نہیں، صرف معجزات و خوارق سے کام لیا، عقل انسانی کو مخاطب نہیں کیا۔ عقل سے کام لینے کا حکم بھی نہیں دیا۔ اسی لیے قدیم دنیا میں علم کی اہمیت بھی تسلیم نہ کی گئی۔ لوگ اندھی تقلید، جمود، توہمات، خرافات کی دلدلوں میں دھنستے چلے گئے۔ یونان ایک ایسا ملک تھا جہاں علم کو سانس لینے اور پھولنے پھلنے کا موقع ملا۔ لیکن اس کے باوجود یونان بھی ایسے علم و علماء کو برداشت نہیں کرتا تھا جو اس کے توہمات کا ساتھ نہ دیں۔ وہ یونان ہی تھا جس نے سقراط جیسے حکیم کو زہر کا پیالہ پلایا وہ یونان ہی تو تھا جہاں افلاطون مخصوص شاگردوں کے

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

علاوہ کسی کے سامنے اپنے علمی خیالات ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ وہ یونان ہی تو تھا جہاں سے یورپیڈیز کو بھاگنا پڑا تھا۔ وہ یونان ہی تو تھا جہاں انقلس سنگ سار ہوتے ہوتے بچا۔ اور وہ یونان ہی تو تھا جس کے رئیس الفلاسفہ ارسطو کو محض اس لیے وطن سے فرار ہو جانا پڑا کہ اس کا علم، اس کے ہم وطنوں کے توہمات کا ساتھ نہ دے سکتا تھا۔

مسیحی دین (عیسائیت) اپنے وطن ایشیا سے کہیں پہلے یورپ میں پھلا پھولا۔ مگر مسیحی دین یورپ کو لے بھی ڈوبا۔ روما کی سلطنت جہانگیر و جہاں دار تھی لیکن مسیحی دین قبول کرتے ہی سلطنت کو گھن لگنا شروع ہوگیا اور یہ گھن سلطنت کو تباہ کر کے ہی دور ہوا۔ مسیحیت کا چنگل جب تک مضبوط رہا، یورپ جہل و جمود کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبا رہا۔

یورپ میں مسیحیت کو دوسری صدی عیسوی میں عروج حاصل ہو چکا تھا۔ عیسائیت رومن دنیا کا سرکاری مذہب قرار پا گئی۔ اس واقعہ سے پہلے عیسائیت یورپ میں بہت مظلوم تھی۔ اب دفعتاً اقتدار پا کے خود ظلم و جور کا نمونہ بن گئی اور دوسرے دینوں ہی کو نہیں، بلکہ تمام قدیم علوم و فنون کی جڑ بھی اکھاڑ پھینکنے کی اس نے پوری کوشش کی۔ مسیحیت کی علم دشمنی پندرہ سو سال جاری رہی، جس نے یورپ کو اسفل السافلین میں دھکیل دیا تھا۔ کلیسا کی یہ علم دشمنی اس زمانے تک ہی نہیں رہی جسے بجا طور پر "عہد تاریک" کہا جاتا ہے اور جس میں پوپ (POPE) کو دنیاوی اقتدار بھی حاصل تھا، بلکہ پوپ کے اختیارات سلب ہو جانے کے بعد بھی کلیسا علم کی بیخ کنی پر کمر بستہ رہا۔

ب۔ اسلام سے پہلے عربوں کے حالات

عرب سادہ مزاج تھے ان کے قومی اخلاق میں سخاوت، مہمان نوازی، ایفائے عہد، اخوت، شجاعت اور باہمی ہمدردی کے اوصاف نمایاں تھے۔ وہ آزادی کے شیدائی اور زبان دانی میں بے مثال تھے۔ عربی شاعری حقیقت نگاری کا آئینہ دار تھی۔ اسلام سے پہلے عربوں کی زبان میں پختگی اور وسعت آ چکی تھی۔ بے شمار نظمیں زمانہ جاہلیت کی طرف منسوب ہیں۔ کعبے میں لٹکائی جانے والی سات مشہور نظمیں اسی عہد کی یادگار ہیں۔ نثر میں بھی بہت سی مطبوعہ تقریریں، ضرب الامثال، کہانیوں اور کاہنوں اور حکموں (نجوں) کے فیصلوں کی صورت میں ان کی یادگاریں ہم تک پہنچیں۔ ان کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عربوں میں بلاغت، ظرافت، حسن ذوق اور وسعت نظر کا معیار بلند تھا۔ عرب تمام غیر عربوں کو عجمی یعنی گونگے کہتے تھے۔ قدیم حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں تعلیم گاہیں تھیں۔ چنانچہ مکہ کے قریب ایک ایسی تعلیم گاہ تھی جس میں قبیلہ ہذیل کی ایک عورت ظلمہ نے بچپن میں تعلیم پائی تھی۔ ورقہ بن نوفل مکے کا ایک باشندہ تھا جس نے زمانہ جاہلیت میں توریت اور انجیل کو عربی میں منتقل کیا۔ غالباً یہ مکے کے اہل علم تھے جنہوں نے عربی زبان کو سب سے پہلے ایک تحریری زبان کی حیثیت عطا کی تھی جیسا کہ غزوہ بدر کے قیدیوں کے واقعے سے ظاہر ہے ادبی ذوق زمانہ جاہلیت میں صرف عربوں میں ہی نہ تھا

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

بلکہ عرب میں رہنے والے دوسرے قبیلوں میں بھی موجود تھا۔ مدینہ منورہ کے یہودیوں نے ایک بیت المدارس قائم کر رکھا تھا جو ایک نیم عدالتی اور نیم تعلیمی ادارہ تھا۔ زمانہ جاہلیت میں عربی زبان میں لکھنے پڑھنے کے کئی الفاظ ملتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عربی زبان کی پختگی اور وسعت، چند لوگوں کے لکھنے پڑھنے میں مہارت، مدینے میں بیت المدارس کی موجودگی، عربوں کا شعری ذوق اور قصہ خوانی کی مجالس کے باوجود عرب معاشرہ جاہلیت کا شکار اور تہذیب سے عاری تھا۔

سرزمینِ عرب میں کتابت کی ابتداء

کتابت تہذیب و تمدن کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔ اسی وجہ سے مصری اور فینقی لوگ اس فن میں سب سے پیش پیش تھے جبکہ دیہاتی خانہ بدوش اس سے ناواقف تھے۔ عربوں میں سے بھی اسی خطہ کے بعض لوگ اس سے آشنا تھے جو تہذیب سے آراستہ تھے اور وہاں کی آبادی ترقی یافتہ تھی۔

یمنی لوگ جو رسم الخط استعمال کرتے تھے اسے وہ اپنی لغت میں ''مسند'' کہتے تھے۔ وہ کتابت میں جدا جدا حروف لکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ رسم الخط بذریعہ وحی حضرت ہود علیہ السلام کے کاتب پر نازل ہوا ہے۔

عرب زبان دان

عرب ان قوموں میں سے ایک ہے جس کو مورخین اپنی اصطلاح میں سامی اقوام (سام بن نوح کی اولاد) کہتے ہیں۔ جو بابلی، اشوری عبرانی، آرامی اور حبشی اقوام ہیں۔ دراصل تمام اقوام کی جڑ ایک ہی ہے۔

عربی زبان سامی زبانوں میں سے ایک ہے۔ یہ ایک ہی جڑ سے پھوٹی اور ایک ہی زمین سے پیدا ہوئی ہے۔ جب گنجان آبادی کی وجہ سے سامی قومیں مختلف مقامات کی طرف نکلیں تو آپس کی جدائی اور دوسروں کے میل جول کی وجہ سے ان کی زبانوں میں اختلاف ہونا شروع ہوگیا۔ تعلقات کے انقطاع، ماحول کے اثرات اور مدت کی درازی کی بنا پر یہ اختلاف بڑھتا گیا حتیٰ کہ ہر لہجہ مختلف زبان بن گیا۔

سامی اقوام میں عرب لوگ فطرتاً شاعری پر عبور رکھتے تھے۔ عربوں کے دلوں میں شاعری کی تاثیر اور شاعروں کی جو قدر و منزلت تھی، تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ اس سلسلے میں اعشیٰ، حسّان، بنو عبدالمدان کے قصے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جس طرح عرب خارجی اثرات سے پاک تھے اس طرح صحیفہ فطرت کے سوا ہر قسم کے کتابی علم سے ناآشنا تھے۔ یعنی اس کے ذریعے سے وہ دوسری اقوام کے دماغی اثرات سے محفوظ تھے۔ وہ امی تھے تاکہ ایک امی معلم کی زبانی تعلیم کے قبول کرنے کے لیے ہر طرح سے تیار رہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

عرب ذہین اور حافظہ کے تیز تھے، ان کو اپنی یاداشت کے لیے تحریری اوراق اور وسعتوں پر بھروسہ کرنے کی بجائے خود اپنے دماغ پر بھروسہ کرنے کی عادت تھی۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کا ذہن اور حافظہ بہت قوی تھا۔ یہی سبب ہے کہ ان کے شعراء اپنے بڑے بڑے قصیدوں کو زبانی پڑھتے تھے جو کچھ کہتے تھے اس کو زبانی یاد رکھتے تھے۔

دنیا اور عرب کی سرزمین اسی ظلمت میں تھی کہ صبح سعادت نمودار ہوئی اور خورشید نبوت کے طلوع کا غلغلہ برپا ہوا۔ ظلمت شب کافور ہوئی اور تھوڑی دیر میں ذرہ ذرہ سورج کی کرنوں سے پُر نور ہو گیا۔ جزیرہ نما عرب میں وہ نورِ مبین چمکا جس کی روشنی نے عالم کو منور کر دیا۔ اسلام کی روشنی نے بدتہذیبوں کو تمدن کا علمبردار بنا دیا۔

اسلام سے قبل عربوں کا تعلیمی پس منظر

سرزمین عرب پر تعلیمی صورتحال انتہائی ابتر تھی ۔ لوگ صحراؤں میں رہتے اور خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس وجہ سے کوئی باقاعدہ تعلیمی نظام وجود میں نہ آسکا۔ زمانہ جاہلیت میں جو تعلیم کی جھلک نظر آتی ہے وہ ذیل میں درج ہے۔

ا۔ زبان دانی

اہل عرب کو اپنی زبان دانی پر فخر تھا اس لیے وہ باقی دنیا کو عجمی یعنی گونگا کہتے تھے۔

۲۔ خواندگی:

خواندگی کی شرح کم تھی تاہم جو لوگ پڑھے لکھے تھے وہ اپنی قادر الکلامی کی وجہ سے عرب معاشرے پر چھائے ہوئے تھے۔

۳۔ لکھنے پڑھنے کا سامان:

ایسے آلات کا سراغ ملا ہے جو پڑھنے لکھنے میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً لوح، مرقوم، کاتب، کتب، صحف، قرطاس۔ اس کا مطلب ہے کہ عرب کے بے شک چند لوگ ہی پڑھے لکھے سہی لیکن تعلیم بہرحال ابتدا ہی میں موجود تھی۔

۴۔ بعثت رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے وقت تعلیمی صورتحال:

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بعثت کے وقت شہر مکہ میں تقریباً اٹھارہ افراد تعلیمی مہارتوں سے ابتدائی طور پر واقف تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیمی صورتحال انتہائی پس ماندہ تھی اور اہلِ عرب علم کے نور سے محروم تھے۔ وہ شاعری میں تو بہت آگے نکلے ہوئے تھے لیکن باقاعدہ تعلیمی اداروں کا رجحان نہ تھا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

ج۔ اسلام کا ترویجِ علم میں رویہ

علم کا مفہوم

علم کے معنی 'جاننا' ہیں علم کے ذریعے انسان کو روشنی ملتی ہے۔ اس روشنی کی مدد سے وہ اندھیروں سے نکل آتا ہے اور گمراہی کے رستے پر چلنے کے بجائے سچے اور سیدھے رستے پر چلتا ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں علم کی اہمیت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر علم کی فضیلت اور اہمیت کو بیان کیا ہے۔ چند عنوانات کے تحت علم کی اہمیت کو بیان کیا جاتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے خود انسان کو علم سکھایا"

ارشاد باری تعالیٰ ہے "اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا" (العلق: ۵)

اس آیت کریمہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تعلیم ایک مقدس عمل ہے۔ جو خود اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لیے سرانجام دیا یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "اس نے آسمان اور زمین کی ہر چیز کو تمہارے لیے مسخر کر دیا"۔ حقیقت میں یہ آیت کریمہ انسان کو دعوت فکر دے رہی ہے کہ وہ کائنات کی ہر اس چیز پر غور کرے اور یہ غور و فکر ہی وہ عمل ہے جس نے انسان کو اس قابل بنایا کہ مختلف قسم کے سائنسی انکشافات کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے اور زیورِ علم سے آراستہ کیا اللہ تعالیٰ نے علم کے ذریعے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں پر برتری عطا کی۔

سورۃ المجادلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ (المجادلہ : ۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنین کے درجے اور اہلِ علم کے درجے بلند کرے گا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

سورۃ فاطر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ (28)

ترجمہ: خدا سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو صحیح معنوں میں عالم ہیں۔

علم کی اہمیت: احادیث کی روشنی میں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ارشادات میں بھی علم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔ درج ذیل احادیث علم کی فضیلت پر روشنی ڈالتی ہیں۔

- علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (سنن ابن ماجہ)
- عالم کو عابد پر ایسے ہی فضیلت حاصل ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو ستاروں پر (سنن ابی داؤد)
  علم سیکھو اس لیے کہ یہ حلال و حرام میں تمیز سکھاتا ہے اور اہلِ جنت کا راستہ بتاتا ہے۔ وحشت میں انس و محبت پیدا کرتا ہے، تنہائی کا ساتھی ہے، مسرت و تنگدستی میں رہنما ہے، دشمنوں کے مقابلے کا بہترین ہتھیار ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قوموں کو عروج عطا کرتا ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ 166/1 واخلاق العلماء للآجری)
- علم دنیا اور آخرت میں فلاح کا ذریعہ ہے۔
- جو شخص علم کے بارے میں بات چیت کرتا ہے تو وہ گویا خدا تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء و جامع بیان العلم وفضلہ)
- طالب علم کے لیے فرشتے اپنے پَر بچھاتے ہیں (ابن ماجہ ومسند احمد)

د۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اور اشاعت علم

قبل از اسلام اہل عرب کے ہاں علمی اور تدریسی روایت موجود نہیں تھی اور وہ تہذیب اور تعلیمی مراکز سے دور صحراؤں اور ریگستانوں میں سادہ اور فطری زندگی گزارتے تھے۔ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ان حالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم عرب کے مرکزی شہر مکہ میں مبعوث ہوئے جہاں صرف سترہ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

امی عربوں کے امی نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ یہ تھی۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔
گویا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی بعثت کا مقصد ہی دنیا میں اشاعت علم و حکمت تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو معلم بنانے والی ہستی خود ذات باری تعالیٰ ہے۔ دنیا کے جدید اور قدیم علوم آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی فیوض و برکات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ہی مدینۃ العلم یعنی علم کا شہر ہیں اس کے باوجود آپ ہمیشہ علم میں اضافہ کی دعا کرتے تھے۔

رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا
اے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

ظہور اسلام سے قبل عرب جہالت کا گہوارہ تھا۔ پڑھے لکھے لوگ انگلیوں پر گنے جاسکتے تھے۔ اسلام نے لکھنے پڑھنے پر اسقدر زور دیا کہ عرب کے جاہل بھی زیور علم و حکمت سے آراستہ ہو کر علمی مجالس کی زینت بننے لگے۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں اسے ترقی ملی۔ جابجا علمی مراکز قائم ہوئے۔ حکام و عمال کے فرائض میں ایک فریضہ یہ تھا کہ علم کو فروغ دیں۔ فوجی امراء اچھے خاصے تعلیم یافتہ تھے۔ شہروں میں معلم مقرر کیے گئے جو کتاب و سنت کی تعلیم دیتے تھے۔ علم کی طلب دنیا کے لیے نہ تھی بلکہ دین اسلام کی خدمت تھی۔ مسجدیں اور مکتب قائم تھے، لوگوں کو فقہ، حدیث اور قرآن کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس دور میں علم کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ لوگ دیوانہ وار اس متاع عزیز کو حاصل کرنے کے لیے مصروفِ سعی تھے۔

ہجرت کے بعد سے سیاسی معاہدات، سرکاری خط و کتابت، فوجی مہمات میں جانے والے رضا کاروں کی فہرستیں، مختلف مقامات مثلاً مکہ، نجد، خیبر وغیرہ میں مقرر کردہ نامہ نگاروں کے مراسلات، مردم شماری اور اس طرح کے بہت سے معاملات خوانگی کو ترقی دینے میں مددگار تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے تقریباً تین سو خطوط تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں حالانکہ صحیح تعداد اس سے بہت زیادہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی حکومت جزیرۃ العرب کے وسیع علاقے پر قائم ہو چکی تھی اور اسلامی تحریک ہمسایہ ممالک سے بھی لاتعلق نہیں تھی۔

تعلیمی فروغ کے سلسلے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی خصوصی اصلاحات بھی قابلِ ذکر ہیں۔ مثلاً عرب میں خطوط پر مہر لگانے کا رواج سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ہی نے دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم تحریر کی صفائی اور وضاحت کی تاکید فرماتے تھے مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ کاغذ موڑنے سے پہلے اس کی سیاہی کو ریت ڈال کر خشک کر لو۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

ترویج علم

یہ شرف اور افتخار صرف اسلام کو حاصل ہوا ہے کہ اسے بنی نوع انسان کو علم کی صحیح قدر و قیمت سے آگاہ کیا۔ نیز اس نے علم و تعلیم کے دروازے امیر و غریب، مرد و عورت اور چھوٹے بڑے سب پر یکساں کھول دیے بلکہ حصول علم ہر مسلمان کے لیے لازم کر دیا اور حکومت اسلامی کے فرائض میں مفت تعلیم کی سہولیات لازمی ٹھہرائیں۔

مکی زندگی اور تعلیمی حکمت عملی

اسلام کا پہلا مدرسہ دارِ ارقم

دنیا کی کسی مقدس کتاب نے تعلیم کو وہ اہمیت نہیں دی جو قرآن دیتا ہے۔ بعثت کے ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحابہٖ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ایک مدرسہ کھول دیا۔ کوہ صفا کی بلندی پر حضرت ارقم رضی اللہ عنہ جو اولین اسلام لانے والوں میں سے تھے، کے گھر میں اسلام کا پہلا مدرسہ قائم ہو گیا۔ ساری تعلیم زبانی تھی۔ جو لوگ مسلمان ہو جاتے تھے چھپ چھپ کر اس گھر میں جمع ہو جاتے تھے اور قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اس زمانے میں دو وقت کی نماز فرض تھی، مغرب اور فجر۔ قرآن کا جو حصہ نازل ہوتا، صحابہ کرام اسے سیکھتے اور زبانی یاد کر لیتے۔ ہجرت سے قبل مدینے کے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے آپ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن العاص رضی اللہ عنہ کو وہاں روانہ کیا تھا وہ وہاں لوگوں کو قرآن مجید سکھاتے تھے اور نماز کی تعلیم دیتے تھے۔ سعد بن العاص رضی اللہ عنہ خوش نویس آدمی تھے۔ انہوں نے لوگوں کو تحریر و کتابت سکھانا شروع کر دی۔

صُفّہ:

نبی کریم ﷺ نے مدینہ تشریف لا کر سب سے پہلا جو کام کیا وہ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر ہے۔ مسجد اسلام کی اولین تعلیم گاہ ہے۔ جہاں استاد و شاگرد جمع ہوتے اور درس و تدریس کی محفل جمتی ہے۔ مسجد مختلف کاموں کا مرکز ہے۔ اس لئے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے مسجد تعمیر کی۔ مسجد کے داہنے ہاتھ ایک چبوترا بھی بنایا گیا جس کو صُفّہ کہتے ہیں۔ نو وارد مہمان اس

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

صفہ میں قیام کرتے تھے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم بھی تشریف فرما ہوتے تھے تاکہ ہر آنے والے کو پتہ چلے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کون ہیں۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن مجید اور دین کی تعلیم دیتے تھے۔ مدینہ میں یہ اسلام کا تبلیغی مرکز تھا۔ عام طور پر اطراف مدینہ سے اور دیہات سے نئے مسلمان آتے، چند روز قیام کرتے، قرآن مجید اور دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

مدینہ مرکز علم

اسلامی سیاست میں مدینہ کو مرکزیت حاصل تھی۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا مستقل قیام مدینہ میں تھا۔ اس کے ساتھ تعلیم کا مرکز بھی مدینہ ہی تھا۔ ابتدائی دور میں دوسرے قبیلوں میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ اس لیے مرکز کی حفاظت کے لیے زیادہ مسلم آبادی کی ضرورت تھی۔ آبادی اور تعلیمی اشاعت کے مسئلے سے نپٹنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے باہر کے مسلمان قبائل کو مدینہ آنے کی دعوت دی۔ بہت سے بیرونی قبائل مدینہ آ کر آباد ہو گئے۔ مدینہ میں آبادی کی کثرت سے تعلیم اور تربیت کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ مسلمانوں کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے علاوہ بھی مسجدیں تعمیر کرنی پڑیں۔

اشاعت تعلیم کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی کوششیں

جنگ بدر

مدینہ میں ہجرت کے دوسرے سال جنگ بدر واقع ہوئی۔ اس جنگ میں قریش کے کچھ آدمی قید ہو گئے تھے۔ ان میں کچھ خواندہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دس افراد کو کتابت سکھا دے گا تو اسے رہائی مل جائے گی۔ یہ ان کا زرِ فدیہ تصور ہوگا۔ تاریخ عالم میں یہ اپنی نوعیت کا منفرد واقعہ ہے کہ حکمران نے رقم وصول کرنے کی بجائے افراد کو خواندہ بنوانے کو ترجیح دی۔

وفود

جن قبائل کے وفود مسلمان ہونے کے لیے آتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے حوالے کر دیتے۔ تعلیم یافتہ افراد کو دیہات میں قبائل کے پاس بھی بھیجتے تھے۔ وہ وہاں جا کر دین کی تعلیم دیتے تھے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

تعلیمی ادارے

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحابہٖ وسلّم نے تعلیم و تدریس کے لیے مختلف حلقے اور مختلف سطحیں مقرر فرمائیں۔ ایک حلقہ عمومی تعلیم کا تھا دوسرا حلقہ عورتوں کی خصوصی تعلیم کا تھا۔ جس کے لیے ہفتے میں ایک دن مخصوص کر دیا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مامور کیا گیا تاکہ وہ نظامِ معاشرت میں خواتین کو تعلیم دے سکیں۔

تیسرا حلقہ خاص خاص موقعوں پر خاص خاص افراد کو انفرادی طور پر تعلیم و تربیت دینے کا تھا۔

چوتھا حلقہ باہر سے حصول تعلیم کے لیے آنے والے وفود کو انفرادی طور پر تعلیم و تربیت دینے کا تھا۔

علوم وفنون میں مسلمانوں کی خدمات

قرآن مجید کی رو سے انسان کو تمام مخلوقات پر صرف علم کی بدولت ہی برتری حاصل ہے۔ صاحب علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: ”تم میں سے جو لوگ ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوئے اور جن کو علم کی دولت سے نوازا گیا اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرے گا۔“ (سورہ المجادلہ آیت 11)

مسلمان اس قدر سرگرمی اور تن دہی سے علم وحکمت کی تلاش میں سرگرداں ہوگئے کہ انسانی تاریخ میں اس نوع کی سرگرمیوں کا اور کہیں سراغ نہیں ملتا۔ اسلام کے تبلیغی دین ہونے کا فطری نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں اسلامی تہذیب و ثقافت کا ان اقوام کے عقائد، اخلاق ومعیشت اور معاشرت پر گہرا اثر ہوا جو حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ وہاں مسلمانوں نے دیگر اقوام کی ایسی تحقیقات قبول کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی جن کا تعلق علوم طبیعیہ سے تھا۔ مسلمانوں نے اس وقت تک کے انسانی علوم کا ترکہ سمیٹا اسے اوہام وخرافات سے پاک کیا۔ نئی تحقیقات کی بنیاد رکھی۔ اس امر کی مثال نہ پہلے تھی نہ اب تک ہے کہ خلفاء اور امراء اپنے محلوں سے اُٹھ کر کتب خانوں اور رصد گاہوں میں جاتے تھے۔ وہ اہلِ علم کے خطبات سنتے اور ان سے مسائل ریاضی کے متعلق مذاکرات کرتے تھے۔

عربوں کو ایران وشام سے جو یونانی علوم کا ذخیرہ ملا انہوں نے صرف اس کی طرف توجہ پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ ان پر تنقید بھی کی۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

ہ۔ خلافتِ راشدہ سے عصرِ عباسی تک مسلمانوں کی علمی خدمات

خلافتِ راشدہ

رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے بعد آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں چار حضرات یکے بعد دیگرے مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ یہ چاروں اصحاب دربارِ رسالت کے تربیت یافتہ تھے۔ چونکہ نورِ نبوت سے براہِ راست ہدایت یافتہ تھے اس لیے راشدین کہلائے اور ان کا عہد خلافت راشدہ کے نام سے مشہور ہوا۔ خلفائے راشدین نے اس بات کی انتہائی کوشش کی کہ سرورِ کائنات کے نقشِ قدم پر چل کر جمہور مسلمانوں کو اسلامی زندگی کا عادی بنائیں۔ ہر کام پر خدا تعالیٰ کی رضامندی، عوام کی فلاح و بہبود اور اتباعِ سنت ان کا مقصدِ حیات تھا۔

اس وقت علم کا بیشتر سرمایہ قرآن وسنت کی تعلیمات تھیں۔ فقہ کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ فقہ حکومت، عبادات، معاملات اور ذاتی واخلاقی کردار کے بارے میں تمام قوانین وقواعد کے علم کا نام ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بلند پایہ فقہاء تھے۔ خلافت راشدہ میں احادیث کے مجموعے لکھے گئے۔

خلافتِ راشدہ میں علمی خدمات

خلفائے راشدین کے عہد میں مسلمانوں میں شرح خواندگی کافی زیادہ ہو چکی تھی اور علمی رجحان فروغ پا چکا تھا اور لکھنے لکھانے کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اسلامی سلطنت چونکہ مصر، ایران، روم اور افریقہ تک پھیل چکی تھی اسلیے اسلامی نظام حیات کو عملاً نافذ کرنا ضروری تھا۔ خلافت راشدہ کے دوران مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے مختلف علاقوں کے سفر کیے اس سے اسلامی افکار کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔

الف۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (11ھ تا13ھ)

ان کے دور میں تعلیمی کوششیں یہ تھیں۔

ا۔ قرآنِ مجید کا مدون کرنا

آپ رضی اللہ عنہ کا کارنامہ قرآنِ مجید کو کتابی صورت میں مدون کرنا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۲۔ تعلیم نسواں

تعلیم نسواں کے سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے نام نمایاں ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اگرچہ اس دور میں فقط چھ ماہ زندہ رہیں تاہم ان کا گھر خواتین کی تعلیم کا مرکز تھا جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے بھی تعلیم پر توجہ دی۔

۳۔ بزرگ صحابہ رضی اللہ عنھم کی خدمات

آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں بہت سے بزرگ صحابہ نے تعلیم و تدریس کے ضمن میں نمایاں خدمات سرانجام دیں مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب، حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (13ھ تا 23ھ)

عہدِ فاروقی میں تعلیمی ارتقاء کے احوال درج ذیل ہیں۔

نصاب:

نصاب میں قرآن، حدیث، فقہ، حفظ، اشعار اور فن کتابت شامل تھے۔

طریق تدریس:

طریق تدریس میں ذہین طلباء کو علیحدہ اور کم ذہین طلباء کو علیحدہ پڑھایا جاتا تھا۔ جب تک بچہ سبق اچھی طرح یاد نہیں کرلیتا تھا اسے آگے نہیں پڑھایا جاتا تھا۔

لازمی تعلیم:

آپ رضی اللہ عنہ نے لازمی تعلیم کے لیے اقدامات کیے اور گشتی معلم مقرر کیے جو دیہاتوں میں جاکر تعلیم دیتے تھے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تعلیم نسواں:

اس دور میں خواتین کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جاتا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا قرأت اور کتابت کے سلسلہ میں ایک مدرسہ چلا رہی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پردے کے پیچھے بیٹھ کر مردوں کے سوالات کا جواب دیتیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا اگرچہ چھوٹی عمر میں تھیں تاہم وہ اپنے گھر پر اپنی ہم عمر بچیوں کو قرآن حفظ کرواتیں اور ناظرہ کی تعلیم دیتی تھیں۔

تعلیمی انتظام:

چھوٹے بچوں کو والدین گھر پر ہی تعلیم دیتے تھے۔ بالغوں کے لیے مساجد میں تعلیمی حلقے قائم تھے۔ ان حلقوں کی کل تعداد تمام اسلامی ریاست میں چار ہزار نو سو کے قریب تھی اور یہ حکومت کی نگرانی میں کام کرتے تھے۔

علمی تربیت:

اس عمر میں نوجوانوں کی اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ انہیں چست، توانا اور مستعد بنانے پر توجہ دی جاتی تھی۔

اساتذہ کی تنخواہیں:

اس عہد میں اساتذہ کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کی گئیں۔ ہر استاد کو پندرہ درہم باقاعدہ مشاہرہ ملتا تھا۔ بعض طلباء کے لیے بھی وظائف مقرر تھے۔

تعلیم جسمانی:

اس دور میں تیر اندازی، نشانہ بازی، دوڑنا، تیرنا ہم نصابی سرگرمیوں میں شامل تھا۔ گویا تعلیم جسمانی کا باقاعدہ اہتمام تھا۔

اعلیٰ تعلیم:

اس دور میں مکہ، مدینہ، کوفہ، دمشق، قاہرہ اور بصرہ میں اعلیٰ تعلیم کے مراکز قائم تھے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ابتدائی تعلیم:

اس دور میں تدریس کے باقاعدہ اوقات مقرر کیے گئے۔ جمعہ کو تعطیل کا دن قرار دیا گیا اور ابتدائی تعلیم کی سرکاری سرپرستی کی گئی۔ ابتدائی تعلیم بچے اور بچیاں اکٹھے مساجد میں حاصل کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (23ھ تا 35ھ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں تعلیمی ارتقاء کے احوال درج ذیل ہیں:

قرآنِ مجید کا مستند نسخہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآنِ مجید کا مستند نسخہ تیار کرانے کے لیے 35ھ میں ایک کمیشن مقرر کیا۔ اس کمیشن کے سربراہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ اس نسخہ کو "امام نسخہ" کہا گیا۔ لوگوں کو حکم جاری کیا گیا کہ وہ اپنے ذاتی قرآن مجید ضائع کر دیں اور صرف اس نسخہ کے مطابق نقل تیار کر کے اپنے پاس رکھیں۔ اسی امام نسخہ کی چار نقول جامع مسجد بصرہ، جامع مسجد کوفہ، جامع مسجد قاہرہ اور جامع مسجد دمشق میں رکھوا دی گئیں۔

عربی رسم الخط:

آپ رضی اللہ عنہ کے عہد تک عربی سلطنت وسیع ہو چکی تھی اور عجمی قبائل اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ قرآن مجید کی کتابت کے سلسلے میں بعض املاء کے اختلافات پیدا ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عربی رسم الخط متعین کیا اور املاء کے اختلافات دور کیے۔

قاریوں کا تقرر:

آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قاری مقرر کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو کوفہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو شام، حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ کو مکہ اور حضرت عامر بن عبد قیس رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں قاری مقرر کیا۔ مسلمانوں کے لیے یہ عام حکم تھا کہ ان قاریوں کا لب و لہجہ اختیار کریں۔ اس طرح قرأت کے اختلافات دور کرنے میں مدد ملی۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (35ھ تا 40ھ)

تعلیمی ترقی کا جو عمل حضرت علیؓ سے پہلے خلفائے ثلاثہ کے ادوار میں شروع ہوا تھا وہ بلا تعطل ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں بھی قائم رہا۔ معلم اور متعلم کے درمیان تعلیم و تعلم کا مضبوط، پائیدار اور بہترین تعلق قائم ہو چکا تھا اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس کے لیے مختلف حلقے قائم کیے گئے تھے۔ چونکہ فتوحات کی بدولت اسلامی سلطنت وسیع سے وسیع تر ہو رہی تھی اور بہت سے عجمی لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ عربی زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے ان افراد کے لیے قرآن کریم کی تلاوت مشکل تھا۔ ان اہل عجم کے لیے عربی زبان اور رسم الخط سمجھنے کے لیے اقدامات کرنے کی ضرورت تھی۔ حضرت علیؓ نے اپنے قریبی ساتھی اور مشہور تابعی ابوالاسود دولی کو یہ اہم ذمہ داری سونپی۔ ابوالاسود دولی نے مصحفِ قرآنی پر نقطے لگا کر غیر عرب کے لیے آسانی پیدا کر دی۔ اس کے ساتھ ساتھ اُس نے عربی زبان کے نحوی قواعد بھی وضع کیے جس کی بدولت غیر عرب لوگوں کو عربی زبان سمجھنے اور سیکھنے میں آسانی پیدا ہوئی۔

عہدِ بنو امیہ اور بنو عباس میں علمی خدمات

آٹھویں، نویں اور دسویں صدی عیسوی کا زمانہ عرب مسلمانوں کے عروج کا دور ہے جس کے دوران اسلام کی علمبرداری اور عالم اسلام کی قیادت عرب کی دو اہم شاخوں یعنی بنو امیہ اور بنو عباس کے پاس رہی اور روئے زمین کے ایک بڑے حصے پر ان کے دین و مذہب، ان کی تہذیب و تمدن، ان کے علوم و فنون اور ان کی شان و شوکت کا سکہ جاری رہا۔ لیکن جیسے جیسے دنیوی جاہ و جلال میں اضافہ ہوا اور حرارت ایمان میں کمی آتی چلی گئی اس طرح یہ تناور درخت اندر سے کھوکھلا ہوتا چلا گیا۔

یہ ایک ناقابلِ تردید تاریخی حقیقت ہے کہ یورپ میں احیاءِ علوم کا پورا عمل اسلام ہی کے زیر اثر شروع ہوا اور یہ مسلمان ہی تھے جنھوں نے یورپ کو مشرق و مغرب کے علوم و فنون سے روشناس کرایا لیکن جیسے ہی یورپ میں بیداری ہوئی عالم اسلام کی شامت آ گئی۔ یورپ مشرق و مغرب دونوں اطراف سے مسلمانوں کے شکنجے میں جکڑا ہوا تھا لیکن مشرق میں یورپ کے شوق میں نشاۃ ثانیہ کا عمل ظاہر ہو چکا تھا اور عظیم سلطنت عثمانیہ عالم اسلام کے مرکز کے محافظ سنتری کی حیثیت سے کھڑی تھی۔ البتہ مغرب میں اب دولت ہسپانیہ مرنے والی امتوں کے عالم پیری کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔

مشرقی ملکوں پر بہت قوموں نے تسلط حاصل کیا۔ ایران یونان اور روم نے مختلف زمانوں میں ان پر حکومت کی مگر ان ملکوں پر اپنی تہذیب کا اثر بہت کم ہوا۔ نہ مذہب پھیلا سکے نہ اپنی زبان اور اپنے علوم و فنون کو فروغ دے سکے۔

دسویں صدی میں اندلس میں عربوں کے قیام کی بدولت یورپ کے گوشے گوشے میں علم کا چرچا رہا۔ پانچ صدیوں تک یورپ کی درسگاہوں کا دارومدار عربوں کی ترجمہ شدہ کتابوں پر رہا۔ اس طرح جدید مغربی دنیا کے تمام علمی کارنامے سائنسی ترقیاں اور محاسن اسلام کے ہی مرہونِ منت ہیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

الغرض عربوں نے یونانی علوم کو ایک شاگرد اور مقلد کی حیثیت سے نہیں پڑھا بلکہ انہوں نے یونانیوں سے جتنے علوم بھی حاصل کئے انہیں دلائل کی کسوٹی پر پرکھا اور تجربے کی بھٹی سے گزارا اور یونانیوں سے جو علمی ذخیرہ لیا تھا اسے بالکل بدل کر آنے والی نسلوں تک پہنچایا اور کیمیا، طبیعات، طب، جغرافیہ، ریاضی، فلکیات اور حیاتیات غرضیکہ سائنس کے تمام شعبوں میں یونانیوں کی تنقید، تردید اور تصحیح کرتے ہوئے تخلیقی کارنامے انجام دیے جن کی ہلکی سی جھلک درج ذیل ہے۔

علمِ طبیعیات:

علم طبیعیات میں مسلمانوں نے نمایاں حصہ لیا ان میں بڑی شخصیتیں الکندی، جاحظ، ابو ریحان البیرونی، زکریا رازی، عبدالرحمٰن بن نصیر کی ہیں۔ یعقوب بن اسحاق الکندی ایک جامع الکمالات انسان تھے۔ جنہوں نے علم طبیعیات، علم کیمیا اور فلسفہ پر متعدد تصانیف چھوڑی ہیں۔ مشہور اسلامی مفکر ابو ریحان البیرونی نے علم طبیعیات میں متعدد تصانیف چھوڑی ہیں۔ انہوں نے تحقیق سے بتایا کہ روشنی کی رفتار آواز کے مقابلے میں دو درجہ تیز ہوتی ہے۔ اس نے سمندر کے پانی کے نمکین ہونے کی وجہ بھی بیان کی۔

علمِ کیمیا:

یہ وہ علم ہے جس سے مختلف عناصر کو کیمیاوی طریقہ سے ملا کر نئے مرکبات بنائے جاتے ہیں۔ اس علم میں مسلمانوں کی خدمات دیگر علوم کے برعکس خاصے مشکل حالات میں سامنے آئیں کیونکہ ابتدائی زمانے میں کیمیاء کے تجربات کے لیے مناسب سہولتیں میسر نہیں تھیں تاہم مسلمان کیمیا دانوں نے اس علم میں وہ خدمات سرانجام دیں جن کی وجہ سے اس علم کو موجودہ کامیابی اور ترقی حاصل ہوئی۔ عربوں نے اس علم میں یونانیوں سے بہت کم استفادہ کیا۔ مسلمانوں نے وہ نئے مرکبات متعارف کروائے جن سے یونانی ناواقف تھے۔ ان مرکبات میں گندھک کا تیزاب، شورے کا تیزاب اور ماء الملوک وغیرہ شامل ہیں۔

جابر بن حیان علم کیمیا کا جدِ امجد خیال کیا جاتا ہے۔ اس نے بہت سے مفید کیمیاوی نسخے تیار کیے۔ سو (100) سے زیادہ تصانیف چھوڑیں۔ مسلمانوں نے طب میں کیمیا کا استعمال کیا ہے اور کم و بیش تمام مسلمان کیمیا دان طبیب بھی تھے۔ انہوں نے برف بنانے کا طریقہ بہت پہلے معلوم کر لیا تھا۔ انہوں نے روئی سے بنایا ہوا سستا کاغذ یورپ پہنچایا نیز عربوں نے ہی ہمیں بارود سازی کی صنعت سکھائی۔ اگر ہماری معیشت پر عرب تہذیب کی یہ یادگاریں نہ ہوتیں تو ہماری ترقی اس سطح اور درجہ تک نہ پہنچتی۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

علمِ ریاضی:

موجودہ صدی میں سائنسی علوم میں بے پناہ تحقیق ہوئی ہے۔ تحقیق و ترقی کی اس دوڑ میں ریاضی دان بھی دیگر سائنس دانوں اور دانش مندوں کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے ہیں۔ بلکہ بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ماضی قریب میں سائنسی ترقی کا انحصار بہت حد تک ریاضی پر ہے۔

علم ریاضی عربوں کا مخصوص اور مقبول مضمون رہا ہے۔ الکندی کا شمار اگرچہ حکمائے اسلام میں ہوتا ہے لیکن اسے علوم ریاضی میں بھی مہارت حاصل تھی۔

علمِ طب:

اسلام کی رو سے زندگی کے دو شعبے ہیں ایک مادی اور دوسرا روحانی۔ اسلام ان دونوں شعبوں کی اصلاح و ترقی کا بندوبست کرتا ہے۔ اس اعتبار سے علوم کی دو بنیادی اقسام بیان کی گئی ہیں، علم الادیان اور علم الابدان ۔شروع ہی سے مسلمانوں نے ان دونوں شعبوں میں یکساں جدوجہد کی ہے۔ انہیں جس قدر علمِ دین سے شغف تھا اتنا ہی انہوں نے مادی اور طبعی علوم میں شوق کا اظہار کیا ہے۔

زہراوی دنیائے اسلام کے سب سے بڑے سرجن ہوئے ہیں۔ ان کی تصنیف ''التصریف'' جس میں آلات جراحی کے نقشے بھی دیے ہوئے ہیں، یورپ میں بہت مقبول ہوئی۔ ہسپتال کا رواج سب سے پہلے مسلمانوں میں ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے طب یونان سے لی تھی۔ لیکن یہ بات سو فیصد درست نہیں ہے۔ مسلمانوں نے یونانی کتب کے ترجموں سے استفادہ ضرور کیا لیکن ان علوم میں مسلمانوں نے نئی روح ڈالی۔ اس فن کو آگے چلایا ۔ پہلے سے موجود غلطیوں کی اصلاح کی اور طب اور سائنس کو جو اس سے پہلے محض نظریات تک محدود تھی اور اس کے صحیح یا غلط ہونے کے یکساں امکانات تھے تجربات سے کھرے اور کھوٹے کو الگ کیا اور صحیح نظریات کو واضح کیا چنانچہ موجودہ طب مسلمانوں کی طب کی بنیاد پر قائم ہے۔ اور دائرۂ معارفِ اسلامیہ کے مقالہ نگار کے الفاظ میں اسے مسلمانوں کی تاریخی دیانت سمجھنا چاہیے پھر انہوں نے بیش بہا اضافوں اور گراں قدر ایجادات و اختراعات کے باوجود اس فن کے ساتھ یونان کی نسبت کو قائم رکھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جس طب کو یونانی کہتے ہیں وہ بڑی حد تک طب عربی ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

علمِ فلکیات:

علم فلکیات اسلامی علوم کا ایک بنیادی علم ہے۔ اس علم میں بھی مسلمانوں نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے ہندی اور یونانی علوم سے استفادہ کیا۔ ان کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔ مختلف ہندی اور یونانی مفکرین کے نظریات کا مطالعہ کیا اور تحقیقات کے شعبے میں غلط نظریات کی نفی کی اور حقیقی علم جس کے پس منظر میں تجربہ کار فرما تھا باقی رکھا۔ یہ علم تجربات سے حاصل ہونے والی ان معلومات کا ماحصل ہے جو بذریعہ حساب یا رصد گاہوں کے آلات کی مدد سے شب و روز کے تعین کے لیے ضروری ہے۔ مسلمانوں نے اس اعتبار سے بطورِ خاص اس علم کا مطالعہ کیا کہ ان کو شب و روز میں پانچ وقت نماز ادا کرنی پڑتی تھی۔ وسط ایشیاء سے لے کر بحیرہ روم، دمشق، سمرقند، قاہرہ، فارس اور قرطبہ تک ماہرین ہئیت کا جال پھیلا ہوا تھا۔ بغداد کے علاوہ قاہرہ اور اندلس میں بھی علم ہئیت کے مدارس قائم تھے۔ بغداد اور دمشق کی رصد گاہوں میں جو مشاہدات ہوئے انہیں کتابی شکل میں بھی مرتب کیا گیا۔ ان رصد گاہوں میں جو تحقیقات کی گئیں وہ انتہائی درست تھیں۔

غزنی بھی بیشتر علمی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ مصر میں فاطمی خلفاء کے عہدِ حکومت میں علم فلکیات کے مطالعے میں خاصا اضافہ ہوا۔ مختلف خلفاء نے اس پر خصوصی توجہ دی اور سرکاری خزانے کی ایک خطیر رقم رصدگاہ کے لیے مختص کی۔

سلجوقی سلاطین نے اپنے ہاں متعدد ہئیت دان جمع کیے اور ان کے مشاہدات کے لیے ملک شاہ سلجوقی نے نیشا پور میں ایک رصد گاہ قائم کی۔ اس میں شمسی سال کی لمبائی کا صحیح تخمینہ لگایا گیا۔ اسی رصد گاہ میں الخازن نے اپنی قابلِ قدر جدول مرتب کی۔ اسی طرح ایلخانی خاندان نے بھی ایک عظیم رصد گاہ قائم کی جس میں منتخب ہئیت دان کام کرتے تھے۔

زراعت و باغبانی:

قرونِ وسطیٰ میں ہی عرب زراعت کے اصولوں سے واقف تھے۔ اندلس اور سسلی کے لوگوں نے کپاس، خوبانی، ناشپاتی، چاول، تربوز اور بینگن کو بحیرہ عرب کے قرب و جوار کے علاقے میں رواج دیا۔ زراعت پر مسلمانوں نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں۔ عربی زبان زراعتی اصطلاحات سے مالا مال ہے۔

باغبانی اور کاشتکاری مسلم اسپین میں انتہائی عروج پر پہنچ چکی تھی۔ بقول یورپین مصنف ریم ڈریسیز مسلمانوں نے اسپین کو ایک خوشنما شہر بنا دیا تھا جبکہ لندن اور پیرس کے بازاروں میں کیچڑ اور گرد کی وجہ سے چلنا محال تھا۔ علم نباتات کی تعلیم

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

کے لیے قرطبہ، بغداد اور قاہرہ میں باقاعدہ نباتاتی باغ لگائے گئے تھے جن میں ہر قسم کے تجربے کئے جاتے تھے۔

مسلمانوں نے علم نباتات میں درج ذیل پہلوؤں پر خاصی روشنی ڈالی ہے۔

- زرعی اراضی کی اقسام۔
- زراعت کے لیے زمین کا انتخاب۔
- کھاد کا استعمال اور فوائد۔
- زراعت میں استعمال ہونے والے آلات۔
- پھلدار درختوں کی شجر کاری اور پیوند کاری۔
- پھولوں کی مختلف اقسام، خوشبودار پھول جن سے عطر وغیرہ کشید کیا جاتا تھا۔
- ایسے درخت دریافت کیے جن سے مختلف قسم کی گوند حاصل کی جاتی تھی۔
- مختلف پودوں کے جنسی اعتبار سے جوڑوں پر تحقیقات
- نباتات کے اصلی وطن ان کے اگنے کے لیے زمین کی نوعیت اور مختلف علاقوں کی مختلف ترکاریوں اور پودوں کے بارے میں معلومات

عرب اس بات سے بھی آگاہ تھے کہ کس طرح فصلوں کو بدل بدل کر کاشت کرنا چاہیے۔ اندلس میں بعض ماہرین کے پاس نباتاتی باغات اور آزمائشی کھیت ہوا کرتے تھے جہاں وہ ہر وقت مختلف پودوں وغیرہ پر تحقیقات کرتے تھے۔ اس کے علاوہ باہر سے لائے گئے پودوں پر بھی تحقیقات کی جاتی تھیں تاکہ ان کے لیے موزوں موسم اور زمین کا پتہ چلایا جاسکے۔

زراعت میں مسلمانوں کی کتابیں ان کے ذاتی مشاہدات پر مبنی تھیں۔ اس وقت دنیا کی مختلف لائبریریوں میں مسلمانوں کی جو کتابیں اس موضوع پر ملتی ہیں وہ زراعت کی تمام شاخوں پر مشتمل ہیں۔ اور وہ نصابی کتب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کتابوں کے مصنفین اپنے زمانے کے زراعت کے ماہرین تھے۔ اس طرح ان کی کتابوں کی تاریخی اعتبار سے بھی ایک اہم حیثیت ہے۔ تصنیف و تالیف کے بڑے بڑے مراکز قرطبہ، طلیطہ، اشبیلیہ اور غرناطہ تھے۔

فنون لطیفہ:

فنون لطیفہ ایک جامع اصطلاح ہے۔ اس میں وہ تمام انسانی افعال و اعمال شامل ہیں جو تخلیقی حسن کے لیے وقف ہیں۔ یہاں پر پانچ اقسام کے فنون لطیفہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

i۔ خطاطی:

طلوعِ اسلام سے پہلے عربوں میں خطِ نبطی رائج تھا۔ جو بعد میں خطِ کوفی کہلایا۔ عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم میں اسی کا استعمال ہوتا رہا اس کے حروف نقطوں اور اعراب سے مبرا تھے۔ اہلِ عرب نقطوں اور اعراب کے بغیر اس خط کو پڑھ لیتے تھے مگر جب عجمی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو ان کے لیے اس خط کو پڑھنا مشکل ہو گیا۔ اور وہ حروف کے تلفظ اور اعراب میں غلطی کرنے لگے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے ایک شاگرد ابو الاسود رحمۃ اللہ علیہ نے ہم شکل حروف کے تلفظ میں فرق پیدا کرنے کے لیے نقطے ایجاد کئے۔

بنو امیہ کے دور میں اس خط کو مزید آسانی کے ساتھ پڑھنے کے لیے حجاج بن یوسف نے حرکات کی صحت کیلیے اعراب (حرکات) ایجاد کئے۔ اس کے بعد ابن مقلہ نے خطِ کوفی کو ترقی دے کر ایک نیا خط ایجاد کیا جو حسن و رعنائی میں بے مثال تھا۔

ii۔ ظروف سازی:

اسلامی ممالک میں مٹی کی ظروف سازی میں بڑی ترقی ہوئی۔ ان کی چمک دمک میں اضافہ کیا گیا۔ دنیائے اسلام میں تیار کردہ مٹی کے برتن چینی کے برتنوں پر سبقت لے گئے۔ مسلم اسپین نے مٹی کی ظروف سازی میں مزید ترقی کی۔ بعد میں اٹلی کے لوگوں نے اسپین کی مٹی کے ظروف کی نقل کی۔

iii۔ شیشہ سازی

دمشق شیشہ سازی اور اس کی مصنوعات کا دنیا میں سب سے بڑا مرکز تھا۔ ایران اور عراق کے ابتدائی اسلامی دور کے متعدد ظروف میں چرخی کے ذریعے کٹائی کر کے جو آرائش کی گئی وہ گہرے تمغہ نما دائروں سے عبارت ہے۔ فاطمی دور میں مصر کی شیشہ گری بھی کمال کو پہنچ چکی تھی۔ مصری صنعت کے بڑے بڑے مراکز فسطاط اور اسکندریہ تھے۔ فاطمی دور کے شیشہ گروں کا ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے شیشہ کے ظروف کو رنگین مینا کاری سے مزین کیا۔

iv۔ ہاتھی دانت

عربوں نے ہاتھی دانت کے فن کو بھی ترقی دی۔ مصر میں ایوبی اور مملوکی عہد میں ہاتھی دانت میں فاطمی اسالیب کی

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

پیروی جاری رہی۔ اندلس کے اموی فرمانرواؤں کے عہد میں ہاتھی دانت سے بنائے گئے گول اور مستطیل ڈبے اور صندوقچے بہت مقبول تھے۔ ہاتھی دانت کے علاوہ سونے اور چاندی کے زیورات اور ظروف سازی میں مسلمان گھرانے اپنے پیش روؤں سے سبقت لے گئے تھے اور دوسری دھاتوں میں پیتل، تانبے اور کانسی کے سامان تیار کرنے میں انھوں نے بڑی نفاست، مہارت اور جدت کا ثبوت دیا ہے۔ ان کے فن کی نقالی بعد میں یورپ کے فیشن پرست شہروں میں کی گئی۔

۷۔ فنِ تعمیر

فنِ تعمیر کسی قوم یا ملک کا صحیح عکس ہوتا ہے۔ اسلامی عمارتوں میں سادگی کے ساتھ ساتھ دلکشی اور دل فریبی نمایاں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے یہاں مسجد اور مکان تعمیر کیے بیک وقت مذہبی اور دفتری دونوں قسم کے طرزِ تعمیر کی بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔

مسلمان معماروں نے اپنی تعمیرات میں بہت جلد کمان کی فنی حیثیت کا اندازہ کر لیا جو آگے چل کر مسلمانوں کے فنِ تعمیر کا ایک حصہ بن گئی۔ مسلمانوں کے فنِ تعمیر کا ہر ایک نمونہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں تعمیر کے ساتھ زیب و زینت پر بھی زور دیا گیا ہے۔ خصوصاً مسجد کے اندرونی حصہ کی زیب و زینت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

برصغیر پاک و ہند پر مسلمانوں نے آٹھ سو برس حکومت کی ہے اس دوران ان کی تعمیر کردہ عمارات کو تین مختلف ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا دور

پہلی چار صدیوں میں ایک خاص مسلم کلاسیکی طرزِ تعمیر قائم ہوا جس میں مقامی طرزِ تعمیر کا امتزاج موجود ہے۔

دوسرا دور

پندرہویں صدی سے شروع ہوا جس میں علاقائی طرزیں زیادہ نکھریں۔

تیسرا دور

تیسرا دور خاندان مغلیہ کے شاہانہ طرزِ تعمیر کا دور ہے۔ اس کی بہترین مثال آگرہ کا تاج محل ہے۔

الغرض اسلام نے اپنے پیروکاروں کو تحقیق، غور و فکر، تسخیرِ کائنات اور مشاہدہ و تجربہ کی دعوت اور تعلیم دی تھی۔ اس

NOT FOR SALE
perfect24u.com

کی بنیاد پر مسلمانوں نے بعد میں ضروریات زمانہ کے مطابق علوم وفنون حاصل کیے اور ان کو درجہ کمال تک پہنچایا اور دنیا کو ایک اعلیٰ اور نیا تمدن دیا۔ یہ مسلمانوں کے علوم وفنون تھے جنھوں نے بالآخر مغربی دنیا کو اس قابل بنایا کہ اس نے سائنس کی جدید ایجادات کے سلسلے میں دنیا بھر کی امامت حاصل کر لی اور مسلمانوں نے اپنی غفلت اور عاقبت نا اندیشی سے جب قرآن کا دامن چھوڑا تو جہاں روحانیت اور اخلاق کا جنازہ نکلا وہاں دوسرے علوم وفنون اور سائنس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

آج ہماری سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنی سائنسی روایات کو از سرِ نو زندہ کریں۔

مشق

سوال 1: [illegible] سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

الف۔ اسلام سے پہلے دنیا کی علمی حالت کا جائزہ لیں۔

ب۔ اسلام سے پہلے عربوں کی علمی حالت کا جائزہ لیں۔

ج۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں علم کی اہمیت واضح کریں۔

د۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دور میں علمی ترقی بیان کریں۔

ہ۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں علمی ترقی کیسے ہوئی؟ وضاحت کریں۔

و۔ ترویج اسلام کے بعد مسلمانوں نے کن علوم وفنون میں ترقی کی بیان کریں۔

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

الف۔ عرب سے باہر کن کی حکومتیں تھیں؟

ب۔ عرب کن علوم کے ماہر تھے؟

ج۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دور میں "صفہ" کا کیا کردار تھا؟

د۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کیا علمی پیش رفت ہوئی؟

ہ۔ علم فلکیات سے کیا مراد ہے؟ مسلمانوں نے اس علم میں کہاں تک ترقی کی؟

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

و۔ ریاضی میں مسلمانوں نے کیا کارہائے نمایاں ادا کیے؟

ز۔ فنِ تعمیر میں مسلمانوں کی کیا خدمات ہیں؟

سوال 3: ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ولادت کس شہر میں ہوئی؟

(i) مکۃ المکرمہ (ii) مدینہ منورہ (iii) یمن (iv) سعودی عرب

ب۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے سربراہانِ ممالک کو کس چیز کی دعوت دی؟

(i) اسلام کی (ii) جنگ کی (iii) جہاد کی (iv) وراثت کی تقسیم کی

ج۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سربراہانِ ممالک کو بھیجے گئے خطوط پر کس چیز سے مہر ثبت ہوتی تھی؟

(i) انگشتری سے (ii) سیل سے (iii) سیاہی سے (iv) بند لفافہ ہوتا تھا

د۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کونسے خلیفہ راشد ہیں؟

(i) اول (ii) دوم (iii) سوم (iv) چہارم

و۔ جامع القرآن کون تھے؟

(i) حضرت علی رضی اللہ عنہ (ii) حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(iii) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (iv) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

سوال 4۔ خالی جگہ پر کریں۔

الف۔ ورقہ بن نوفل مکہ مکرمہ کا ایک باشندہ تھا جس نے زمانہ جاہلیت میں ________ اور ________ کو عربی میں منتقل کیا۔

ب۔ قرآن مجید کو مدون کرنے کا کام حضرت ________ نے کروایا۔

ج۔ اسلامی ریاست میں ________ کو مرکزیت حاصل تھی۔

perfect24u.com

perfect24u.cm

د۔ باغبانی اور کاشتکاری مسلم ________ میں انتہائی عروج پر پہنچ گئی۔

ہ۔ فنِ تعمیر کی بہترین مثال آگرہ کا ________ ہے۔

سرگرمی

معلم / معلمہ، طلباء / طالبات کو کمرہ جماعت میں دو گروپوں میں تقسیم کر کے ایک گروپ کو اسلام سے قبل علمی حالات قلم بند کرنے کا کام حوالہ کرے۔ دوسرے گروپ کو اسلام کے بعد علمی حالت تحریر کرنے کا کام تفویض کرے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

باب چہارم

اسلام کا نظام حکومت و ریاست

تدریسی مقاصد

اس سبق کے پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ اسلام کے نظام سیاست سے اچھی طرح واقفیت حاصل کرسکیں اور دیگر سیاسی نظاموں کے مقابلے میں اسلامی نظام حکومت کی فوقیت سے آگاہ ہوسکیں نیز یہ کہ طلبہ اس ضمن میں جدید رویوں سے آگاہ ہوسکیں۔

۲۔ وہ حدیث اور سنت کے فرق کو جان سکیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

ریاست کی تعریف:

وہ خطہ ارض جس میں لوگ کسی خاص نظام کے تحت زندگی بسر کرتے ہوں ریاست کہلاتی ہے۔

نظم کی تعریف:

نظم کے معنی ہیں لڑی میں پرونا، ترتیب دینا۔

نظمِ ریاست سے مراد ہے ریاست کے تمام داخلی اور خارجی امور کو خاص اصولوں کے تحت ترتیب دینا۔

اساسی رویے:

اساسی رویے سے مراد وہ بنیادی خصائص ہیں جنکی بنیاد پر کوئی ریاست معرض وجود میں آتی اور چلتی ہے اور ان خصائص کا منبع اس ریاست کا دین ہوتا ہے۔

الف۔ عہدِ رسالت میں نظم ریاست کے اساسی رویّے

مکی دور:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی بعثت کے وقت اہلِ عرب کی سیاسی مذہبی اور اخلاقی حالت نہایت پست تھی۔ ملک میں کوئی منظم حکومت نہ تھی۔ بعثت کے بعد ابتدائی دور کی مشکلات کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو قیام مکہ کے دوران یہ موقع نہیں ملا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم باقاعدہ اسلامی ریاست کی بنیاد رکھیں لیکن اس اسلامی ریاست کے قیام کی طرف پیش رفت اسی وقت ہوگئی تھی۔

ا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنے خاندان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا!

قُوْلُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوا (مسند احمد: 16066)

ترجمہ: کہو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں کامیاب ہو جاؤ گے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۲۔ جب دار ارقم رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دعوت توحید کا مرکز بنایا تھا۔

۳۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے طائف کے سرداروں کو دین حق میں شمولیت کی دعوت دی۔

۴۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پیروکاروں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔

۵۔ جب بیعت عقبہ اولی اور بیعت عقبۂ ثانیہ کے نتیجے میں یثرب سے وفود آ کر دائرہ اسلام میں شامل ہوئے۔ اس دور میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی اس چھوٹی سی ریاست کی تنظیم کے جو ضابطے اپنائے وہ اس دین کے تھے جو اس کے قیام کا سبب بنا یعنی دین اسلام۔

مدنی دور میں تنظیمِ ریاست اور اس کے اساسی رویے

مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو جب ذرا سکھ نصیب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے باقاعدہ اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ اس ریاست کی تنظیم کے جو اساسی رویے تھے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ اقتدارِ اعلیٰ کا تصور:

اسلام کے سیاسی نظام میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی اصل دستور ساز ہے اور انسان دنیا میں اس کے نائب کی حیثیت سے خداوندی قانون نافذ کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنی ریاست میں پورے نظام کے نگران اعلیٰ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم جو قدم اٹھاتے تھے وہ عین حکم خداوندی ہوتا تھا۔

۲۔ شورائی نظام:

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ریاست کی تنظیم میں جس رویے کا بنیادی کردار تھا وہ ہے شورائی نظام۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تمام اہم ریاستی امور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے طے فرماتے تھے۔ اس کی بڑی مثال غزوہ خندق ہے۔ جس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے خندق کھودی گئی۔

۳۔ اصلاح معاشرہ:

کوئی بھی حکومت وسلطنت اس وقت زیادہ منظم ہوتی ہے جب وہاں تمام معاشرتی، اقتصادی، اور اخلاقی برائیوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی ریاست کو منظم کرنے کے لیے ان تمام برائیوں کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۴۔ خدا خوفی اور تقویٰ:

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے دل خوف خدا سے معمور تھے اور ہر وقت ہر کام میں خوف خدا ان کے مدنظر ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا

التقوىٰ ھھُنا

ترجمہ: تقویٰ یہاں ہے۔

۵۔ اشاعت دین:

چونکہ اسلامی ریاست کی تنظیم کے لیے اسلام کا فروغ بہت ضروری ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور فروغ دینے کا بڑا اہتمام کیا۔ یہی وجہ ہے کہ غزوۂ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ساتھی صرف 313 جبکہ چند سال بعد حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر گئی تھی۔

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذات عملی نمونہ تھی:

ہمارے مذہب کی ایک بنیادی تعلیم یہ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

(الصف: 2)

ترجمہ: اے مومنو! تم وہ کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم بھی ایسے حکمران تھے جو ہر حکم عملی طور پر نافذ کرتے تھے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۷۔ قانون کی بالادستی:

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے عہد میں قانون کو بالادستی حاصل تھی اور تمام شہری قانون کی نظر میں برابر تھے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (المائدہ: 48)

ترجمہ: پس ان کے درمیان فیصلہ کرو اس کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

۸۔ مساوات:

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اپنی ریاست کی تنظیم مساوات انسانی کے اصولوں پر قائم کی۔ تمام رعایا کو مساوی حقوق حاصل تھے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ہے۔

كُلُّكُمْ بَنُوْ اٰدَمَ و اٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ (مسند بزار)

ترجمہ: تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔

۹۔ برتری کا معیار:

برتری کا معیار تقویٰ تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط (الحجرات:13)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت دار وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

۱۰۔ عورت کا بلند مقام:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اسلامی ریاست میں نظم وضبط کا بول بالا کرنے کی خاطر اس عورت کو جائیداد میں حصہ، زندہ رہنے کا حق، نکاح ثانی کی اجازت اور بلند مرتبہ عطا فرمایا جس کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۱۱۔ عقائد کی تعلیم:

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی منظم ریاست کی بنیاد درج ذیل چھے عقائد پر ہے۔

۱۔ ایمان باللہ ۲۔ ایمان بالملائکہ ۳۔ ایمان بالکتب

۴۔ ایمان بالرسل ۵۔ ایمان بالآخرۃ ۶۔ تقدیر پر ایمان

چونکہ انسانی رویوں کا دارومدار اس کے عقائد، افکار اور سوچ پر ہوتا ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے ریاست کی تشکیل و تنظیم سے پہلے عقائد درست کیے اور پھر اعمال کی طرف بڑھے۔

۱۲۔ مذہبی آزادی:

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی ریاست میں تمام فریقوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی۔ کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرہ:256)

ترجمہ: دین میں کوئی جبر نہیں۔

۱۳۔ اہم شخصیات کی اہمیت

تنظیم ریاست میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے ایک اور مدبرانہ تدبیر یہ اختیار کی کہ جو اہم شخصیتیں حلقہ بگوش اسلام ہورہی تھیں انہیں معاشرے میں جائز اور نمایاں مقام دیا تاکہ ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے ان کو اعزاز بخشتے ہوئے فرمایا!

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ دور جاہلیت میں معزز تھے اسلام میں معزز ہوں گے بشرطیکہ اسلامی قوانین سے واقف ہو جائیں۔

اسی حکمت عملی کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام لانے پر سیف اللہ کا لقب دے کر انہیں لشکر اسلامی کا امیر بنا دیا۔

دفتری نظام کا آغاز

چند کاتبوں پر مشتمل آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے ایک مختصر دفتری نظام قائم فرمایا۔ ان کے ذمے قرآن کی کتابت، زکوٰۃ کا حساب کتاب، مال غنیمت کا حساب اور سرکاری خزانے سے وظائف حاصل کرنے والوں کا حساب کتاب تھا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

عُمّال کی تقرری

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تنظیم سلطنت کے سلسلے میں مختلف عُمّال کا تقرر فرمایا۔ جو شخص جس کام کے لیے موزوں ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اسے ہی مقرر کرتے تھے۔

سرکاری ملازمین کی تنخواہیں

اپنی ریاست کا منظم طریقے پر چلانے کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے سرکاری عُمّال کی تنخواہیں مقرر فرمائیں۔

احتساب

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم مختلف امور کی نگرانی خود بھی فرماتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو بھی مختلف انتظامی امور کی نگرانی پر مامور فرمایا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم خود بازاروں میں تشریف لے جاتے اور موقع پر بھی اصلاح کی ہدایات جاری فرماتے۔ اگر کوئی عمل نہ کرتا تو سزا دی جاتی تھی۔ اس سلسلے میں مجرموں کو ان کے گھروں یا مسجدوں میں نظر بند کر دیا جاتا تھا۔

عدلیہ

مدینہ منورہ کی شہری ریاست میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی اپنے مقدمات آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس لے کر آتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے قائم کردہ نظام عدل کی برکات تھیں کہ ماتحت قاضی برملا خلیفہ وقت کو عدالت میں طلب کرتے تھے اور ثبوت نہ ہونے پر بلا جھجک ان کے خلاف فیصلے دے دیا کرتے تھے۔

شہری منصوبہ بندی

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے شہری منصوبہ بندی کے بارے میں کئی کارآمد ہدایات دیں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا

۱۔ شہر کے اندر گلیاں اتنی چوڑی رکھا کرو کہ دو لدے ہوئے اونٹ با آسانی آمنے سامنے گزر سکیں۔

۲۔ گھروں کا کوڑا کرکٹ مکان کے باہر گلی میں نہ پھینکا کرو بلکہ اپنے مکانوں کے صحن اور سامنے کی جگہ صاف رکھا کرو۔

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ایک دفعہ مسلم آبادی کی مردم شماری بھی کرائی تھی۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

معاشی تعلیمات

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلّم نے اپنی ریاست کی تنظیم و ضابطے کی خاطر معاشی زندگی کے بارے میں عملی تعلیمات دیں۔

ا۔ کسب معیشت

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلّم کا ارشاد پاک ہے۔

طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة (السنن الکبریٰ للبیہقی)

ترجمہ: فرائض کی ادائیگی کے بعد حلال روزی کمانا ایک فریضہ ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے

فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ (العنکبوت:17)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے رزق مانگو۔

رزقِ حلال کی ترغیب

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلّم کا ارشاد ہے

طوبیٰ لِمَنْ طاب کسبه (مسند الشہاب القضاعی)

ترجمہ: خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس کی کمائی حلال ہے۔

محنت کی عظمت

محنت سے روزی کمانے میں عظمت ہے اور معاشی خوشحالی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلّم نے ہاتھ سے محنت کر کے کما کر کھانے کو بہت پسند کیا ہے اور ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا دوست قرار دیا ہے۔

انفاق

اسلام جہاں رزق کمانے کی تعلیم دیتا ہے وہاں اس کو خرچ کرنے کا حکم بھی دیتا ہے۔ خرچ کی تین اقسام ہیں۔

ا۔ **انفرادی:** جو اپنی ذات پر خرچ کیا جاتا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۲۔ اجتماعی: جو دوسروں کی ضروریات پر خرچ کیا جاتا ہے۔

۳۔ فی سبیل اللہ: جو اللہ تعالٰی کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے۔

میثاق مدینہ

اسلامی ریاست کی تنظیم میں اولین قدم وہ معاہدہ ہے جو مدینہ کے مسلمانوں اور یہودیوں اور غیر مسلم قبائل کے درمیان طے پایا۔ یہ انسانی تاریخ کا اولین تحریری دستور ہے۔

اس کی اہم دفعات درج ذیل تھیں۔

۱۔ تمام فریقوں کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

۲۔ خون بہا اور فدیہ کا پرانا طریقہ رائج رہے گا۔

۳۔ کوئی فریق قریش کو امان نہیں دے گا۔

۴۔ مظلوم کی مدد کی جائے گی اور کوئی فریق قاتل کو پناہ نہیں دے گا۔

۵۔ نزاعی امور میں فیصلے کا آخری حق آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے پاس ہوگا۔

۶۔ جنگ کی صورت میں ہر فریق دوسرے فریقوں کی مدد کرے گا۔ البتہ مذہبی لڑائیاں اس سے مستثنیٰ ہونگی۔

اس معاہدے کی بدولت آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے مختلف عقائد رکھنے والے متحارب گروہوں کو متحد کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے سیاست کو اخلاق کے تابع کر دیا اور مذہبی رواداری کی بنیاد رکھی۔ اس طرح معاشرے سے ظلم، ناانصافی اور عدم مساوات کا خاتمہ ہوگیا اور امن و امان کی راہیں ہموار ہوئیں اور یہ سب بصیرتیں اسلامی ریاست کی تنظیم میں سنگ میل ثابت ہوئیں۔

مواخاتِ مدینہ

مواخات بھائی چارے کو کہتے ہیں۔ وہ غریب الوطن مکی مسلمان جن کو اسلامی اصطلاح میں مہاجر کہتے ہیں، دین کی خاطر مکہ چھوڑ کر بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ آئے تھے۔ اب مدینہ میں ان کی رہائش، قیام و طعام اور دیگر ضروریات کا بندوبست ضروری تھا۔ لیکن اس مدبر و منتظم حکمران نے اس مسئلے کو ایسے حل کیا کہ اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے مہاجرین و انصار کا ایک مشترکہ اجلاس حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مکان پر منعقد فرمایا۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے مدینہ کے ایک متمول مسلمان کو ایک مہاجر کا بھائی بنا دیا۔ کیونکہ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

وہ مہاجر کی ہر لحاظ سے مدد کرنے والا تھا اس لیے اسے انصاری کا نام دیا گیا۔ اس معاہدے کو مواخات یعنی باہمی بھائی چارے کا معاہدہ کیا گیا۔

رہائشی انتظامات

جو مسلمان مدینہ منورہ آئے انہیں کسی صاحب حیثیت انصاری کے ہاتھ مہمان ٹھہرایا جاتا۔ اگر ان کی تعداد زیادہ ہوتی تو عموماً شہر سے باہر خیمے لگا کر ان کی رہائش کا عارضی بندوبست کیا جاتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی منظم ریاست کے یہ اس دور کے رویے ہیں جو ہم آج کی ترقی یافتہ دور میں بھی دیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان میں 2005ء میں زلزلے کے نتیجے میں اور 2010ء میں سیلاب کے نتیجے میں بے گھر ہونے والے افراد کی آبادکاری کے لیے محفوظ مقامات پر خیمے لگائے گئے تھے۔

فتوحات و غنائم

نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے دور میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات و غنائم سے نوازا۔ اس سے بہت سارا مال واسباب اور زمین و جائیداد وغیرہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی عادت مبارکہ تھی کہ جو کچھ ہاتھ آتا اسے فوراً مسلمانوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ اس سے ان کی ایک تو مالی معاونت ہوتی اور دوسرا یہ کہ یہ اقدام جذبہ جہاد پیدا کرنے کا ایک اہم ذریعہ تھا۔

خمس

مال غنیمت کے پانچویں حصے کو خمس کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا مال ہوتا ہے۔ اس کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ذوی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین، اور غریب الدیار مسافروں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ صاحب نصاب مسلمانوں پر (یعنی جن کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان کی مالیت کے برابر رقم موجود ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے) سال میں ایک دفعہ فرض ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے دور میں چاروں مدوں یعنی نقد روپیہ، پھلوں کی پیداوار، مویشی اور سامان تجارت سے وصول کی جاتی تھی۔

زکوٰۃ کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی ریاست میں زکوٰۃ دینے والوں کے اندر مال و دولت کی لالچ ختم ہوئی جبکہ لینے والوں کی ضروریات زندگی پوری ہوئیں، یوں نظم ریاست کے سلسلے میں اہم قدم تھا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

معاشی اور معاشرتی ترقی کے مزید اقدامات

معاشرتی اور معاشی ضروریات کا پورا نہ ہونا جہاں انفرادی زندگی کو الجھن میں ڈال دیتی ہے۔ وہاں ریاستی ترقی و تنظیم کی راہ میں بھی رکاوٹیں ڈالتی ہے۔ اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ میں اپنی پہلی اسلامی ریاست کی تنظیم و تنسیق کے لیے ہر ممکن معاشی اور معاشرتی اقدامات کئے۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

ا۔ صدقات

زکوۃ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مسلمانوں کو صدقات کی ادائیگی کی ترغیب دی۔

صدقے کی اقسام درج ذیل ہیں۔

ا۔ صدقہ نافلہ: کسی امیر شخص کا کسی ضرورت مند کی حاجت روائی کرنا۔

۲۔ صدقہ واجبہ: وہ جو واجب ہے جیسے جہاد۔

۳۔ صدقہ جاریہ: جس کا ثواب جاری رہتا ہے۔ جیسے رفاہِ عامہ کے کام۔

۲۔ ہبہ

اس کا مطلب ہے تحفہ دینا۔ یہ معاشرتی تعلقات کو خوشگوار بنانے کا ذریعہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

”آپس میں ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔“

۳۔ امانت

یعنی کسی مصلحت کے تحت اگر کوئی چیز کسی کے پاس رکھوائے تو طلب کرنے پر فوراً اسکے حوالے کر دی جائے۔ ارشاد ربانی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (النساء: 58)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دو۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۵۔ میراث

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنی ریاست میں اسلام کے قانون وراثت کو سختی سے رائج کیا۔ جو دولت کو رشتہ داری کی بنا پر منصفانہ طور پر تقسیم کرنے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ اس قانون کے تحت عورت کو بھی بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کی حیثیت سے جائیداد میں حصہ ملنا شروع ہو گیا جسے پہلے معاشرے میں زندہ رہنے کا حق بھی حاصل نہ تھا۔

۶۔ وصیت

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص مرنے سے پہلے اپنی دولت کے بارے میں ایسے لوگوں کے لیے وصیت کر دے جنکا اس کی دولت میں وراثت کے اعتبار سے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ یہ وصیت بہت سارے فسادات کو رونما ہونے سے پہلے ہی روک دیتی ہے اور امن و امان قائم رہتا ہے جو اسلامی ریاست کی تنظیم کے سلسلے میں مدو معاون ہوتی ہے۔

۷۔ مہر

نکاح کے بدلے میں عورت کے لیے مہر مقرر کیا گیا جو اس کا بنیادی شرعی حق ہوتا ہے اور طلاق کی صورت میں بھی واپس نہیں ہوتا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ہے:

ترجمہ: اپنی بیوی کو تحفہ دینے کے بعد واپس لینے والے کی مثال اُس کتے جیسی ہے جو اپنی قے چاٹ لیتا ہے۔

امور خارجہ کی طرف خصوصی توجہ

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جس طرح داخلی طور پر اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے متعدد اقدامات کیے اسی طرح امور خارجہ پر بھرپور توجہ دی۔ امور خارجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی پالیسی کے نمایاں پہلو یہ تھے۔

ا۔ دشمنوں کے بارے میں پالیسی

اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے؛

i۔ سراغ رسانی کا ایسا نظام مرتب فرمایا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو قریش مکہ اور دوسرے دشمنوں کے بارے میں بروقت اطلاع ملتی رہتی تھی اور اس کے مطابق تیاریاں کی جاتیں۔

ii۔ قریش کے تجارتی قافلوں کے راستے میں آباد قبائل سے معاہدے کیے گئے۔ یوں قریش کے لیے تجارت

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

کے راستے بند کر کے ان پر معاشی دباؤ ڈال کر ان کی طاقت کو کمزور کیا گیا۔

iii۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے قریش کے دوستوں سے پے در پے امن کے معاہدے کیے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دوست زیادہ اور دشمن روز بروز کم ہوتے گئے جبکہ قریش کے لیے معاملہ برعکس ہو گیا۔

iv۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے دشمنوں کو دوست بنانے کے لیے کئی مدبرانہ اقدامات کئے۔ ان میں ایک اہم بات یہ کہ زکوٰۃ میں ان لوگوں کا حصہ رکھا جنگی مالی مدد کر کے ان کی حمایت حاصل کی جاسکتی تھی۔

۲۔ جذبہ شوق شہادت

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اسلامی ریاست کو عزت و وقار بخشنے کے لیے جاں نثاروں کی ایک ایسی جماعت تیار کی جس کے لیے راہ خدا میں شہادت دنیا کی ہر شے سے مرغوب تھی۔

۳۔ دشمنوں پر رعب

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (الفتح:29)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی کفار کے ساتھ سخت اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے نرم ہیں۔

علامہ اقبال اس کو یوں بیان کیا ہے

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

۵۔ سفارتکاری

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس باہر سے جو سفیر آتے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم انہیں مسجد نبوی میں ٹھہراتے تھے۔ آج تک مسجد نبوی میں **اسطوانة الوفود** اس کی یادگار موجود ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اپنے سفیروں کا بہت احترام کرتے اور ان کے تحفظ کا خیال رکھتے تھے۔ رومیوں نے

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

مسلمانوں کے ایک سفیر کو قتل کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اس کا بدلہ لینے کیلئے مُوتہ اور تبوک کی مہمات کا اہتمام فرمایا اور آخری وقت میں لشکر اسامہ اسی سلسلے میں روانہ فرمایا۔ سفیروں کو تحفے تحائف دینا بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا معمول تھا۔ کیونکہ ان سفیروں کے ذریعے اسلام کے اعلیٰ اخلاق غیر مسلموں تک پہنچا کر ان کو حلقہ بگوش اسلام کرنا اور اپنی اسلامی ریاست کو مضبوط اور منظم بنانا تھا۔

تعلیم کی طرف خصوصی توجہ

ایک مہذب اور تعلیم یافتہ قوم ہی ایک منظم ریاست کی معمار ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (سنن اب ماجہ: 224)

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے باقی امور کی طرح علم کی نشر و اشاعت کی طرف بھی خصوصی توجہ دی اور فرمایا:

میں معلم کی حیثیت سے بھیجا گیا ہوں (سنن ابن ماجہ)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دور میں علم سے وابستہ لوگوں کا گروہ مسجد نبوی میں رہائش پذیر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ان کے لیے ایک چبوترہ تعمیر فرمایا جسے صفہ کا نام دیا گیا۔ اور ان لوگوں کو اصحاب صفہ کہا گیا۔ جنگ بدر میں کچھ لوگ قیدی بن کر آئے تو ان میں سے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ دس دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں تو وہ آزاد ہیں۔

ب۔ خلفائے راشدین کے عہد میں نظم ریاست کے اساسی رویے

خلافت کا لغوی مفہوم

لفظ خَلَفَ، يَخْلِفُ سے مصدر ہے۔ اس کے معانی ہیں جانشینی ایک اور جگہ اس کے معانی بیٹھنے کے بھی آئے ہیں۔

خلافت کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاحی اعتبار سے خلافت کا لفظ صرف خاتم الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی نیابت اور جانشینی کے لیے بولا جاتا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

خلافتِ راشدہ کی تعریف

یوں کہہ سکتے ہیں کہ دینی اور دنیوی امور کے انتظامات کے لیے ایک ایسی جمہوری ریاست جس میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی پوری نمائندگی اور نیابت ہو۔ اس ریاست کے رئیس کو خلیفہ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کا جانشین اور قائم مقام کہتے ہیں۔

خلافت راشدہ کی ایک اور تعریف

اس کا مطلب ہے آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے بعد آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے چار اصحاب کرام رضی اللہ عنھم کا وہ تیس سالہ زریں دور جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تک ختم ہوا۔ یہ چاروں اصحاب رضی اللہ عنھم چونکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے ہدایت یافتہ تھے۔اس لئے ان کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہا جاتا ہے۔ جس طرح ان چاروں اصحاب رضی اللہ عنھم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے عادات و خصائل بدرجہ اتم موجود تھے۔ اسی طرح سے ان کی ریاست کا نظم ونسق و ضبط بھی وہی تھا جو عہد رسالت میں تھا۔ کیونکہ اس نظم ونسق کے جو اساسی رویے تھے وہ دینِ اسلام کی وہی معاشی، معاشرتی، تمدنی، مذہبی اور سیاسی تعلیمات تھیں جن کو آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اپنایا۔ اس لئے ان چاروں خلفاء کے دور خلافت کو خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ کہا گیا۔

ان اساسی رویوں کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ عقائد کی اصلاح

عقائد کی اصلاح ہر وقت ان اصحاب رضی اللہ عنھم کے پیشِ نظر ہوتی تھی۔ کیونکہ اس دور میں فتوحات کا سلسلہ عروج پر تھا۔ اور یوں دائرہ اسلام میں داخل ہونے والی اجنبی اقوام اور مفتوحہ علاقوں میں مسلمانوں کے زیرِ اثر آنے والی غیر مسلم اقوام کے اختلاط سے اسلام کے عقائد میں تبدیلی ممکن تھی۔

۲۔ ارکانِ اسلام کا قائم کرنا

خلافت راشدہ کے اس زریں دور میں دین اسلام کے پانچوں ارکان کے قیام پر خصوصی توجہ دی گئی۔

اسلامی علاقوں میں مساجد تعمیر کی گئیں اور باجماعت نماز ادا کرنے کی تاکید کی گئی۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کو یقینی بنایا گیا۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں مانعینِ زکوٰۃ کے خلاف جنگ کی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں زکوٰۃ کا نظام سختی سے رائج تھا کہ ان کی سلطنت میں ڈھونڈنے سے بھی صدقہ لینے والا کوئی نہ ملتا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۳۔ شورائی نظام

اسلامی ریاست کے نظم وضبط میں شورائیت بنیادی عنصر ہے۔ ارشاد ربانی ہے

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوریٰ۔۳۸)

ترجمہ: اور ان کا نظام باہمی مشورے پر مبنی ہے۔

۴۔ خلیفہ کا انتخاب

چاروں خلفاء رضی اللہ عنھم میں سے ہر ایک کا انتخاب جداگانہ نوعیت کا تھا تاہم عوام کی رضا اور جمہوریت کی روح ہر انتخاب میں مکمل طور پر کارفرما تھی۔

۵۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے نظام حکومت کی پیروی

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد رکھی اور آپؐ ہی اسلامی حکومت کے مؤسس اور بانی بھی تھے۔ خلفائے راشدین آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ہی کے نقشِ قدم پر گامزن رہے۔

۶۔ قانون خداوندی کی بالادستی

اس ریاست کا اولین بنیادی قاعدہ یہ تھا کہ حاکمیت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اہلِ ایمان کی حکومت دراصل خلافت ہے جس کو لازماً قانون خداوندی کے تحت رہ کر ہی کام کرنا چاہیے۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (اعراف:54)

خبردار تخلیق اور حکومت اسی کا حق ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

۷۔ عدل بین الناس

اس ریاست کا دوسرا بنیادی قاعدہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کا قانون سب کے لیے یکساں ہے۔ کسی کے لیے اس میں امتیازی سلوک کی گنجائش نہیں ہے۔ تمام مسلمانوں کے حقوق بلا لحاظ رنگ ونسل اور زبان و وطن بالکل برابر ہیں۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ

(المائدہ:8)

ترجمہ: اور تمہیں کسی قوم کے ساتھ دشمنی اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

۸۔ حکومت کی ذمہ داری اور جوابدہی:

ایک اور اہم قاعدہ یہ تھا کہ حکومت اور اس کے اختیارات مسلمانوں کی امانت ہیں۔ اس امانت میں کسی شخص کو من مانے طریقے سے تصرف کا حق نہیں اور یہی لوگ جواب دہ ہیں۔

۹۔ دستور حکومت

خلفائے راشدین کے دور میں نظام حکومت کی اساس خدا کی حاکیت اور جمہور کی خلافت پر رکھی گئی خدائی عطا کردہ قانون حکومت تھا جس کا خلیفہ بھی اسی طرح پابند تھا جس طرح عام شہری، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو میں تم پر حاکم مقرر کیا گیا ہوں حالانکہ میں تم لوگوں میں سے سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں فلاح و بہبود کا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر کجی کروں تو اصلاح کرنا۔

۱۰۔ اقتدار کی طلب کا ممنوع ہونا

یہ قاعدہ بھی اس دور میں رائج تھا کہ حکومت کے ذمہ دارانہ مناصب کے لیے عموماً اور خلافت کے لیے خصوصاً وہ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

لوگ سب سے زیادہ غیر موزوں ہیں جو عہدہ کے طالب ہوں۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ (القصص:83)

وہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں نہ اپنی بڑائی کے طالب ہوتے ہیں نہ فساد برپا کرتے ہیں۔ اور انجام (نیک) پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

۱۱۔ بنیادی حقوق کا تحفظ

خلفائے راشدین کے دور میں بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کا بہت خیال رکھا گیا اور تمام شہریوں کو یہ حقوق بلا امتیاز فراہم کیے گئے۔

۱۲۔ حکام کی نگرانی

خلفاء اپنے حکام کی سختی سے نگرانی کرتے تھے تاکہ وہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں جیسا کہ حضرت ابو مسلم انصاری رحمتہ اللہ علیہ صرف اس کام کے لیے مامور تھے کہ وقتاً فوقتاً صوبوں کا دورہ کر کے صورتِ حال کا جائزہ لیں۔

۱۳۔ انتظامی خصوصیات

i۔ صوبائی حکومت

ملک کو مختلف صوبوں میں تقسیم کیا گیا، عادل عامل مقرر کئے اور اہل حاجات کے لیے دروازے ہر وقت کھلے رہتے۔

ii۔ محکمہ احتساب:

خلفائے راشدین نے مختلف محتسبوں کے فرائض خود انجام دیئے جن میں امر بالمعروف، اجتماعی زندگی اور معاشرتی زندگی کے قواعد شامل تھے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

iii۔ فوجی انتظام:

فوجی انتظام نہایت مستحکم تھا۔ مختلف قسم اور انواع کی فوج تشکیل دی گئی۔

iv۔ پولیس کا انتظام:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں باقاعدہ پولیس قائم ہوئی اور مکمل شرعی حقوق کا نفاذ کیا گیا۔

v۔ نظام عدالت:

قاضیوں کو مقرر کیا گیا جو اسلام، قرآن، حدیث، قیاس کے مطابق فیصلہ کرتے۔

vi۔ خراج:

سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائج کیا اس سلسلے میں سختی سے محاسبہ کیا جاتا۔

vii۔ بیت المال:

اس کی بنیاد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ڈالی۔ بیت المال کو نہایت ایمانداری سے استعمال کیا جاتا تھا۔

viii۔ رفاہ عامہ کے کام:

مساکین کے لیے وظائف، مہمان خانے، سرائیں، ضرورت مندوں کی خبر گیری، کنویں، نہریں، اصطبل چراگاہیں بارکیں، دفاتر، چھاؤنیاں اور قلعے وغیرہ۔ رفاہ عامہ کے یہ کام خلافت راشدہ میں سرانجام پائے۔

۱۴۔ اخلاقی امتیازات:

اخلاقی امتیازات جنہوں نے اسلامی ریاست کی تنظیم میں اہم کردار ادا کیا درج ذیل ہیں۔

i۔ سادگی:

چاروں خلیفہ شان و شوکت کے قائل نہ تھے۔ ان کے کپڑوں میں اتنے پیوند لگے ہوتے کہ خلیفہ وقت کا پہچاننا دشوار ہوتا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ii۔ اللہ تعالیٰ کا خوف:

خوفِ خدا ان کی گھٹی میں رچا ہوا تھا۔ یہ لوگ اپنے پروردگار کے نہایت متقی بندے تھے۔ ارشاد ربانی ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝

(آلِ عمران: 102)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرتے دم تک مسلمان رہو۔

iii۔ رعایا کے حقوق:

کسی ریاست کے باشندے جس قدر آسودہ حال ہونگے وہ اسی قدر منظم ہوگی۔ خلافت راشدہ کے سنہری دور میں رعایا کے حقوق کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو شہر کی گلیوں کا گشت کیا کرتے تھے تاکہ لوگوں کی ضروریات کا اندازہ ہو۔ آپ بھیس بدل کر لوگوں کے گھروں میں کام کرتے تھے۔

۱۵۔ اشاعت علوم:

اس دور میں جا بجا علمی مراکز قائم کیے گئے۔ حکام و عمال کے فرائض میں ایک فریضہ یہ بھی تھا کہ علم کو فروغ دیں۔ شہروں میں معلّم مقرر تھے جو کتاب و سنت کی تعلیم دیتے تھے۔ مسجدوں میں مکتب قائم تھے۔ لوگوں کو قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔

تدوین قرآن کے علاوہ اس دور میں حدیث کے کئی مجموعے لکھے گئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی روایات قلمبند کروائیں۔ ان کے شاگردوں نے ان کی روایات کے مجموعے تیار کیے جن میں سے ایک مجموعہ صحیفہ ہمام بن منبہ رحمتہ اللہ علیہ اب بھی ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا۔ اس کی روایات حضرت سعید بن جبیر رحمتہ اللہ علیہ نے لکھیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۱۶۔ اشاعت دین:

خلافت راشدہ میں دعوتِ اسلام اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور فروغ دینے کے سلسلے میں بڑا اہتمام کیا گیا۔ دینی تعلیمات کو فروغ دینے کے لیے اطراف کے ممالک میں مبلغ بھیجے جاتے تھے۔ خلیفہ اور والی بذات خود جمعہ کا خطبہ دیتا اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات سکھاتا۔

۱۷۔ ذمیوں سے سلوک:

مفتوحہ علاقوں کی غیر مسلم رعایا جو اسلامی حکومت کے ماتحت ہوں، ذمی کہلاتے ہیں۔ اس دور میں ذمیوں کے جان و مال کی حفاظت اور مذہبی آزادی حکومت کے فرائض میں شامل تھی۔ ان کو پورے حقوق حاصل تھے۔ ان کے مقدمات کے لیے ان کے اپنے جج ہوتے تھے۔ مگر ریاست کے اہم اور کلیدی عہدوں پر انہیں فائز نہیں کیا جاتا تھا کیونکہ ان سے وفاداری کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ یہ مدبّرانہ عمل ریاست کی تنظیم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا۔

۱۸۔ مفتوحہ علاقوں کی تنظیم:

مفتوحہ علاقوں کی تنظیم کی طرف خاص توجہ دی گئی۔ وہاں کے ظالمانہ قوانین کو منسوخ کر کے عادلانہ نظام جاری کیا گیا۔ زمینوں کو ان کے قدیم مالکوں کے پاس ہی رہنے دیا گیا۔ ان علاقوں میں امن و امان رکھنے کے لیے فوجیں متعین کی گئیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ج۔ نظم سیاسی میں اسلام کی تعلیمات، حدود و شرائط، امتیازات اور علمی راہنمائی

ا۔ اسلام کی تعلیمات:

انسان فطری طور پر تمدن اور اجتماعی زندگی کو چاہتا ہے۔ انسانی تاریخ میں حکومت و سیاست انسان کی اسی خواہش کی پیداوار ہے۔ لٰہذا عقل کا تقاضا ہے کہ دنیا میں سیاست وحکومت کے بغیر معاشرے اور تمدن کا خواب دیکھنے کی بجائے وہ اپنے لیے ایک ایسا معاہدۂ عمرانی وجود میں لانے کی کوشش کرے جو ایک منظم حکومت کی بنیاد فراہم کر سکے۔

لیکن تاریخ گواہ ہے کہ زندگی کے دوسرے معاملات کی طرح عقل انسانی اس معاملے میں بھی آسمانی ہدایت کے بغیر اپنے لیے کوئی سیدھا راستہ تلاش نہیں کر سکتی۔ انسان کی اسی ضرورت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے منظم سیاسی نظام کی مکمل تعلیمات اپنی کتاب قرآن مجید اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ذریعے سے ہمیں دی ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

دینی فرائض کی ادائیگی:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (الحج: 41)

ترجمہ: یہ اہل ایمان وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو اسی سرزمین میں اقتدار بخشیں گے تو نماز کا اہتمام کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، بھلائی کی تلقین کریں گے اور برائی سے روکیں گے اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

اس آیت میں وہ دینی فرائض بتائے گئے ہیں جو کسی بھی خطہ ارضی میں اقتدار حاصل ہو جانے کے بعد مسلمانوں کے نظم سیاسی پر عائد ہوتے ہیں۔

ا۔ لوگوں سے تقاضا کیا جائے کہ وہ اگر مسلمان ہیں تو اپنے ایمان و اسلام کی شہادت کے طور پر نماز ادا کریں۔

۲۔ مسجدوں کا اہتمام اور ان کے لیے ائمہ کا تقرر حکومت کرے گی۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۳۔ زکوۃ کے بارے میں یہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم ہے کہ ریاست کے مسلمان شہریوں میں سے ہر وہ شخص جس پر زکوۃ عائد ہوتی ہے۔ وہ اپنے مال مویشی میں مقررہ حصہ اپنے سرمائے سے الگ کر کے حکومت کے حوالے کر دے گا اور حکومت اس سے حاجت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی کوشش کرے گی۔

۴۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کیلئے ریاست کی طرف سے ایک جماعت مقرر کی جائے گی۔

بنیادی اصول:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء:59)

ترجمہ: ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبانِ امر ہوں۔ پھر تمہارے درمیان اگر کسی معاملے میں اختلاف (جھگڑا) ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ اچھا ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔

اس آیت سے یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت تو ابدی اور لازم وملزوم ہے۔ لہٰذا ان کی اطاعت ہر اولوالامر یعنی سربراہِ ریاست پر فرض ہے جبکہ اولوالامر کے احکام، اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت کے بعد ہی مانے جاسکتے ہیں۔

اسلامی ریاست میں کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جاسکتا جو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف ہو۔ اہلِ ایمان اپنے اولوالامر سے اختلاف کا حق رکھتے ہیں۔ بشرطیکہ اولوالامر کے قوانین اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے احکامات سے متصادم ہوں۔

اولوالامر کی اطاعت کے چند لوازم:

اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت کے تحت اولوالامر کی اطاعت کے چند لوازم درج ذیل ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

i۔ نظم ریاست کے ساتھ وابستگی:

ان کے تحت جو نظام قائم کیا جائے مسلمانوں کو اس سے پوری وابستگی اختیار کرنی چاہیے۔ آپؐ نے اس نظم کو الجماعۃ یا السلطان سے تعبیر کیا ہے۔ اس سے نکلنے کو اسلام سے نکلنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے۔

فَاِنَّہٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً (صحیح بخاری: 7054)

بیشک جو ایک بالشت بھی مسلمانوں کے نظم اجتماعی سے الگ ہوا اور اس حالت میں مرگیا اس کی موت جاہلیت پر ہوگی۔

ii۔ قانون کی پابندی:

یعنی قانون کے پابند رہیں الاّ یہ کہ اللہ کی نافرمانی میں کوئی قانون بنایا جائے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ہے۔

علیک السَّمْعَ وَالطَّاعَۃَ فِی عُسْرِکَ وَیُسْرِکَ وَ مَنْشَطِکَ وَمَکْرَھِکَ وَاَثَرَۃٍ عَلَیْکَ
(صحیح مسلم: 4860)

ترجمہ: تم پر لازم ہے کہ اپنے حکمرانوں کے ساتھ سمع و طاعت کا رویہ اختیار کرو چاہے تم تنگی میں ہو یا آسانی میں، اور چاہے یہ رضا و رغبت کے ساتھ ہو یا بے دلی کے ساتھ اور اس کے باوجود کہ تمھارا حق نہ پہنچے۔

اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاِنْ اُسْتُعْمِلَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ، کَاَنَّ رَاْسَہٗ زَبِیْبَۃٌ
(صحیح بخاری: 7142)

ترجمہ: سنو اور مانو اگرچہ تمہارے اوپر کسی حبشی غلام کو حکمران بنا دیا جائے۔ جس کا سر منقا جیسا ہو۔
لیکن اطاعت کا یہ حکم صرف مسلمان حکمران کے لیے ہے۔

ii۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی اطاعت کرنے والے حکمران کے خلاف بغاوت:

اللہ و رسول کی اطاعت کرنے والے حکمرانوں کے خلاف بغاوت کا حق کسی بھی شخص کو حاصل نہیں۔ ان کے خلاف بغاوت تمام مسلمانوں کے خلاف بغاوت تصور ہوگی، حکومت کے خلاف نہیں جو اسلامی شریعت کی رو سے فساد فی الارض ہے اور جس کی سزا قرآن میں قتل مقرر کی گئی ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

شریعت کی رو سے فساد فی الارض ہے اور جس کی سزا قرآن میں قتل مقرر کی گئی ہے۔

مَنْ اَتَاكُمْ وَاَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُرِيْدُ اَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ اَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ (صحیح مسلم: 4904)

ترجمہ: تم کسی شخص کی امارت پر جمع ہو اور کوئی تمہاری جمعیت کو پارہ پارہ کرنے یا تمہارے نظم اجتماعی میں تفرقہ پیدا کرنے کے لیے اٹھے تو اسے قتل کر دو۔

۳۔ عدل و انصاف:

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ (النساء:58)

ترجمہ: اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔ بیشک یہ نہایت عمدہ بات ہے۔ جس کی اللہ تعالیٰ تمھیں نصیحت کرتا ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ریاست کے نظم و ضبط کے لیے حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ عدل و انصاف کو ہر سطح پر اور اس کی آخری صورت میں قائم کر دینے کی جدوجہد کی جائے۔

۴۔ مساوات:

اس کا مطلب یہ ہے کہ حکمران امیر و غریب کالے و گورے کا کوئی فرق نہ کریں۔ اور سلطنت کے کسی کام میں جانبداری، عصبیت کی راہ نہ اپنائیں۔

۵۔ حریص حکمرانی کے لائق نہیں:

ارشاد نبویؐ ہے۔

انا واللہ لا نولی علی ھذا العمل احدا سالہ ولا احداً حرص علیہ (صحیح مسلم، صحیح ابن حبان)

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ترجمہ: ہم بخدا کسی ایسے شخص کو اس نظام میں کوئی منصب نہ دیں گے جو اسے مانگے اور اس کے لیے حریص ہو۔

اس حدیث کے پیش نظر کوئی منصب کی ایسے شخص کو نہ دیا جائے جو اس کا حریص ہو کیونکہ اس سے معاملات میں عدل کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

۶۔ حکمران خادمِ عوام ہے:

سیاسی نظام کی بنیاد اس اُصول پر ہے کہ **سید القوم خادمھم** یعنی قوم کا حاکم ان کا خادم ہوتا ہے۔ اس کی عملی صورت ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور خلفائے راشدین کے ادوار میں نظر آتی ہے۔ جو خود بھوکے رہتے تھے اور لوگوں کی ضروریات پورا کرتے۔ اور بھیس بدل کر ان کے گھر جا کر اُن کے کام کرتے تھے۔

۷۔ شورائیت:

سیاسی نظام میں نظم و ضبط کے لیے ضروری ہے کہ اس نظام کی حکومت میں بھی نظم و ضبط ہو اور اسلام کے قانون سیاست میں نظم حکومت کی اساس یہ آیت ہے۔

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (الشوریٰ: 38)

ترجمہ: اور ان کا نظام باہم مشورے پر مبنی ہے۔

اس آیت کا تقاضا اور اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ خود امیر کی امارت مشورے کے ذریعے منعقد ہو۔ نظام مشورے سے ہی وجود میں آئے جو کچھ مشورے سے بنے وہ مشورے سے توڑا بھی جا سکے۔

چونکہ مسلمانوں کے سیاسی و اجتماعی نظام کی اساس وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ہے۔ اس لیے اس کے امراو حکمران (جو جمہوری طریقے سے منتخب ہوں) امارت کا منصب سنبھال لینے کے بعد یہ اختیار نہیں رکھتے کہ اجتماعی معاملات میں مسلمانوں کے اجماع یا اکثریت کی رائے کو رد کر دیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۹۔ شورائی نظام میں عوام کی شرکت بذریعہ نمائندگان ہو

نظم سیاست میں اسلام کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ عوام کی شرکت اپنے اپنے لیڈروں کے ذریعے سے ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے دور میں یہ حیثیت قبائل کے سرداروں کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے تمام فیصلے اوس وخزرج اور قریش کے سرداروں کے مشوروں سے کیے۔

۱۰۔ امامت و سیاست مسلم اکثریت کے نمائندے کا حق ہے۔

اسلام کے سیاسی نظام میں امارت و سیاست کا منصب ریاست میں موجود مسلمانوں کے مختلف گروہوں میں سے اس گروہ کا استحقاق قرار پائے گا جسے عام مسلمانوں کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہوگا۔

د۔ نظمِ ریاست میں اسلامی حدود کا کردار

حدود کے لغوی معنی:

حدود حد کی جمع ہے جس کے معنی روکنے کے ہیں۔ اسی سے حداد بمعنی دربان بنا ہے جو لوگوں کو گھروں میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔

حد کے اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں حدود کے معنی ہیں قرآن وحدیث کی متعین کردہ سزائیں۔

حدود کی خصوصیات:

ا۔ کمی بیشی کی گنجائش نہیں:

حد سے مراد وہ سزائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں ان میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں دوسرے لفظوں میں شریعت اسلامیہ کی حدود میں اجتہاد اور ذاتی رائے کی گنجائش نہیں رکھی گئی۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

۲۔ سفارش نا قابل قبول ہے:

حد میں کسی طرح سے بھی سفارش کرنا جائز نہیں اس کی دلیل صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ کا واقعہ ہے ''جب ان کی چادر مسجد سے چوری ہو گئی وہ اپنا مقدمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ صفوان رضی اللہ عنہ نے آپ سے چور کا ہاتھ نہ کاٹنے کی سفارش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم یہ چادر میں نے اسے صدقہ کر دی تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ''میرے پاس مقدمہ لانے سے پہلے آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا۔'' (سنن کبری للنسائی ج 330/4 حدیث رقم (7370) (ومصنف عبدالرزاق)

۳۔ سچی توبہ گناہ کو ختم کر دیتی ہے:

قابل حد جرائم کی سزاؤں کو معاف کرنے کا اختیار حکومت اور حکام میں سے کسی کو نہیں مگر صدق دل سے توبہ کرنے سے گناہ ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ ڈاکو اگر گرفتاری سے قبل توبہ کر لے اور حالات وشواہد اس کی توبہ کی توثیق کرنے والے ہوں تو اس سے گناہ کے ساتھ حد بھی ساقط ہو جائے گی۔

۴۔ ارباب اقتدار اور معززین کی حدود ناقابلِ معافی ہیں:

معزز سے مراد ایسا شخص ہے جو اچھی شہرت کا حامل ہو اس سے کوئی غلطی سرزد ہو تو وہ توبہ کر لے اور نادم ہو تو لوگوں کے حالات کے پیش نظر تعزیرات میں کمی بیشی ہو سکتی ہے مگر حد میں ایسا ممکن نہیں۔ حدود کی حیثیت لازمی سزاؤں کی ہے جو ناقابل معافی اور ناقابلِ مصالحت ہیں۔ ان میں بلا تفریق شریف ورذیل عربی وعجمی سب برابر ہیں کسی کے ساتھ نرمی نہیں برتی جاسکتی۔

قبیلہ بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والی فاطمہ نامی عورت کے چوری کرنے پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جب دربارِ رسالت میں سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

تم سے پہلے لوگ صرف اسی لیے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (بخاری: 3475، مسلم: 4505)

۵۔ حد شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔

شبہات سے حدود کے ساقط ہو جانے کا اصول اس مشہور حدیث سے ہوتا ہے کہ **ادرؤا الحدود بالشبھات**
شبہات سے حدود کو ساقط کر دو۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۶۔ حد نابالغ پر واجب نہیں:

حد اور تعزیر میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ حد نابالغ بچے پر واجب نہیں ہوتی کیونکہ اجرائے حد کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مجرم بالغ اور مکلّف ہو یہی حال قصاص کا بھی ہے لیکن تعزیری سزا کا نفاذ نابالغ بچے پر بھی ہوسکتا ہے کیونکہ اس کا مقصد تادیب ہے اور بچوں کو تادیبی سزا دینا جائز ہے۔

حدود کے جرائم کی اقسام:

حدود کے جرائم کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

۱۔ حد زنا	۲۔ حد قذف	۳۔ حد شرب خمر	۴۔ حد سرقہ
۵۔ حد حرابہ	۶۔ حد ارتداد	۷۔ حد بغاوت	

۱۔ حد زنا اور اس کی شرائط:

اسلام میں شرک اور قتل جیسے کبیرہ گناہوں کے بعد "زنا" کو کبیرہ گناہ اور جرم عظیم قرار دیا گیا ہے زنا انسانی معاشرے کا سب سے بدترین جرم ہے۔ زنا کا جرم معاشرت، تہذیب اور اخلاق کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

اسلام میں اس جرم کی سخت سزا متعین ہے تاکہ بنی نوع انسان کو خاندانی نظام کی ابتری، عزت کے اتلاف، نسب کے ضیاع، مال کے نقصان، جان کی ہلاکت اور بدامنی اور انتشار سے محفوظ رکھ سکے۔

اسلام زنا کار سے ہمدردی کا رویہ اختیار کرنے سے منع کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

> اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (النور:2)

ترجمہ: بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والے مرد (جب بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملہ میں تم کو دامن گیر نہ ہو۔ اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

محصن کی سزا (شادی شدہ زانی کی سزا)

اسلامی شریعت نے محصن کی سزا رجم رکھی ہے۔ رجم کا مطلب ہے پتھر مار مار کر ہلاک کر دینا۔ رجم کی سزا قرآن و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

حدِ زنا نافذ کرنے کی شرائط:

۱۔ قرآنِ مجید کی وضاحت کے مطابق چار چشم دید گواہ ہوں۔

۲۔ گواہ شریعت کی رو سے قابل اعتبار ہوں۔

۳۔ کسی مقدمے میں جھوٹے گواہ ثابت نہ ہو چکے ہوں۔

۴۔ گواہوں نے ملزموں کو عین حالت جرم میں دیکھا ہو۔

۵۔ یا مجرم اپنے جرم کا چار مرتبہ اقرار کرے۔

۲۔ حدِ قذف:

قذف کے لغوی معنی:

عربی لغت میں قذف کے معنی تیر مارنے یا پتھر پھینکنے کے ہیں۔

قذف کے اصطلاحی معنی:

اسلامی شریعت میں قذف کے معنی ہیں۔

۱۔ کسی بے گناہ پر زنا کاری کا الزام لگایا جائے۔

۲۔ کوئی ایسی بات کی جائے جس کا مطلب ہو کہ وہ شخص بدکار ہے یا تھا مثلاً کسی کو اس کے باپ کے سوا کسی اور سے منسوب کرنا

رمی:

اللہ تعالیٰ نے قذف یعنی لوگوں پر تہمت لگانے کو قرآن مجید میں رمی سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس کے معنی ہیں پتھر

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

پھینکنا۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ (النور:4)

ترجمہ: یعنی جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت کا تیر پھینکتے ہیں۔

یعنی جس طرح تیر کمان سے نکل کر بے اختیار ہو جاتا ہے اسی طرح کوئی لفظ بھی ہمارے منہ سے نکلنے کے بعد ہمارے اختیار سے نکل جاتا ہے۔ اور اپنے نشانے پر پہنچ کر کسی کے لیے اذیت کا باعث بنتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے زنا کی تہمت لگانے کو رمی سے تعبیر فرمایا۔

حد قذف:

۱۔ حد قذف اسّی (80) کوڑے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝
(سورۃ النور آیت:4)

ترجمہ: جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور پھر گواہ نہ لائیں تو ان کو اسّی کوڑے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور وہ ہی بدکردار ہیں۔

۱۔ ان کی گواہی آئندہ قبول نہ کی جائے۔

۲۔ انہیں مجرموں اور فاسقوں میں شمار کیا جائے۔

۳۔ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ان پر لعنت ہے۔

۴۔ روزِ قیامت ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دینگے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے کرتوتوں کی پوری پوری سزا دے گا اور انہیں جہنم رسید کرے گا۔

حدِ قذف جاری کرنے کی شرائط:

۱۔ حد قذف اس پر جاری کی جائے گی جو اپنا الزام ثابت نہ کر سکے۔

۲۔ قاذف عاقل اور بالغ ہو، چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم آزاد ہو یا غلام۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۳۔ جس پر الزام وتہمت (حد قذف) لگائی جائے (مقذوف) عاقل ہو۔ بالغ ہو، آزاد ہو، مسلمان ہو اور زنا سے پاکدامن ہو خواہ مرد ہو یا عورت تو حد قذف تہمت لگانے والے یعنی قاذف پر جاری ہو گی۔

۴۔ قاذف مقذوف کا باپ، دادا، پردادا، ماں، دادی اور پردادی وغیرہ نہ ہو۔ ایسی صورت ہو تو قاذف پر حد واجب نہ ہو گی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ) یعنی والدین کو اف تک نہ کہو اور قذف کی سزا تو بہت بڑی سزا ہے۔

حدِّ سَرَقہ اور اس کی شرائط:

سرقہ کی تعریف:

کسی عاقل، بالغ شخص کا کسی دوسرے شخص کی ایسی چیز کو جس کی مالیت دس درہم یا اس سے زائد ہو اور وہ چیز کسی محفوظ جگہ رکھی ہوئی ہو خفیہ طریقے سے چوری کر لینا سرقہ کہلاتا ہے۔

حدِ سرقہ یا سرقہ کی سزا:

اسلامی شریعت میں چوری کی سزا قطع ید ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (المائدہ: ۳۸)

ترجمہ: چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ اللہ کی طرف سے بطور سزا کے ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم اور تمام خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے جرم ثابت ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چور کا ہاتھ کاٹا اور اس میں امیر وغریب، بڑے اور چھوٹے کا کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا۔ جیسا کہ جب مخزوم قبیلہ کی عورت چوری کے سلسلے میں پکڑی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم جاری کیا۔ اس پر

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جب سفارش کرنے کی کوشش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا

اَتَشْفَعُ فِی حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللہِ

کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر فرمایا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی یہ چوری کرتی تو اللہ کی قسم اس کا ہاتھ بھی کاٹتا۔ (بخاری :3475، مسلم :4505) چوری کا جرم ثابت ہونے کے بعد چور کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اگر دوسری مرتبہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔ اور اگر تیسری مرتبہ چوری کرے تو اس وقت تک قید میں ڈال دیا جائے جب تک کہ توبہ نہ کرلے۔

حد سرقہ جاری کرنے کی شرائط:

حد سرقہ جاری کرنے کے لیے ضروری ہے

۱۔ کہ چور عاقل اور بالغ ہو، نابالغ اور پاگل پر حد نافذ نہیں ہوگی۔

۲۔ جس شخص کی چوری ہوئی ہو وہ خود دعویٰ کرے۔ اگر گواہ گواہی دے دیں کہ فلاں کی چوری ہوئی مگر مالک خود دعویٰ دائر نہ کرے تو حد نافذ نہ ہوگی۔

۳۔ چور اگر چوری کا اقرار کرے تو بھی جرم ثابت ہوتا ہے۔

۴۔ مجرم کے خلاف گواہ کا مذکر اور عادل ہونا اور عدالت میں حاضر ہو کر خود گواہی دینا ضروری ہے۔ اس ضمن میں عورتوں اور فاسق مردوں کی گواہی قابلِ قبول نہیں۔

حد شُربِ خمر اور اس کی شرائط:

شراب کے لغوی معنی:

شراب شَرِبَ یَشْرَبُ سے مصدر ہے جس کے معنی پینے کے ہیں اور شراب کے معنی پینے والی چیز۔ اسی وجہ سے شراب کو شراب کہتے ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

خمر کے لغوی معنی:

خمر لغت میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو پردہ ڈال دے۔ خمار پردے کو کہتے ہیں۔ شراب چونکہ عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے اس لیے اسے خمر کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں ہر وہ چیز جو نشہ آور ہو، خمر کہلاتی ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔
"ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔" (صحیح مسلم)
شراب وخمر کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ (البقرۃ:219)

ترجمہ: (لوگ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لیے فائدہ بھی ہے۔ اور ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑا ہے۔

شراب نوشی کی سزا:

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے شراب نوشی پر کوڑے مارنے کی سزا دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شرابی آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس لایا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اسے تقریباً چالیس کوڑوں کی سزا دی۔ (صحیح ابن حبان :333/10 ، حدیث رقم :4450، مصنف عبدالرزاق : 13540)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورے سے شراب نوشی کی سزا 80 کوڑے مقرر کی۔

حدِ خمر کی شرائط:

۱۔ شرابی عاقل، بالغ اور مسلمان ہو۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۲۔ اس نے اپنی مرضی سے شراب نوشی کی ہو، زبردستی کسی نے نہ پلائی ہو۔

۳۔ حد نافذ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دو عادل گواہ اس شرابی کی مے نوشی کی گواہی دیں۔

۴۔ اگر شرابی کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہو اور دو گواہ اس کی مے نوشی کی گواہی بھی دیں۔

۵۔ اگر کوئی نشے کی حالت میں دیکھا گیا ہو اس کے منہ سے شراب کی بو بھی آ رہی ہو اور دو گواہ گواہی بھی دیں۔

۶۔ اگر کوئی قے کرے اور اس میں شراب کی بو ہو اور اس پر دو گواہ گواہی بھی دیں۔

حد محاربہ:

لغوی معنی:

حرابہ یا محارب کے لغوی معنی ہیں لڑائی کرنا، جنگ بھڑکانا، دشمن کے مال لوٹنے کے لیے راہنمائی کرنا۔

اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں راہزنی کا مطلب ہے محاربت کیونکہ اس کے لیے لڑائی اور فتنہ و فساد بھی ہوتا ہے۔

حد حرابہ:

راہزنی کی وہ صورت، جس میں حد جاری کرنے کا حکم ہے۔ اس کی حد قطع ید یعنی ہاتھ کاٹنا ہی ہے۔
اس میں بھی عورت اور مرد کا حکم ایک ہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت پر بھی حد سرقہ کا اجرا ہوتا ہے۔ اس لیے راہزنی میں بھی اس پر مردوں کی طرح حد جاری ہوگی۔

حد بغاوت:

معنی:

بغاوت کا مطلب ہے نافرمانی کرنا، حق سے ہٹ جانا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

حد بغاوت:

امام مالکؒ کے نزدیک اگر مجرم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے خلاف بغاوت میں ملوث ہے۔ امن و امان کو خراب کیا ہے۔ نیز زمین میں فساد پھیلا رہا ہے۔ اس کا جرم قرآنی آیت کے عمومی مفہوم میں داخل ہے۔ اور اس کی سزا قرآن میں قتل کرنا، سولی چڑھانا، ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دینا، یا ملک بدر کرنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَاَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ (المائدہ:33)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیے جائیں یا ملک سے نکال دیے جائیں۔

اسلام کے امتیازات اور شرائط:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
اور مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

اس کا مطلب ہے اسلام کے سیاسی نظام کی وہ خصوصیات جو کسی اور مذہب کے نظام سیاست میں ناپید ہیں۔ تنظیم سیاست کے لیے وہ بنیادی شرائط ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

۱۔ ابدی نظام:

حقیقت تو یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں مذہب و دین صرف دین اسلام ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آلِ عمران:19)

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین دین اسلام ہے۔

اسی طرح سے اصل قانون بھی صرف قانون اسلام ہی ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ابدی قانون ہے اس کا نفاذ و آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مدینہ میں اسلامی ریاست قائم کر کے کیا۔ اور تا قیامت یہ نظام چلے گا لیکن اس کے برعکس انسانی قوانین کبھی اتنے دیرپا نہیں ہوتے۔

۲۔ اقتدار اعلیٰ:

آمریت اور مطلق العنان بادشاہت میں اقتدار اعلیٰ کا مالک صرف ایک شخص آمر یا بادشاہ ہوتا ہے۔ جمہوریت میں اقتدار اعلیٰ کے مالک عوام ہوتے ہیں۔ لیکن اسلامی نظام سیاست میں اقتدارِ اعلیٰ کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

حکومت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے جو بالا دست اور بڑا ہے۔

۳۔ قرآن وسنت کی بالا دستی:

اسلامی ریاست مکمل طور پر اسلام کے تابع ہے۔ اس کے آئین اور قانون کی بنیاد قرآن وسنت پر ہوتی ہے۔ یہاں قرآن وسنت کو پوری طرح بالادستی حاصل ہے۔ کسی کو قرآن وسنت کے خلاف کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔

۴۔ پاپائیت کی گنجائش نہیں۔

اسلامی ریاست میں کسی ایسے مذہبی گروہ یا جماعت کو حکمرانی کرنے کی ہرگز اجازت حاصل نہیں جو قرآن وسنت سے ہٹ کر قوانین بنائے اور پھر انہیں اللہ کی طرف منسوب کرے جیسا کہ ماضی میں یورپ کے کئی ممالک میں پادریوں کی اجارہ داری تھی۔ اسلام میں پاپائیت کا کوئی تصور موجود نہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۵۔ دولت کی منصفانہ تقسیم:

اسلام کے نظام سیاست میں دولت کے چند ہاتھوں میں ارتکاز کو روکنے کیلئے خصوصی اقدامات کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا عشر، زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے امیروں سے رقوم لے کر غریبوں کی فلاح و بہبود اور امداد کے لیے خرچ کی جاتی ہیں۔ یہ رقوم صاحب حیثیت اپنی خوشی سے ادا کرتے ہیں۔ یہ اسلام کے نظام کی ایک امتیازی خصوصیت ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔

۶۔ غیر مسلموں کی حیثیت:

اسلامی نظام حکومت میں غیر مسلموں کو معاشی، معاشرتی، اقتصادی اور مذہبی تمام حقوق دیے جاتے ہیں۔ انہیں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے اور مذہبی رسومات کی ادائیگی کرنے کی پوری آزادی حاصل ہوتی ہے۔ کسی اور نظام سیاست میں یہ وسعت نظری نہیں ملتی۔

۷۔ حکومت کی ذمہ داری اور جواب دہی:

اسلامی حکمران اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

"جس کا کوئی سرپرست نہیں اس کی سرپرست اسلامی حکومت ہے۔"

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

"اگر دریائے دجلہ کے کنارے کوئی بکری کا بچہ بھی بھوکا مر گیا تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی۔"

۸۔ طبقاتی امتیاز کا خاتمہ:

اسلامی نظام، طبقات کے امتیاز کو ختم کر کے مساوات اور انصاف کی فضا قائم کرتی ہے۔ اس وجہ سے خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا جرم ثابت ہونے پر کوڑے لگائے گئے۔

۹۔ خواتین کا احترام وعزت:

اسلام کے قانون میں خواتین کو باعزت مقام دیا جاتا ہے۔ ان کو وراثت کا حق اور شوہر کے وفات یا عورت کو طلاق دینے کی صورت میں نکاح ثانی کی اجازت دی جاتی ہے۔ حالانکہ قبل از اسلام خاتون سے زندہ رہنے کا حق بھی چھین لیا جاتا تھا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

۱۰۔ اسلامی فلاحی ریاست:

صحیح اسلامی فلاحی ریاست حقیقی معنوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی قائم کردہ تھی۔ جس میں اسلام کے اصول اپنی عملی شکل میں رائج تھے۔ جہاں انسان تو انسان حیوانوں کے حقوق کا بھی خیال رکھا جاتا تھا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”ہم ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کسی ضرورت سے الگ ہوئے تو ہم نے ایک کبوتری کا بچہ دیکھا اور اٹھا لیا۔ تھوڑی دیر میں کبوتری پھڑ پھڑاتی ہوئی آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا اِلَيْهَا (سنن نسائی، سنن ابوداؤد)

اس کو اس کے بچے کی وجہ سے کس نے تنگ کیا۔ اس کا بچہ اسے واپس لوٹا دو۔

غلام معاشرے کا پسا ہوا فرد نہ تھا۔ اس کا ثبوت حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے:

”میں نے دس سال تک نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت کی اس دوران میں نے ان کی اتنی خدمت نہ کی جتنی انہوں نے میری کی۔“ (بخاری و مسلم)

۱۱۔ شخصی آزادی:

اسلامی نظام کی ایک امتیازی خصوصیت اس کی شخصی آزادی ہے۔ اسلام سے قبل غلام رکھنے کا رواج تھا۔ لیکن اسلام نے اس غلامی کو ختم کر کے سب انسانوں کو اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دی۔

۱۲۔ نکاح کا حق:

اسلام نے نکاح یا شادی کا حق دے کر معاشرے سے فحاشی اور بے حیائی کا خاتمہ کر دیا ہے جبکہ مغرب میں نکاح کی کوئی اہمیت نہیں۔

مندرجہ بالا امتیاز و شرائط اسلام کے سیاسی نظام کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ اور یہ اسلامی نظام کے قیام کے لیے ضروری ہیں۔ ورنہ وہ اسلامی نظام ہوگا ہی نہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

نظمِ سیاست میں اسلام کی علمی راہنمائی

اس کا مطلب ہے سیاسی نظم وضبط میں اسلام کی علمی راہنمائی کیسے حاصل کی جاسکتی ہے۔ تو اس علمی راہنمائی کے درج ذیل ماخذ ہیں۔

ا۔ قرآنِ مجید:

اسلامی قانون مکمل طور پر قرآن مجید کی صورت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر نازل فرمایا گیا۔ اس میں انسانی زندگی کے ہر مسئلے پر بحث کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

اے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم ہم نے تمہاری طرف کتاب برحق نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اس کی روشنی کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ تعالی نے تم کو دکھائی۔ (سورۃ النساء آیت :105)

حقیقت تو یہ ہے کہ جب تک مسلمان قرآنی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتے رہے ان کی پوری دنیا پر حکومت تھی۔ اور آج ان کی خستہ حالی کی وجہ ان کی قرآن سے دوری ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

۲۔ احادیث وسنت:

اسلامی تعلیمات کا دوسرا بڑا ماخذ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی حدیث وسنت ہے۔

حدیث کے لغوی معنی:

حدیث کے لغوی معنی بات چیت اور گفتگو کے ہیں۔

حدیث کے اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں حدیث کا مطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے قول وفعل اور تقریر ہیں۔

حدیث اور سنت میں فرق:

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے قول وفعل اور تقریر کو بیان کرنا حدیث اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا طریقہ عمل سنت کہلاتا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

حدیث وسنت اسلامی تعلیم کا ماخذ کیسے؟

اسلام کے تمام احکام قرآن میں موجود ہیں۔لیکن ان کا مفہوم ان کی وضاحت اور تفسیر وتشریح حدیث کے ذریعے اور سنت کے ذریعے ہی معلوم ہوسکتی ہے۔اسی وجہ سے سنت پر عمل کرنا واجب ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر:7)

ترجمہ: جو کچھ تمھیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رُک جاؤ۔
یہی نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو مکمل نمونہ کہا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)

ترجمہ: بے شک تمھارے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی حدیث وسنت اور ان کی پوری زندگی سے ایک منظم سیاسی نظام کی مکمل تعلیمات مل سکتی ہیں۔کیونکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپؐ نے جس نظام سیاسی کی بنیاد رکھی اس کی مثال تاریخ میں تو کیا آنے والے دور میں بھی کبھی نہیں مل سکے گی۔

۳۔ اجماع:

لغوی معنی:

اجماع کے لغوی معنی متفق ہونے اور اکٹھا ہونے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں کسی حکم شرعی پر ایک زمانے کے فقہا اور مجتہدین کا متفق ہونا اجماع کہلاتا ہے۔اجماع اسلامی قانون کا تیسرا بڑا ماخذ ہے۔اجماع میں عام لوگ یا کم علم لوگ شامل نہیں ہیں۔اجماعِ امت کا اختیار صرف اور صرف اسلامی

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

شریعت یعنی قرآن وسنت پر عبور رکھنے والوں کو ہی حاصل ہے۔ وہ جو اجماع کریں گے اس سے کسی دوسرے کو فرار نہ ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَكُونُوا۟ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ۝ (التوبہ:119)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

نظم سیاسی میں اجماع کی اہمیت:

نظام ریاست وسیاست میں کئی پیچیدہ مسائل ہوتے ہیں جن کا اس زمانے کے حالات و واقعات کے مطابق براہ راست قرآن وسنت میں حل موجود نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں فقہاء اس کا حل بذریعہ اجماع نکالتے ہیں۔

۴۔ قیاس:

لغوی معنی:

لغوی معنی اندازہ لگانے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی:

جب کسی مسئلے سے متعلق قرآن وحدیث میں واضح ہدایات نہ ملتی ہوں لیکن اس سے ملتے جلتے مسئلے کے متعلق ہدایات موجود ہوں تو ان ہدایات کی بنیاد پر اس مسئلے کا فیصلہ کرنا قیاس کہلاتا ہے۔

۵۔ اجتہاد:

لغوی معنی:

لغوی معنی کوشش کرنا، غور وخوض سے کسی مسئلے کو حل کرنا اور نئی بات پیدا کرنا ہے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

اصطلاحی معنیٰ:

قرآن وسنت کی روح کے زیرِ اثر کسی ایسے مسئلے کا حکم دریافت کرنا جس کے بارے میں قرآن وسنت میں واضح ہدایات موجود نہ ہوں اجتہاد کہلاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا والی بنا کر بھیجا اور بھیجتے وقت دریافت کیا کہ فیصلہ کیسے کریں گے۔ انہوں نے عرض کیا قرآن کے مطابق، اگر وہاں سے رہنمائی نہ ملی تو سنت کے مطابق اور اگر وہاں سے بھی کوئی رہنمائی نہ ملی تو پوری کوشش سے اپنی عقل کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے خوشی اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا (سنن ابی داؤد)

لیکن عام آدمی اجتہاد نہیں کرسکتا۔ مجتہد کے لیے قرآن وسنت عربی زبان اور جدید مسائل سے پوری طرح واقف ہونا ضروری ہے۔ بلند کردار جو خوف خدا رکھتا ہو صرف وہی یہ اہم ذمہ داری انجام دے سکتا ہے۔

اجتہاد اور قیاس میں فرق:

ان میں فرق یہ ہے کہ اجتہاد اس مسئلے سے متعلق ہوتا ہے۔ جس کے متعلق قرآن وسنت میں کوئی حکم نہ ملتا ہو۔ نہ اشارۃً اور نہ ظرفاً جبکہ غیر مخصوص مسئلے کا حکم مخصوص مسئلے سے معلوم کیا جاتا ہے۔

۴۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل:

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی ہدایات کے مطابق عمل کرتے رہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے تقویٰ اور کردار کی بلندی کی خود قرآن مجید نے گواہی دی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے فرمایا ہے۔

> اَصْحَابِیْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِیْ اَتٰی اُمَّتِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ .
>
> (الجامع الصغیر:11746)

ترجمہ: میرے صحابہ میری امت کے لیے امن کا ذریعہ ہیں، جب میرے صحابہ ختم ہو جائیں گے میری امت پر وہ فتنے آئیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے بعد چاروں خلفاء نے نظام معاشرت و سیاست حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی تعلیمات کے عین مطابق رائج کیا۔ لہٰذا ان کا عمل بھی اسلامی قانون کے ماخذ کا درجہ رکھتا ہے اور اسلامی نظمِ سیاست میں ان کے عمل سے مکمل علمی راہنمائی مل سکتی ہے۔

مشق

سوال 1: درج ذیل سوالات کے مفصل جواب تحریر کریں۔

الف۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے اسلامی ریاست کی تنظیم و تنسیق کے لیے جو اقدامات کیے ان پر مفصل نوٹ لکھیں۔

ب۔ حدود کی کون کون سی اقسام ہیں؟ ان کی شرائط اور سزائیں بیان کریں۔

ج۔ دین میں علم کے مآخذ پر ایک جامع نوٹ لکھیں۔

د۔ خلافتِ راشدہ رضی اللہ عنھم کا دور اپنی کن خصوصیات کی بنیاد پر زریں دور کہلاتا ہے؟

ہ۔ نظمِ سیاسی میں اسلام کی تعلیمات بیان کریں نیز اسلام کے نظام سیاست کی امتیازی خصوصیات کون کون سی ہیں؟ وضاحت کریں۔

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

الف۔ ریاست کی تعریف لکھیے۔

ب۔ خلافت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم بیان کریں۔

ج۔ حدِ سرقہ جاری کرنے کی شرائط کون کون سی ہیں؟

perfect24u.com

perfect24u.com

سوال 3: درست جواب کا انتخاب کریں۔

الف۔ صدقے کی اقسام ہیں۔

(i) 2 (ii) 3 (iii) 4 (iv) 5

ب۔ حد قذف کی سزا ہے۔

(i) 40 کوڑے (ii) قطع ید (iii) 80 کوڑے (iv) قتل

ج۔ قبیلہ مخزوم کی عورت چوری کے سلسلے میں پکڑی گئی تو آپ کے پاس سفارش کرنے کی کوشش کی۔

(i) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (ii) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

(iii) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے (iv) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے

د۔ اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد رکھی۔

(i) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے (ii) حضرت آدمؑ نے

(iii) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے (iv) حضرت عمرؓ نے

ہ۔ اسلام کے سیاسی نظام میں حاکم کی حیثیت ہے۔

(i) باپ کی (ii) سربراہ کی (iii) قاضی کی (iv) خادم کی

و۔ باقاعدہ پولیس قائم ہوئی اور مکمل شرعی حقوق کا نفاذ کیا گیا۔

(i) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں (ii) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں

(iii) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں (iv) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں

سوال 4: خالی جگہ پر کریں۔

الف۔ اسلام کے سیاسی نظام میں اقتدار اعلیٰ ________ کے ہاتھ میں ہے۔

ب۔ ان ________ عند اللہ اتقکم

ج۔ خمار ________ کو کہتے ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

د۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم میں جس جگہ مسلمانوں کو ٹھہراتے تھے، آج تک مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ________ اس کی یادگار موجود ہے۔

ہ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں ________ زکوٰۃ کے خلاف جنگ کی گئی۔

و۔ حد شبہ سے ________ ہو جاتی ہے۔

ز۔ قرآن وسنت کا قانون سب کے لیے ________ ہے۔

ح۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ________ سے زیادہ مہر پر پابندی لگائی تو ایک عورت نے انہیں فوراً ٹوک دیا۔

سرگرمی

معلم / معلمہ، طلباء / طالبات سے خلافت راشدہ کے دور کے انتظامی خصوصیات کا چارٹ تیار کروا کے آویزاں کرائے اور پیش کرنے کو کہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

باب پنجم

عصرِ حاضر اور اسلامی ریاستیں

تدریسی مقاصد

اس سبق کے پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- عالم اسلام کے بارے میں گہری معلومات اور بصیرت حاصل کر سکیں۔
- قوموں کے عروج و زوال کے اسباب ان کی نظر میں ہوں اور انہیں سامنے رکھ کر طلبہ امت مسلمہ کی بالعموم اور پاکستان کی بالخصوص تشکیل نو کے قابل ہو سکیں نیز اس حاصل شدہ بصیرت کے ذریعے وہ مسلمانوں کی مشکلات کا حل سوچ سکیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

الف۔ موجودہ مسلمان ریاستیں، تشکیلی محرکات، کوائف، مسائل اور اسلامی تعلیمات

دنیا کی کل آبادی کا پانچواں حصہ اسلام کا پیروکار ہے۔ یوں تو مسلمان دنیا کے ہر حصے میں آباد ہیں لیکن براعظم ایشیا اور براعظم افریقہ میں ان کی کثیر تعداد موجود ہے۔ موجودہ دنیا میں آزاد و خودمختار مسلم ریاستوں کے بارے میں جاننے کے لیے ہم مسلم ممالک کو تین گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ ایشیائی مسلم ممالک

۲۔ افریقی مسلم ممالک

۳۔ یورپی مسلم ممالک

ایشائی مسلم ممالک:

براعظم ایشیا میں عقیدۂ توحید کے پرستاروں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے۔ اس براعظم کے مختلف حصوں میں مسلم ریاستیں واقع ہیں۔

وسط ایشیائی مسلم ممالک میں قازقستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان اور ازبکستان شامل ہیں۔

جنوب مشرقی ایشیا کے مسلم ممالک میں انڈونیشیا، ملائشیا، برونائی دارالسلام۔

جنوبی ایشیا میں پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان اور مالدیپ کے مسلم ممالک واقع ہیں۔

مغربی ایشیا کے مسلم ممالک میں آرمینیا، آذربائیجان، بحرین، عراق، ایران، اردن، کویت، لبنان، شام، عمان، قطر، متحدہ عرب امارات، یمن اور سعودی عرب شامل ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

افریقی مسلم ممالک:

مشرقی افریقہ میں جبوتی، اریٹیریا، ایتھوپیا، موریطانیہ، موزنبیق اور صومالیہ کے مسلم ممالک واقع ہیں۔

گھانا، گنی بساؤ، مالی، نائیجر، نائیجیریا، سینیگال، سیرالیون اور گیمبیا کی مسلم ریاستیں مغربی افریقہ میں ہیں۔

شمالی افریقہ کے مسلم ممالک میں مصر، الجزائر، لیبیا، مراکش، سوڈان اور تیونس شامل ہیں۔

وسط افریقہ میں چاڈ کی مسلم ریاست موجود ہے۔

یورپی مسلم ممالک

یورپ کے مسلم ممالک میں البانیہ، بوسنیا، ہرزیگوینیا، کوسوو، قبرص، یوکرائن اور ترکی اہم ہیں۔

دنیا کے مختلف گوشوں میں یوں تو اسلامی ریاستیں اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہیں مگر ان میں سے بعض ممالک بین الاقوامی برادری میں اہم شناخت اور کردار کے حامل ہیں۔ یہ ممالک اپنے وسائل اور جغرافیائی محلِ وقوع کی بنا پر عالمی سیاست پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

ترکی:

جمہوریہ ترکی براعظم ایشیا اور براعظم یورپ میں واقع ہے۔ ترکی کا کل رقبہ 780,580 مربع کلومیٹر ہے۔ اس کا دارالحکومت انقرہ ہے۔ ملک میں زیادہ تر ترکی زبان بولی جاتی ہے۔

جنگ عظیم اوّل میں جرمنی کی حمایت میں ترکی نے بھی جنگ میں حصّہ لیا۔ مصطفٰی کمال جنگ کے ہیرو کی حیثیت سے سامنے آئے۔ مصطفٰی کمال نے ملک کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرنے کا عزم مصمم کر رکھا تھا۔ یونانیوں، آرمینیوں اور فرانسیسیوں نے ہر طرف سے ملک پر حملہ کر دیا۔

مصطفٰی کمال نے طویل عرصہ تک ان دشمنوں کا مقابلہ کیا اور آخر کار 9 ستمبر 1922ء کو دشمنوں کو فیصلہ کن شکست دی۔ مصطفٰی کمال کو قوم نے ''اتا ترک'' یعنی ''ترکوں کا باپ'' کے خطاب سے نوازا۔ اتا ترک نے 600 سالہ خلافت عثمانیہ کو ختم کر کے 1923 میں ترک جمہوریہ کی بنیاد رکھی۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

مصر:

براعظم افریقہ کے شمالی حصّہ میں واقع اسلامی ریاست جس کے شمال میں بحیرۂ قلزم، مشرق میں بحیرۂ احمر، جنوب میں سوڈان اور مغرب میں لیبیا واقع ہیں۔ مصر کا دارالحکومت قاہرہ ہے۔

مصر آج سے پانچ ہزار سال پہلے علوم، فنون اور تہذیب و ثقافت کا گہوارہ رہا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں مسلمانوں نے مصر پر حملہ کر کے وہاں اپنی حکومت قائم کی۔ جامعہ ازہر کی بنیاد بھی بنو امیہ کے دور میں رکھی گئی۔

سوڈان:

براعظم افریقہ کا رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً 25 لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔ سوڈان کا دارالحکومت خرطوم ہے۔

سوڈان کے مشرق میں اریٹریا اور ایتھوپیا، مغرب میں چاڈ، شمال میں مصر اور شمال مغرب میں لیبیا اور یوگینڈا جبکہ جنوب میں گانگو واقع ہے۔ سوڈان کے رقبے کے مقابلے میں اس ملک کی آمدنی قلیل ہے۔

نسلی اور مذہبی اعتبار سے سوڈان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ شمالی سوڈان اور جنوبی سوڈان ۔ شمالی سوڈان روایتی اور تاریخی اعتبار سے مصری اور عرب ثقافت کے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ شمالی سوڈان میں اکثریتی آبادی مسلمان ہے۔ جنوبی سوڈان دراز قد حبشیوں کی سرزمین ہے۔

سوڈان میں چودھویں صدی عیسوی تک عربوں کی آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ اسی وجہ سے یہاں اسلام کی روشنی بہت دیر سے پھیلی۔

ساتویں صدی عیسوی میں عربوں کی فتوحات کا سلسلہ شمالی افریقہ (مصر، مراکش، الجزائر) تک پہنچا تو مسلمان تاجر اور سیاح سوڈان کے بڑے شہروں اور قصبوں تک آنے لگے۔ یہ عرب تاجر اور ان کے نمائندے صرف تجارتی امور سے غرض رکھتے اور دینی تبلیغ کا فریضہ بہت کم انجام دیتے تھے۔ بہرحال مسلمانوں نے اس خطے کی طرف توجہ کی اور پھر یہ خطہ نورِ اسلام سے منور ہوا۔

ایران:

دنیائے اسلام میں ایران کو قدیم ترین حیثیت حاصل ہے۔ ایران زمانہ قدیم سے اب تک بلند پایہ تہذیب و تمدن اور مایہ ناز معاشرت کا ملک رہا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ایران کے شمال میں ترکمانستان، آذربائیجان اور آرمینیا، مشرق میں پاکستان اور افغانستان، مغرب میں ترکی اور عراق اور جنوب میں خلیج فارس واقع ہے۔ ایران کا کل رقبہ قریباً1.648 ملین مربع کلومیٹر ہے۔

بیسویں صدی کی آخری دہائی سے پہلے تک ایران میں موروثی شہنشاہیت موجود تھی۔ ایسے میں1978ء میں دنیا نے دیکھا کہ شہنشاہ ایران عوامی طاقت کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور یہ بادشاہت اسلامی جمہوریہ ایران میں تبدیل ہوگئی۔ ایرانی عوام نے استصواب رائے میں شہنشاہیت کے خلاف اور انقلاب ایران کے حق میں97% ووٹ ڈالے اور ملک کے اسلامی جمہوریہ ہونے پر مُہر تصدیق ثبت کردی۔

سعودی عرب:

سعودی عرب ایک آزاد ریاست ہے اس جزیرہ نما کے مشرق میں خلیج فارس اور خلیج عمان، مغرب میں بحیرۂ قلزم، شمال میں عراق اور اردن کا ریگستانی علاقہ جبکہ جنوب میں بحرِ ہند واقع ہے۔

سعودی عرب کا کل رقبہ19,60,582 مربع کلومیٹر ہے۔ آبادی 100% مسلمان ہے قومی زبان عربی ہے۔

سعودی عرب کا دارالحکومت ریاض ہے۔

مسلمانوں کے انتہائی مقدس مقامات مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اسی ملک میں واقع ہیں۔1932ء میں عبدالعزیز ابن سعود نے المملکۃ العربیہ السعودیہ کے قیام کا فرمان جاری کیا۔1938ء میں تیل کی دریافت سے وسائل آمدنی میں خاطر خواہ اضافے نے ملکی تعمیر و ترقی کے نئے باب کھولے۔ البتہ سیاسی و انتظامی امور کی پختگی 1964ء میں شاہ فیصل بن عبد العزیز کے دور میں آئی۔

پاکستان:

پاکستان، ایٹمی طاقت کی حامل پہلی اسلامی ریاست ہے۔ یہ جنوبی ایشیا کے انتہائی اہم اور حساس حصے میں واقع ہے۔ پاکستان کے مشرق میں بھارت، مغرب میں ایران اور افغانستان، شمال میں چین اور جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے۔

ملک کا دارالحکومت اسلام آباد اور کل رقبہ7,96,096 مربع کلومیٹر ہے۔

پاکستان کی تخلیق ایک جہد مسلسل کے بعد ممکن ہوئی۔ مسلمان صدیوں سے برصغیر میں حکمرانی کرتے آرہے تھے۔ انگریز تجارت کی غرض سے آئے اور برصغیر کے مسلمانوں کے باہمی اختلافات سے فائدہ اٹھا کر اقتدار پر قابض ہوگئے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

1857ء کی جنگِ آزادی کے باوجود مسلمان غلامی کی زنجیریں نہ توڑ سکے۔ سرسید احمد خان نے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگانے کی بھرپور کوشش کی۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ہی مسلمانوں نے اپنی سیاسی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ قائم کی۔

ہندو رہنما انگریزوں کو برصغیر سے نکال کر خود حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے قائدِ اعظم جیسے بے لوث اور بے مثل رہنما کی قیادت میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن "پاکستان" حاصل کیا۔ اگرچہ اس منزل تک پہنچنے کے لیے مسلمانوں نے بھرپور جدوجہد کی اور بے شمار قربانیاں دیں مگر آخرکار وہ اپنا مقصد پانے میں کامیاب ہو گئے۔

عالمِ اسلام کے مسائل:

اللہ تعالیٰ نے مسلم ممالک کو بے پناہ قدرتی وسائل سے نوازا ہے مگر اتنے زیادہ وسائل ہونے کے باوجود عالمِ اسلام مسائل کی دلدل میں گھرا ہوا ہے اس حقیقت کو جاننے کے لیے ہم عالمِ اسلام کے مسائل اور ان کی وجوہات جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

ا۔ مقبوضہ علاقے:

دنیا کے مختلف خطوں میں مسلم ریاستیں استعماری طاقتوں کے جبری تسلط سے آزادی حاصل کرنے کے لیے برسرِ پیکار ہیں۔ کشمیر، فلسطین، قبرص، عراق، افغانستان، چیچنیا، کوسوو وغیرہ ان سب خطوں میں شورش بپا ہے اور مسلمان اپنے پیدائشی حقِ آزادی کے حصول کے لیے مصروفِ جدوجہد ہیں۔

مسئلہ کشمیر:

کشمیر، جنتِ ارضی، شمال میں مری، ایبٹ آباد اور مشرق میں سیالکوٹ اور پٹھان کوٹ کے ذریعے پاکستان سے منسلک ہے۔ صوبہ پنجاب کے تمام بڑے دریاؤں کا منبع کشمیر میں ہے۔ بھارت کے ساتھ کشمیر کی مشترکہ سرحد کی لمبائی 50 میل جبکہ پاکستان کے ساتھ اس کی سرحد 384 میل لمبی ہے۔ کشمیر کے جنوب اور مغرب میں پاکستان، شمال میں چین، مشرق میں تبت اور جنوب مشرق میں بھارت واقع ہے۔ کشمیر کا کل رقبہ 84,000 مربع میل ہے۔ 14 اگست 1947ء کو جب پاکستان کی آزاد مملکت کا قیام عمل میں آیا تو قانونی آزادی (Independence Act) کی رو سے تمام ہندوستانی

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ریاستوں پر تاج برطانیہ کا راج ختم ہوگیا اور ہر ریاست کو یہ حق دیا گیا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق پاکستان یا بھارت سے الحاق کرے تاہم گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ریاستوں کے حکمرانوں کو مشورہ دیا کہ وہ الحاق کرتے وقت آبادی کے فرقہ وارانہ تناسب، عوام کی خواہشات اور ریاست کے جغرافیائی محل وقوع کا خیال رکھیں۔ تین روز بعد ریاست جوناگڑھ، حیدرآباد اور ریاست کشمیر کے الحاق کے متعلق دونوں ممالک میں جھگڑا ہوگیا۔ ریاست جوناگڑھ میں اکثریت آبادی ہندو تھی مگر وہاں کے نواب نے پاکستان کے ساتھ الحاق کرلیا۔ بھارت نے اس پر شدید احتجاج کیا۔ اس کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ برطانوی تسلط کے خاتمے پر ہندوستانی ریاستوں میں اقتدار اعلیٰ وہاں کے عوام کو حاصل ہوگیا ہے اور حکمران محض اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ نہیں کرسکتے۔ اور اسی دعویٰ کے تحت بھارت نے جوناگڑھ میں اپنی فوج بھیج کر زبردستی قبضہ کرلیا۔ نظام حیدرآباد اپنی ریاست میں رائے شماری کرنے کے لیے تیار تھا مگر بھارت نے ستمبر 1948 میں اپنی فوج کے ذریعے وہاں بھی قبضہ کرلیا۔ ریاست کشمیر کی تقریباً 80 فیصد آبادی مسلمان جبکہ حکمران ہندو تھا۔ اصولاً تو اس ریاست کو پاکستان سے ملحق ہوجانا چاہیے تھا مگر مہاراجہ کشمیر نے حکومتِ پاکستان سے ''معاہدہ جاریہ'' (Stand Still Agreement) کرلیا جس کے مطابق حکومتِ پاکستان نے ریاست جموں و کشمیر کے متعلق وہ تمام فرائض سنبھال لیے جو آزادی سے قبل حکومتِ ہند کے ذمہ تھے لیکن یہ محض مہاراجہ کی چال تھی اور اس کا اصل مقصد بھارت سے الحاق تھا۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے تمام بھارتی رہنما درپردہ اُس کی مدد کر رہے تھے۔ کشمیری عوام کو جب اس منصوبے کا علم ہوا تو انہوں نے آزادی کی تحریک شروع کردی۔ ڈوگرہ فوج نے اس تحریک کو دبانے کے لیے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا۔ عوام نے سردھڑ کی بازی لگا کر مہاراجہ کی افواج کو شکست دے کر منتشر کردیا اور آزاد کردہ علاقے کا نظم ونسق 24 اکتوبر 1947 کو سنبھال لیا اور نئی حکومت کا نام آزاد کشمیر رکھا۔ 26 اکتوبر 1947 کو مہاراجہ وادئ کشمیر سے بھاگ کر جموں میں پناہ لینے پر مجبور ہوگیا۔

جموں سے مہاراجہ نے گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن کو خط لکھا اور بھارتی فوج کی مدد طلب کی اور لکھا کہ چونکہ آئینی طور پر بھارت اس وقت تک کشمیر میں اپنی فوجیں داخل نہیں کرسکتا جب تک کشمیر باقاعدہ طور پر بھارت کے ساتھ ملحق نہ ہو۔ لہٰذا وہ بھارت کے ساتھ الحاق کی پیشکش کرتا ہے اور پھر 27 اکتوبر 1947 کو بھارت نے اپنی افواج مقبوضہ کشمیر میں داخل کرکے اس کے 3/4 حصے پر قبضہ کرلیا۔

یکم جنوری 1948ء کو بھارت یہ مسئلہ سلامتی کونسل میں لے گیا۔ 16 جنوری 1948ء کو پاکستان نے بھی رجوع کرلیا۔ سلامتی کونسل کے فیصلے کے مطابق ریاست کے الحاق کا فیصلہ استصواب رائے کے ذریعے ہوگا مگر بھارت تو پہلے ہی بڑے علاقے پر قابض ہو چکا تھا مجبوراً پاکستان کو بھی اپنی افواج مئی 1948 میں کشمیر بھیجنا پڑیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔ حکمران عوام کے حالات سے آگاہ رہتے ہیں اور اگر کہیں بے چینی، بغاوت یا حکمرانوں سے شکایت کے مسائل ہوں تو ان کا تدارک کیا جاسکتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے خلفائے راشدین کے علاوہ مروان بن عبد الملک، عمر بن عبدالعزیز، ہارون الرشید، صلاح الدین ایوبی اور شیر شاہ سوری کے علاوہ چند ہی حکمران ایسے تھے جنھوں نے اس پہلو پر توجہ دی ہو۔ نتیجتاً حکمران عوام کے حالات سے بے خبر رہے۔ اگر جاسوسی کا انتظام مؤثر ہوتا تو حسن بن صباح جیسے فتنے کا تدارک ابتداء میں ہی ہو جاتا جس نے اسلامی سلطنت اور اسلام کو بہت نقصان پہنچایا اور مزید فرقہ بندیوں کی راہ ہموار کی۔ اسی صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسری اقوام نے اسلام کو کمزور کرنے کے لیے گمراہ کن عقائد پھیلائے۔

viii۔ شورشیں اور بغاوتیں:

جہاں مسلمانوں کے سیاسی زوال کے اور بہت سے اسباب ہیں وہاں مختلف ادوار میں پوری طاقت سے جنم لینے والی شورشیں اور بغاوتیں بھی ہیں جن کے درپردہ عموماً مختلف بیرونی اقوام کا ہاتھ رہا مثلاً خوارج جیسے انتہا پسندانہ نظریات رکھنے والے لوگوں نے شروع سے ہی مسلمان حکمرانوں کو تنگ کیے رکھا لیکن اس کو ہوا یہود نے دی جو اسلامی ریاست کی ابتداء سے ہی اسے ختم کرنے پر تُل گئے تھے یہ صورتحال اب تک جاری ہے۔

ix۔ جدید علوم کی طرف عدم توجہی:

مسلمانوں کے ہاتھ سے حکومت چھن جانے اور ان کے سیاسی طور پر زوال پذیر ہونے کی ایک وجہ جدید علوم و فنون کی طرف توجہ نہ دینا بھی تھا۔ عباسی دور کی ابتداء میں تو سائنسی علوم اور ٹیکنالوجی کو بہت ترقی حاصل ہوئی مگر بعد کے حکمرانوں کی دلچسپی محض ذاتی عیش تک محدود ہوگئی جس کی وجہ سے ترقی کا عمل رک گیا جبکہ مغربی اقوام نے مسلمانوں کے علم کو بنیاد بناتے ہوئے اس کی ترقی کے لیے بہت کام کیا اور نہ صرف علم بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کرتے چلے گئے۔ مسلمانوں نے نہ صرف زندگی میں مقصدیت کو کھو دیا بلکہ جدید علوم وفنون سے بے بہرہ رہے وہ اپنی زندگی میں مگن اور باہر کی دنیا میں ہونے والی سائنسی و سیاسی تبدیلیوں سے بے خبر رہے۔ مستقبل میں پیش آنے والے حالات کا پہلے سے ادراک اور نہ ہی اس کی منصوبہ بندی کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ زبردست قوموں کی صف سے نکل کر زیردست قوموں میں شامل ہو گئے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

x۔ اسلام کی اصل روح سے بے خبری:

اسلامی سلطنتیں اور عوام اسلام کی اصل روح بھلاتے چلے گئے۔ قرآن مجید جس میں زندگی کے ہر شعبے کے لیے رہنمائی اور ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ اس کی روح کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی بجائے محض ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھ لیا گیا۔ اسلام کو صرف چند رسوم تک محدود کر کے یہ سمجھ رہے ہیں کہ دنیا فتح کر لیں گے مگر یہ بھول ہے۔

xi۔ نااہل حکمران اور منصوبہ بندی کا فقدان:

بیشتر اسلامی سلطنتوں میں جانشینی کا واضح اصول موجود نہ تھا۔ یہ بھی ضروری نہ تھا کہ جانشین اہل حکمران ثابت ہو۔ اگر خوش قسمتی سے ایک اچھا حکمران مل جاتا تو وہ انتظامی امور پر اپنی گرفت مضبوط کر لیتا اور عوام و سلطنت کے لیے نعمت ثابت ہوتا مگر منصوبہ بندی کا فقدان ہمیشہ ہی رہا۔ اگر ایک حکمران عوام کی بہتری کے لیے کوئی منصوبہ شروع کرتا تو ضروری نہیں کہ بعد میں آنے والا حکمران بھی اسے جاری رکھے یوں ترقی معکوس کا عمل شروع ہو جاتا، سلطنت کمزور ہو جاتی اور بیرونی طاقتیں اس سے فائدہ اٹھاتی رہیں جس سے مسلمانوں کی سیاسی، فوجی اور انتظامی طاقت پارہ پارہ ہوگئی۔

مستقبل کی پیش بینی:

موجودہ حالات و واقعات اور زمینی حقائق مستقبل کا اندازہ لگانے میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ گرچہ ظاہری طور پر یوں محسوس ہوتا ہے کہ امت مسلمہ زوال کی اس سطح کو پہنچ چکی ہے کہ شاید اس کے لیے دوبارہ حکومت، سیاست و قیادت کا حصول اور عروج ایک خوش کن خواب کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن اگر ہم موجودہ حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیں اور دنیا کی بدلتی ہوئی سیاسی صورتحال دیکھیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج مسلمان ممالک میں شعور و بیداری کی لہر اٹھ رہی ہے۔ وہ اپنے حقوق سے آگاہ بھی ہو رہے ہیں اور اپنے اصل دشمنوں سے باخبر بھی۔ ان کی سازشوں کو جان لینا امت مسلمہ کے لیے ایک مثبت صورتحال کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتا ہے۔ اسلامی دنیا کو قدرت نے بے پناہ وسائل سے نوازا ہے اور اگر تمام مسلمان ممالک یکجا ہو جائیں تو انہیں کسی کی محتاجی کی ضرورت نہ رہے۔ وسط ایشیاء، افغانستان، ایران، عرب ممالک اور پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے معدنیات کی بے پناہ دولت سے نوازا ہے۔ پاکستان، مصر، بنگلہ دیش اور دریائے نیل سے استفادہ کرنے والے افریقی مسلم ممالک کی زمینیں سونا اگلتی ہیں۔ ملائشیا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش وغیرہ جنگلات کی دولت سے مالامال ہیں۔ بیشتر اسلامی ممالک اہم سمندری گزرگاہوں کے مالک ہیں۔ مسلمان ممالک کے پاس افرادی قوت کی بھی کمی نہیں تو ایسی صورتحال

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

میں ایک روشن و تابناک مستقبل ہمارا مقدر ہوسکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ عوام میں پیدا ہونے والی حالیہ بیداری کی لہر کو مثبت طریقے سے استعمال کرنے کے لیے پر خلوص قیادت میسر آ جائے اور محض قیادت ہی نہیں آج مسلم دنیا کو اتحاد کی جس قدر ضرورت ہے وہ شاید پہلے کبھی بھی اتنی شدید نہ تھی۔ کفار مسلمانوں کے وجود کو مٹانے کے لیے ہر ممکن کوشش میں لگے ہوئے ہیں خفیہ طور پر بھی، ظاہراً بھی۔

چنانچہ مسلمانوں کو چاہیے کہ تمام اختلافات بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک مشترکہ مقصد محض رضائے الٰہی اور پرچم اسلام کی سربلندی کے لیے متحد ہو جائیں اور اس علم جسے احادیث میں مومن کا گم گشتہ مال کہا گیا ہے، کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کریں اور جدید علوم میں مہارت حاصل کریں۔ اس طرح وہ غیروں کے ہاتھوں ہونے والے استحصال سے بچ جائیں گے۔ جدید دنیا میں طاقت محض علم کی بدولت ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ چین کی مثال ہمارے سامنے ہے علم اور مسلسل محنت ہی سے کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔ اگر مخلص قیادت میسر ہو تو بقول اقبالؒ

؎ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

لیکن اس کے لیے امتِ مسلمہ کو عملیت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے حقائق کو پیش نظر رکھ کر ٹھوس منصوبہ بندی کرنا ہوگی۔ اس کے لیے وقت یقیناً کم اور چیلنجز زیادہ ہیں کیونکہ باطل قوتیں خاص طور پر یلغار کر رہی ہیں اور بلند ہمتی و جہدِ مسلسل ہی ہمیں سرخرو کرسکتی ہے۔ مسلمانوں کے پاس امید کی کرن یہ بھی ہے کہ دوسری قومیں آسمانی ہدایت اور پیغمبروں کی تعلیم و حکمت کے سرمائے کو یکسر کھو چکی ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کا دینی سرمایہ اور آسمانی ہدایت و حکمت کا سرچشمہ قرآن مجید محفوظ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سیرت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی زندگی جس میں پوری امت احیاء کی قوت ہے ان کے پاس موجود ہے جس سے مسلمان خصوصاً نوجوان نسل آگاہی اور ہدایت حاصل کر کے دنیا کی امامت و سیادت کو دوبارہ حاصل کرسکتی ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

مشق

سوال 1: مختصر جواب تحریر کریں۔

الف۔ مصر کا جغرافیائی محل وقوع بیان کریں۔

ب۔ جنوبی ایشیا کے مسلم ممالک کے نام لکھیں۔

ج۔ مسئلہ کشمیر پہلی مرتبہ کب اقوامِ متحدہ میں پیش کیا گیا۔

د۔ افریقی مسلم ممالک کے نام لکھیں۔

سوال 2: مندرجہ ذیل کے مفصل جواب تحریر کریں۔

الف۔ عالم اسلام کو موجودہ دور میں کن مسائل کا سامنا ہے؟

ب۔ امت مسلمہ کے سیاسی زوال کے اسباب پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

ج۔ مسئلہ کشمیر اور مسئلہ فلسطین کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ مفصل بیان کریں۔

د۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

i۔ ترک جمہوریہ شمالی قبرص　　ii۔ جانشینی کا غیر شرعی نظام

iii۔ امتِ مسلمہ کے مستقبل کی پیش بینی

سوال 3: درست جواب کا انتخاب کریں۔

الف۔ معاہدہ جاریہ کے فریقین تھے۔

(i) پاکستان، بھارت　　(ii) پاکستان، مہاراجہ کشمیر

(iii) مہاراجہ کشمیر، بھارت　　(iv) مہاراجہ کشمیر، کشمیری عوام

ب۔ ایران میں اسلامی انقلاب کس سن میں آیا؟

(i) 1977　　(ii) 1978　　(i) 1979　　(iv) 1980

perfect24u.com

perfect24u.cm

سوال 4: خالی جگہ پر کریں۔

الف۔ شیر کی ________ دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔

ب۔ وسط ایشیاء میں ________ کی مسلم ریاست موجود ہے۔

ج۔ عبدالعزیز ابن سعود نے ________ میں المملکۃ العربیہ السعودیہ کے قیام کا اعلان کیا۔

د۔ یاسر عرفات نے ________ میں فلسطینی اتھارٹی کے صدر کا حلف اٹھایا۔

ہ۔ ایران کے ________ میں خلیج فارس واقع ہے۔

و۔ یلدرم کا معنی ________ ہے۔

سرگرمی

معلم / معلمہ، طلباء / طالبات سے دنیا کے نقشے پر مسلمان ممالک کی نشاندہی کروائیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

باب ششم

عربی زبان وادب

تدریسی مقاصد

اس سبق کے پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- عربی زبان کی مہارات اربعہ کے ساتھ ساتھ مختلف علوم سے واقفیت حاصل کرسکیں اور عربی ادب کا مطالعہ، قرآن مجید، حدیث و آثار کے ادب عالی کے ذریعے کرسکیں نیز وہ یہ جان سکیں کہ مختلف علوم میں اظہار و بیان کی مختلف شکلیں کیا ہوتی ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

الف۔ مہاراتِ اربعہ

زبان کی تعریف:

''زبان آواز کے اس مربوط مجموعے کا نام ہے جس کے ذریعے ہم اپنی بات دوسروں کو سمجھاتے ہیں۔''

زبان کی ایک اصطلاحی تعریف یہ بھی کی گئی ہے ''اَللُّغَةُ حَدِیْثٌ وَلَیْسَتْ کِتَابَة'' ''زبان کی اصل گفتگو ہے تحریر نہیں ہے''

کسی زبان کی تعلیم و تعلم کے حقیقی تدریجی مراحل یہ ہیں:

۱۔ استماع اور تکلم
۲۔ قرأت
۳۔ کتابت

۱۔ استماع اور تکلم

اِسْتَمِعُ ، یَسْتَمِعُ سے عربی مصدر ہے جس کے معانی ہیں سننا، غور سے سننا۔

اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں تکلم سے مراد ہے اپنا مافی الضمیر کسی تک بذریعہ زبان پہنچانا۔ یہ عربی مصدر ہے جو بابِ تَفَعُّل سے ہے۔ اس کا ماضی تَکَلَّمَ اور مضارع یَتَکَلَّمُ ہے۔ جس کا مطلب ہے کلام کرنا۔ بات چیت کرنا۔ زبان کو سیکھنے میں ابتداً یہ دو مہارتیں استعمال کی جاتی ہیں بلکہ استماع کو تکلم پر بھی فوقیت حاصل ہے۔ تدریسِ تعلیم کا نفسیاتِ تعلیم سے بھی گہرا تعلق ہے۔ سب سے پہلے بچہ گود میں اپنی مادری زبان ماں باپ، بہن بھائیوں اور اپنے قریبی رشتہ داروں کے ہونٹوں سے نکلنے والی آوازوں کی شکل میں سنتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مکتوب شکلوں اور علامتوں کے ذریعے سیکھنے کی نسبت منہ اور ہونٹوں سے نکلی ہوئی آوازوں کو سن کر زبان کا سیکھنا فطری اور آسان طریقہ ہے۔ یعنی بچہ جو سنتا ہے وہی بولتا ہے۔ استماع اور تکلم کے ذریعے زبان کو سیکھنے کے جدید طریقے کو اَلطَّرِیْقَةُ الشَّفَوِیَّةُ الْاُذُنِیَّة کا نام دیا جاتا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

استماع اور تکلم کے ذریعے زبان سیکھنے کے وسائل

ان مہارتوں کے ذریعے زبان سیکھنے کے متعدد وسائل دورِ حاضر میں بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔

- صحیح تلفظ کے ساتھ زبان بولنے والا استاد
- کیسٹ (اشرطہ)
- معامل اللغہ
- ٹیلی وژن اور سنیما

استماع وتکلم کی مہارتوں کے ذریعے زبان کو سیکھنے کے لیے درج ذیل حقائق کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔

(i) زبان رموز ہائے مجموعۂ اصوات کا نام ہے:

نہ کہ کتابی صورت میں خطوط و رسوم کا مجموعہ ہے۔ اللغة حديث وليست كتابة. مادری زبان میں ہم شروع میں بول چال سیکھتے ہیں نہ کہ لکھنا۔

(ii) زبان عادات ومعمولات کا مجموعہ ہے:

جس طرح بچہ پانی پینے، کھانے اور کھیلنے کے معمولات کو اپنے ماحول سے سیکھتا ہے اسی طرح سے وہ زبان بھی سن سن کر اور بول کر سیکھتا ہے۔

(iii) زبان خود اپنی ذات کی تدریس کا تقاضا کرتی ہے نہ کہ اپنے متعلقات کی تدریس کا:

یعنی زبان کو سیکھنے کے لیے زبان کا بولنا اور سمجھنا آنا چاہیے نہ کہ اس کے قواعد وقوانین۔

(iv) زبان وہ ہے جسے اہلِ زبان بولتے ہیں:

سمعی شفوی وسائل تعلیمیہ کے ذریعے طلبہ جو عبارات اور جملے سنتے ہیں وہ زبان سے اخذ کیے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو اہلِ زبان بولتے ہیں یعنی طالب علم کلاس روم میں اور باہر وہی زبان سنتا ہے جو اہلِ زباں بولتے ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۲۔ قرأت

لغوی معانی:

قرأت عربی مصدر ہے۔ جس سے قرَأ ماضی یقرَء مضارع ہے۔ اس کا مطلب ہے پڑھنا۔

اصطلاحی معنی

کسی عبارت کو اہلِ زبان کے صحیح تلفّظ کے ساتھ پڑھنا قرأة کہلاتا ہے۔

تعلیم قرأت کا طریقہ:

اس طریقہ میں مناسب ہے کہ معلم روز مرّہ کی گفتگو میں استعمال ہونے والے کلمات کو صحیح نطق کے ساتھ اور مختلف اعرابی حالتوں یعنی موضوع منصوب اور مجرور حالتوں میں درجہ بندی کے ساتھ ادا کرے۔ اس کے بعد طلبہ سے باری باری یہ کلمات ادا کرنے کے لیے کہا جائے۔ چند روز تک یہ مشق جاری رکھی جائے حتیٰ کہ طلبہ کے نطق کے بارے میں معلم مطمئن ہو جائے۔

دوسرے مرحلے میں معلّم پورا بند اسی طرز پر صحیح نطق کے ساتھ ادا کرے۔ طلبہ پہلے سنیں اور پھر ادا کریں۔ یہ مشق بھی چند روز تک جاری رہے۔ چند منٹوں کی یہ مشق طلبہ میں قرأت کی پختگی پیدا کرنے میں مفید ثابت ہوگی۔

ماہرین لسانیات کے نزدیک تعلیم قرأت کے دو مناسب طریقے ہیں۔

ا۔ طریقہ ترکیبیہ:

اس میں ہم قرأة کی تعلیم اجزاء کلمات یعنی حروف سے شروع کرتے ہیں۔ پھر کلمات کی طرف بڑھتے ہیں اور پھر جملوں کی طرف۔ مثلاً

ا . أنا . طَالِبٌ

أنا طَالِبٌ . اَنا طَالِبٌ مُجتَهِدٌ

اس طریقہ میں پہلے ہر حرف کا مخرج اور نطق کا طریقہ سمجھنے کی مہارت پیدا کی جاتی ہے۔ اور پھر دو یا تین حروف سے مرکب کلمات کی ادائیگی کی مشق کرائی جاتی ہے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

اس طریقہ کے حامی یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ انسان کسی چیز کے ادراک تام کے حصول سے پہلے اولین جز کا ادراک حاصل کرتا ہے۔ اور پھر مکمل چیز کا۔ جیسے جب کوئی شخص پہلی دفعہ کوئی درخت دیکھتا ہے تو پہلے اس کے پتوں کی شناخت کرتا ہے۔ اس کے بعد شاخوں کا پھر مجموعی طور پر اس پورے درخت کا ادراک حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا تعلیم قرأت کا بھی یہی طریقہ مناسب ہے۔ کیونکہ یہ اس کی نفسیات کے قریب تر ہے۔

۲۔ طریقہ کلیّہ:

جدید علماءِ نفس کا نظریہ پہلے طریقہ کے برعکس ہے۔ ان کے نزدیک انسان کسی شے کا پہلے کلی ادراک حاصل کرتا ہے۔ پھر اس کی جزئیات کی تحلیل کرتا ہے۔ جیسے آپ کا کسی بازار میں پہلی دفعہ گزر ہو تو سب سے پہلے اس کی مجموعی صورت آپ کے ذہن میں آئے گی اور اس کے بعد اس کے مختلف مقامات اور دکانوں کا محلِ وقوع۔

ان مراحل کے بعد مدّہ " " تشدید تنوین اور حروف شمسیہ اور حروفِ قمریہ کی پہچان کروائی جائے۔

الحروف الشمسیّہ:

یہ حروف ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ اور ن ہیں۔

ان حروف سے شروع ہونے والے الفاظ سے پہلے اَلْ لکھا جائے تو لام پڑھی نہیں جاتی اور لام کے بعد والے حرف پر تشدید پڑھی جاتی ہے۔ جیسے۔ شَمْسٌ اَلشَّمْسُ

الحروف القمریّہ:

یہ حروف "ا، ب، ج، ح، خ، ع، غ، ف، ق، ک، ل، م، ھ، و، ی" ہیں۔

ان حروف سے شروع ہونے والے الفاظ سے پہلے اَلْ لکھا جائے تو وہ پڑھا جاتا ہے۔ جیسے، قَمَرٌ سے اَلْقَمَرُ

حُروف کے مخارج اور صَوتی خواص:

قرأت کے ضمن میں ایک اور پہلو بہت ہی اہم ہے اور وہ ہے صحیح نطق۔ مگر اردو زبان میں بعض حروف کی اصوات کے مخارج کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ مثال کے طور پر ہمزہ اور عین میں ہم تمیز نہیں کرتے۔ اسی طرح آ، ز، ظ، اور ض کو

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

''ز'' کے مخرج سے ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر ہم ''ظہور'' کا لفظ بولیں تو اہلِ زبان یعنی اہلِ عرب اس کو ''زہور'' سمجھیں گے۔ یہ صورت الم اور علم یا فتور اور فطور کے نطق کے وقت ہوگی۔ لہٰذا طلبہ کو ملتی جلتی آوازوں والے حروف اور ان کے مخارج اچھی طرح ذہن نشین کروائے جائیں۔

۳۔ کتابت

لغوی معنیٰ:

یہ کَتَبَ، یَکْتُبُ سے عربی مصدر ہے۔ اس کے معنی ہیں لکھنا۔

اصطلاحی معنیٰ:

کتابت سے مراد عربی حروف وکلمات کا لکھنا سکھانا ہے۔

کتابت کے بنیادی اصول:

کتابت کے ابتدائی مرحلے میں مناسب ہوگا کہ اساتذہ چند مفردات تختہ سیاہ پر لکھیں ان کو صحیح نطق کیساتھ بولیں اور طلبہ کو ہدایت کریں کہ وہ استاد کے ہاتھ کی حرکت پر نظر رکھیں اور بعد میں اپنی کاپیوں پر نقل کریں۔

اگلے مرحلے میں چند جملے نمونے کے طور پر تختہ سیاہ پر لکھے جائیں اور پہلے والا طریقہ اختیار کیا جائے۔ طلبہ سے یہ جملے بار بار پڑھنے کے لیے کہا جائے اور نطق کی صحت پر توجہ دی جائے۔

اس کے بعد سبق میں چند مفردات لے کر اس طرح جملے بنائے جائیں کہ طلبہ چھوٹے چھوٹے جملے بنانا سیکھنے لگیں۔ یہ جملے تختہ سیاہ پر لکھے جائیں۔طلبہ کو ان کی ترتیب سے روشناس کرایا جائے۔ اور ان کو باالجہر ادائیگی کے ساتھ لکھنے کے لیے کہا جائے۔

اس کے بعد اسباق میں سے ایسی مشق تیار کی جائے جس سے جملے مکمل کرنا اور جملے صحیح کرنا مطلوب ہو۔ جب بچہ کوئی لفظ سنے گا اس کے بعد اپنی نظروں کے سامنے اس کو لکھا ہوا دیکھے گا تو نظر کے ذریعے یہ چیز دماغ میں پہنچ کر اس کا مفہوم واضح کردے گی۔ اور جب وہ اس کو اپنی زبان سے ادا بھی کرے گا تو وہ کوئی اکتاہٹ محسوس کیے بغیر نئے نئے الفاظ وتراکیب سمجھتا سیکھتا چلا جائے گا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

املاء کی اقسام اور تدریس کے طریقے:

(i) اِملاء منقول:

یعنی متعلم کتاب سے کوئی بند یا تختہ سیاہ پر تحریر شدہ عبارت کو دیکھ کر نقل کرے۔

طریقہ تدریس:

معلم کتاب میں سے کوئی بند نکال کر طلبہ کو پڑھ کر سنائے اور پھر ان کو نقل کرنے کے لیے کہے یا تختہ سیاہ پر کوئی عبارت لکھے پھر اس کو ٹھہر ٹھہر کر صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھے اور متعلمین غور سے سنیں اور پھر دیکھ کر لکھیں۔

(ii) اِملا منظور:

اس سے مراد یہ ہے ایک بند طلبہ کو دیا جائے وہ اس کو پڑھیں اور سمجھیں۔ اور مشکل کلمات کے ہجے کریں پھر اس بند سے املا لکھوائی جائے۔

طریقہ تدریس:

اس کا طریقہ بھی املا منقول کی طرح ہوگا۔ سوائے اس فرق کے کہ قرأت اور کتابت کے بعد طلبہ بند میں موجود مشکل کلمات کے ہجے کریں گے۔

(iii) اِملا استماعی:

اس سے مراد ہے کہ طلبہ کے سامنے ایک بند کو پڑھا جائے اور اس کے معانی اور متشابہ کلمات کے ہجے کے متعلق مناقشہ کے بعد اس کی اِملا کروائی جائے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

طریقہ تدریس:

املا سے پہلے معلم پورا بند ٹھہر ٹھہر کر واضح نطق کے ساتھ پڑھے تاکہ اس کا اجمالی مفہوم طلبہ کے ذہن میں بیٹھ جائے۔ طلبہ سے چند سوالات کیے جائیں تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ وہ بند کے مفہوم کو سمجھ گئے ہیں۔

مشابہ کلمات کے ہجے اور زیادہ مشکل کلمات کی تختہ سیاہ پر صحیح کتابت کی جائے۔

تصحیح املا:

استاد اغلاط کی تشریح کر دیں اور مشکل الفاظ تختہ سیاہ پر صحت کے ساتھ تحریر کر دیں۔

الھمزہ

دراصل ہمزہ اور الف کے بارے میں علماء سلف میں بھی اختلاف رہا ہے۔ بعض نے ان دونوں کو الگ الگ حروف شمار کیا ہے اور اس طرح عربی حروف ہجا کی تعداد بھی ۲۹ بتائی ہے۔ جبکہ بعض دوسرے الف کو ہمزہ ساکنہ کہتے ہیں۔ بشرطیکہ اس کی ادائیگی کے وقت حلق میں جھٹکے کی آواز پیدا نہ ہو۔ اس طرح عربی حروف ہجا کی تعداد اٹھائیس ہوگئی۔

ہمزۃ الوصل اور ہمزۃ القطع

(i) ہمزۃ الوصل :

ہمزۃ الوصل وہ ہمزۃ ہے کہ جب ہم وہ کلمہ زبان سے ادا کرتے ہیں جس کے شروع میں یہ ہمزہ ہے تو ہر ہمزہ نطق میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور جب یہ ہمزہ وسط کلمہ میں آجائے تو نطق کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر ''اِتقی'' کو جب ہم یوں پڑھیں گے اِتقی المسلمون ربھم تو ہمزہ نطق میں ظاہر ہوگا مگر جب یوں پڑھیں المسلمونَ اتَّقو اربَّھم تو ہمزہ کا نطق ظاہر نہیں ہوگا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

(ii) ہمزۃ القطع:

ہمزۃ القطع اس وقت نطق میں ظاہر ہوتا ہے جب ہم وہ کلمہ بولیں جس کے شروع میں ہمزہ واقع ہوا ہے لیکن اگر یہ ہمزہ وسط کلام متصل میں بھی واقع ہو تو نطق میں ظاہر ہوگا مثلا (انزل)

اَنْزَلَ اللّٰہُ الْکِتَابَ عَلٰی عَبْدِہٖ اور

اَللّٰہُ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْکِتَابَ عَلٰی عَبْدِہٖ

مہارات اربعہ کا باہم مربوط ہونا:

تعلیم کے چاروں ارکان یعنی استماع، تکلم، قرأت اور کتابت جسقدر باہم مربوط ہونگے۔ اسقدر نتائج بہتر ہونگے اور جسقدر ان کا ربط کمزور ہوگا اتنا ہی تعلیم کا عمل کم مفید ہوگا۔

perfect24u.com

perfect24u.cm

ب۔ علوم اللسان (زبان کے علوم)

ا۔ علم نحو:

لغوی تعریف:

نحو عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے کئی معنی ہیں مثلاً راستہ، سمت، قصر، مثل وغیرہ

اصطلاحی معنی:

اصطلاحی لحاظ سے علم نحو وہ علم ہے جس سے اسم، فعل اور حرف کو جوڑ کر جملہ بنانے کی ترکیب میں مہارت حاصل کی جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر کلمات موضوعہ کے آخر کے حالات کی کیفیت کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔

علم نحو کا موضوع:

علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔ کیونکہ اس علم میں انھیں کے احوال سے بحث ہوتی ہے۔

غرض و غایت:

اس علم کی غرض و غایت یہ ہے کہ انسان گفتگو کے وقت اور عربی تحریر کے وقت ہر قسم کی خطائے ترکیبی سے محفوظ رہ جاتا ہے۔ اور کلمات کو آپس میں ملا کر تلفظ کرنے میں غلطی کرنے سے بچا رہتا ہے۔

علم نحو کا آغاز:

عربوں میں علم نحو حیرت انگیز طور پر پختہ تھا۔ اور وہ کسی مدون فنی کتاب کے نہ ہونے کے باوجود غلطی نہیں کرتے تھے۔ لیکن اشاعت اسلام کی خاطر عربوں کا عجمیوں کے ساتھ اختلاط ہوا تو عربی لب و لہجے میں تغیر پیدا ہونے لگا۔ یوں لسانی اغلاط کا مرض بڑھنے لگا اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں اس کا اثر قرآنِ مجید پر بھی نہ ہو۔ چنانچہ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

ان اغلاط کی اصلاح کی طرف توجہ دی گئی۔

کنز العمال کی ایک روایت سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہ وسلم نے صدر اسلام میں کسی شخص کو اپنے کلام میں غلطی کرتے ہوئے سنا تو فرمایا۔

ارشدوا اخاکم فانّہٗ قد ضلّ

''اپنے بھائی کی رہبری کرو اس نے غلطی کی ہے۔''

علم نحو کا اولین واضع:

عام طور پر یہ مشہور ہے کہ علم نحو کا اولین واضع ابو الاسود ظالم بن عمرو الدولی تھا۔

ابو الاسود کے مؤسس علم نحو ہونے سے متعلق روایت:

ابو الاسود کے مؤسس علم نحو ہونے سے متعلق کئی روایتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک بدو مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا۔ جسے ایک شخص نے سورۃ البرأت پڑھائی جب

اِنَّ اللّٰهَ بَرِیٓءٌ'' مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ

پر پہنچا تو رسولُہٗ کو مجرور یعنی رسولہٖ پڑھا۔ بدو چونکا کہ جب اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) اپنے رسول سے بری ہوتا ہے تو میں بری ہوتا ہوں۔ یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو انہوں نے بدو کو بلا کر درست پڑھایا۔ اور علم لغت کے نہ جاننے والوں کے لیے قرآن کا درس دینا حکماً ممنوع قرار دیا اور ابو الاسود الدولی کو حکم دیا کہ علم نحو وضع کریں۔

علم نحو کا ارتقاء:

ابو الاسود نحو کا مؤسس اول ہے۔ اس نے اس علم کے قواعد وضع کرنے کا آغاز کیا۔ پھر اس کے شاگردوں نے اس علم کو آگے بڑھایا۔ اس سلسلے میں حجاج بن یوسف کا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے قرآنی کلمات پر اعراب لگوائے۔ بنو امیہ کے دور کے بعد عہد بنو عباس علم نحو کی تدوین کا سنہری دور ہے۔ اس دور میں کئی کتابیں تحریر ہوئیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

علم نحو کے مختلف مکاتب:

ا۔ بصرہ کا مکتبہ نحو:

اس مکتب فکر کا رئیس ابو الاسود ہے۔ ابن اسحاق نحوی قوانین بیان کرنے والا ہے۔

۲۔ کوفہ کا مکتبِ فکر:

مدرسہ کوفہ کا آغاز ''الکسائی'' سے ہوا۔ کوفہ والوں نے یہ علم بصرہ والوں سے ہی پڑھا مگر پھر ان کی برابری شروع کر دی اور فریقین میں چپقلش کا آغاز ہوا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ بصرہ والے فصیح اہلِ زبان سے سنے ہوئے کلمات کو ترجیح دیتے تھے۔ جبکہ کوفہ والے بیشتر مسائل میں قیاس کو ترجیح دیتے۔

۳۔ بغداد کا مکتب فکر:

خلافت عباسیہ کے قیام کے بعد جب بغداد کو دارالخلافہ بنایا گیا تو دونوں مکاتب کے علماء نے ادھر کا رخ کیا اور بغداد میں دونوں کے امتزاج سے ایک نئے مکتب نحو نے جنم لیا۔

علم نحو میں بغداد کے اہم علماء میں ابن قتیبہ اور ابراہیم بن اسحاق وغیرہ ہیں۔

۴۔ مدرسہ مصریہ:

بغداد سے علم نحو کی تعلیم حاصل کرنے والوں میں کثیر تعداد مصر سے تعلق رکھتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے علاقے کو اس علم سے سیراب کیا۔ اس مکتب کے اہم علماءِ نحو میں ابن الحاجب، جلال الدین السیوطی وغیرہ ہیں۔

۵۔ اندلس کا مکتب نحو:

یہاں کے علم نحو کا سرخیل علامہ جودی بن عثمان المورودی ہے۔ یہ الکسائی کا شاگرد ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۶۔ فارس اور وسط ایشیا کا مکتب فکر:

ان علاقوں کے نحویین میں مولانا عبد الرحمٰن جامی، سید شریف جرجانی وغیرہ شامل ہیں۔

۷۔ پاک و ہند کا مکتب فکر:

اس مکتب فکر کے مشہور نحویین میں ابنِ حاجب، عبد الرحمٰن جامی، ابن ہشام اور علامہ بیضاوی وغیرہ شامل ہیں۔

۸۔ جدید مکتب نحو:

اس مکتب فکر کی اہم تصانیف میں النحو الواضح ہے۔ اسے علی الجارم اور مصطفیٰ امین نے لکھا ہے۔ ''تیسیر النحو'' یہ شوقی ضیف کی عمدہ تصنیف ہے۔ اسی طرح نامور سکالر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی کتاب دراسة اللغة العربيه وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

۲۔ علم الصرف:

لغوی معنی:

صرف کے لغوی معنی الٹ پلٹ کرنا، کسی چیز کو پھیرنا اور گردش دینے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی:

علم صرف وہ علم ہے جس میں ایک لفظ کو مختلف صیغوں کی طرف، پھیرا جاتا ہے۔ تاکہ مختلف معانی حاصل ہو سکیں۔ اس علم میں افعال اور ان کی اقسام، ابواب اور ان کی خصوصیات، مصدر، مشتق، جامد، مذکر مونث وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

علم الصرف کے فوائد:

علم الصرف میں کلمات کی ساخت کے اصول اور ان کے احوال جانے جاتے ہیں۔ جیسے فعل ثلاثی کیا ہے۔ فعل رباعی کا کیا مطلب ہے۔ پھر حروف اصلیہ اور زائدہ میں کیا فرق ہوتا ہے۔ ثلاثی مجرد کے ساتھ جب زائد حروف ملتے ہیں تو ان سے جو تغیر آتا ہے اس کی معرفت بھی اس علم کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ علم صرف ہمیں بتاتا ہے کہ ایک فعل کے صیغے سے دوسرے فعل کا صیغہ کیسے مشتق ہوتا ہے۔ اور کس حرف کو کہاں اور کس سے بدلنا چاہیے۔

علم الصرف کا آغاز اور ارتقاء:

اس علم کی تاریخ کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس علم کی بنیاد عربی زبان خصوصاً قرآن مجید کو صحیح طریقے سے پڑھنے، سیکھنے کے لیے پڑی۔ عربی زبان سیکھنے کے لیے علم نحو اور علم صرف دونوں ضروری ہیں۔ لہٰذا شروع شروع میں یہ دونوں علم ساتھ ساتھ چلتے رہے۔

اللہ کے آخری رسول حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی زبان مبارک بھی عربی تھی۔ خالق ارض و سماء نے جو کلام اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر اتارا وہ بھی عربی زبان میں تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی اکثریت عربی بولنے والی تھی۔ لہٰذا انہیں تو ''مادری زبان'' ہونے کے لحاظ سے قواعد صرف ونحو کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن جب اسلام عرب سے نکل کر عجم میں پھیلا اور عجمیوں نے قرآن پڑھنا اور سمجھنا شروع کیا تو انہیں اس کے فہم میں کافی دقت پیش آئی۔ علاوہ ازیں محض شواہد ایسے بھی ملتے ہیں کہ کچھ حضرات عربی زبان کی عدم واقفیت کی وجہ سے قرآنی آیات پڑھنے میں غلطیاں کرنے لگے۔

علم الصرف کی جداگانہ حیثیت:

شروع شروع میں علم صرف اور علم نحو ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ ان دونوں میں کوئی فرق نہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ علم عربیت کے ایک گروہ نے علم النحو کی طرف توجہ دینی شروع کی اور ایک گروہ نے علم الصرف کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ ان میں سرفہرست ابو عثمان المازنی ہیں ان کو علم الصرف کا بانی کہا جاتا ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

علم الصرف کے علماء اوران کی تصنیفات:

بوعلی الفارسی علم الصرف کے عظیم عالم تھے انہوں نے علم الصرف میں کتاب الایضاح لکھی۔ ابوعلی الفارسی کے بعد تیسرا نام علم الصرف میں ابن جنی کا ہے۔ انہوں نے مازنی کی کتاب کی شرح کے علاوہ علم الصرف میں کتاب التصریف الملوکی لکھی۔

برصغیر کے علماء بھی اس علم میں کتب تحریر کرنے میں پیچھے نہ رہے۔ چنانچہ محمد اکبر الہ آبادی نے فصول اکبری فارسی میں اور الاصول الاکبریۃ عربی میں تحریر کی

۳۔ علم البیان:

تعریف علم بیان:

ان اصول وقواعد کا جاننا جن کے ذریعے انسان ایک ہی معنی کو مختلف ایسے طریقوں اور جملوں سے ادا کرنے پر قادر ہو کہ وہ طریقے و جملے معنی مراد پر دلالت کرنے میں باعتبار وضاحت ایک دوسرے پر فائق ہوں۔

مثلاً ہمیں زید کی سخاوت کو بیان کرنا ہے تو اس کو مختلف تعبیروں میں یوں ادا کریں گے۔ زَیدٌ کریمٌ. زَیدٌ سخیٌ. زَیدٌ جوّادٌ . زَیدٌ طَوِیلُ الْبَاع.

یہ سارے جملے سخاوت کو بیان کرتے ہیں۔ اور لفظ وتعبیر کے اختلاف کی وجہ سے معنی مقصود پر سب کی دلالت مختلف مراحل کی ہے۔

علم بیان کی اصطلاحات:

علم بیان میں درج ذیل اصطلاحات مستعمل ہیں۔

ا۔ مجاز:

اگر لفظ کے معنی موضوع لہٗ اور غیر موضوع لہٗ کے درمیان تعلق کے ہوتے ہوئے کسی قرینہ کی بنا پر غیر موضوع لہٗ معنی کو مراد لیا جائے۔ تو لفظ کو ''مجاز'' کہتے ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تشبیہ:

دو یا دو سے زائد چیزوں کی ایک یا ایک سے زائد وصف میں شرکت کو بیان کرنا تشبیہ کہلاتا ہے۔ جیسے زیدٌ کَالْاَسَدِ۔ زید شیر کی مانند ہے۔

مجاز لغوی:

تعریف: مجاز لغوی وہ مجاز ہے جس میں کسی لفظ سے اس کے معنی موضوع لۂ کے بجائے غیر موضوع لۂ معنی مراد لیے جائیں۔

مجاز لغوی کی اقسام: مجاز لغوی کی دو اقسام ہیں

۱۔ استعارہ ۲۔ مجاز مرسل

۱۔ استعارہ:

تعریف: جب معنی موضوع لۂ اور غیر موضوع لۂ کے درمیان تعلق تشبیہ کا ہو تو استعارہ کہلاتا ہے۔

۲۔ مجاز مرسل:

تعریف: اگر معنی موضوع لۂ اور غیر موضوع لۂ کے درمیان تعلق تشبیہ کے علاوہ ہو تو وہ مجاز مرسل کہلاتا ہے۔

علم بیان کا ارتقاء:

علم بیان پر سب سے پہلے قدماء نے ہی روشنی ڈالی۔ پھر یکے بعد دیگرے کئی مسائل فن میں شامل ہوتے گئے۔ جعفر بن یحیی اور قدامۃ وغیرہ نے کچھ نامکمل مسائل لکھوائے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

سکاکی کی مفتاح العلوم:

اس کے بعد سکاکی نے اپنی مفتاح العلوم تصنیف کی جس میں صرف ونحو اور علم بیان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس فن میں اہل مشرق اہلِ مغرب سے زیادہ ماہر ہیں۔ اس کی حقیقی وجہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔ مگر چونکہ اہلِ مشرق تمدن میں اہلِ مغرب سے آگے ہیں۔ لہٰذا وہ علوم لسانیہ میں بھی آگے ہیں۔ زمخشری کی تفسیر کشاف ساری کی ساری ان فنون پر مبنی ہے۔ اور یہ فن اس کی اصل ہے۔

علم معانی:

تعریف: ان اصول و قواعد کا جاننا جن کے ذریعے عربی زبان کے ان احوال سے واقفیت حاصل ہو جن کی بنیاد پر کلام کو مقتضائے حال کے مطابق بنایا جاتا ہے۔

مباحث علم معانی:

مباحث علم معانی درج ذیل ہیں۔

ا۔ خبر:

تعریف: خبر وہ کلام ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے۔ جیسے زیدٌ قائمٌ (زید کھڑا ہے) اگر زید واقعی کھڑا ہے۔ تو قائل سچا ہے اور اگر کھڑا نہیں ہے تو قائل جھوٹا ہے۔

۲۔ انشاء

تعریف: وہ کلام ہے جو صدق و کذب کا متحمل نہ ہو اور جس کے قائل کو صادق یا کاذب نہ کہا جاسکے۔

۳۔ قصر

تعریف: ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ کسی مخصوص انداز میں خاص کرنا قصر کہلاتا ہے۔ یہ مقصور اور مقصور علیہ سے ملکر بنتا ہے۔ جیسے اِنَّمَا اَلْقَاهِمُ عَلِیٌّ ۔ اس میں اَلْقَاهِمُ مقصور اور علیٌّ مقصور علیہ ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۴۔ وصل:

تعریف: ایک جملے کا دوسرے جملے کے ساتھ حرف عطف کے ذریعے جڑا ہوا ہونا۔ جیسے

إِنَّ الأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ط

یہ دونوں جملے واؤ کے ذریعے جڑے ہوئے ہیں۔

۵۔ فصل:

تعریف: دو یا زائد جملوں کو باہم عطف کے بغیر کلام میں لانا۔

وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ. قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ. اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ ط

۶۔ تقدیم و تاخیر:

تعریف: کلام کے سارے اجزاء (الفاظ و کلمات) کا تلفظ ایک مرتبہ میں بیک وقت نہیں ہو سکتا بلکہ سارے کلمات یکے بعد دیگرے اور ایک دوسرے کے پیچھے زبان سے نکلتے ہیں۔ اسے تقدیم و تاخیر کہتے ہیں۔

۷۔ ذکر

تعریف: کلام کے اندر ما فی الضمیر کے مطابق الفاظ کا لانا۔

۸۔ حذف:

تعریف: ما فی الضمیر پر دلالت کرنے والے الفاظ میں سے کسی کو قرینہ کی بنا پر چھوڑ دینا۔

علم معانی کا آغاز اور ارتقاء:

عہد بنو العباس کا ابتدائی دور ختم ہو چکا تھا لیکن علم معانی پر کوئی جداگانہ کتاب مدون نہیں ہوئی تھی۔ تا آنکہ جاحظ (عباسی دور کا مشہور مصنف) آیا اور اس نے اس کے بعض موضوعات پر اپنی کتاب البیان والتبیین میں روشنی

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

ڈالی۔ اس فن کے وضع کرنے میں جن کی فضیلت مسلم ہے وہ امام عبدالقاہر جرجانی ہیں انہوں نے اس کے موضوعات ومباحث کی اختراع کی اور سکاکی نے اسے بلوکر اس کا مکھن نکالا اور معانی کو بیان سے ممتاز کر کے انہیں دو مستقل علوم قرار دیا۔

۵۔ علم بدیع:

تعریف: وہ علم ہے جس کے ذریعے کلام میں حسن اور خوبصورتی پیدا کرنے کے طریقے اور صورتیں معلوم ہوں۔

علم بدیع کے اصول وقواعد

وہ اصول وقواعد جن کے ذریعے کلام میں حسن اور خوبصورتی پیدا کی جائے، دو ہیں:

ا۔ محسنات لفظیہ:

تعریف: وہ اصول وقواعد جن کی لفظوں میں رعایت کر کے کلام کے اندر حسن پیدا کیا جاتا ہے۔

۲۔ محسنات معنویہ:

تعریف: وہ معنوی امور جن کی رعایت کلام کے اندر حسن پیدا کرتی ہے۔

علم بدیع کا آغاز وارتقا:

اس علم میں سب سے پہلی کتاب جس نے تالیف کی وہ عبد اللہ بن المعتز ہے۔ جس نے اس علم کی سترہ اقسام اس میں جمع کر دیں۔ اور اس کے ہم عصر قدامہ بن جعفر نے اس کی بیس قسمیں گنائیں۔ پھر لوگوں نے ان اقسام کا پوری طرح کھوج لگانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ابن حجہ حموی کی تالیف **خزانۃ الادب** میں پہنچتے پہنچتے یہ اقسام ایک سو بیالیس ہوگئیں۔

چونکہ یہ علوم اس زمانہ کی پیداوار ہیں جب عربوں میں کمزوری اور زبان پر عجمیت طاری ہو رہی تھی۔ اس لیے اب تک یہ اپنے کمال تک نہ پہنچ سکے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

شعر کا اجمالی تعارف

شعر کی تعریف:

شعر اس موزوں اور مقفیٰ کلام کو کہتے ہیں جو نادر افکار، طُرفہ خیالات اور پر اثر و معنی خیز مناظر و خیالات کی صحیح ترجمانی اور عکاسی کرے۔

شاعری کے اوزان:

شاعری میں پندرہ اوزان ہیں۔ ہر وزن کو بحر کہتے ہیں۔ یہ پندرہ اوزان خلیل ابنِ احمد نے وضع کیے ہیں۔

عربی شاعری کی ابتداء:

عربوں میں شاعری کا آغاز کب ہوا اس کی تاریخ نہیں ملتی۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ جب شاعری کو تاریخ نے جانا وہ نہایت محکم و مرتب قصائد کی شکل اختیار کر چکی تھی۔

عربوں میں شاعری کے اسباب:

تمام سامیہ گرہوں میں سے عربوں کو شاعری میں بہت زیادہ دسترس حاصل تھی کیونکہ ان کو جو شغف و شاعری کے اسباب حاصل تھے۔ وہ دوسروں کے اندر موجود نہیں تھے۔ وہ اسباب درج ذیل ہیں۔

۱۔ لغتِ عربیہ کا وسیع ہونا۔

۲۔ ان کی طبیعت کا پاکیزہ ہونا۔

۳۔ زندگی کا سادہ ہونا۔

۴۔ ان کا تہذیب میں راسخ القدم ہونا۔

۵۔ ان کا کامل آواز والا ہونا۔

۶۔ فطری طور پر سلیقۂ شاعری سے سرفراز ہونا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

مختلف ادوار کی عربی شاعری اور شعراء

ا۔ زمانہ جاہلیت: (العصر الجاھلی)

یہ وہ دور ہے جو اسلام سے پہلے کا تھا۔

زمانہ جاہلیت کی شاعری کی خصوصیات:

دورِ جاہلیت کی شاعری درج ذیل خصوصیات رکھتی ہے۔

ا۔ اختصار کا زیادہ ہونا۔

۲۔ تخیل کی تصویر کشی میں سچائی کا استعمال ہونا۔

۳۔ تکلف اور بناوٹ سے خالی ہونا۔

۴۔ مجاز کا کم ہونا۔

۵۔ مبالغہ کا نہ ہونا۔

۶۔ سیاق فکر میں طبعی طریقہ کی کم پرواہ کرنا۔

۷۔ غریب الفاظ کا زیادہ استعمال ہونا۔

۸۔ ترکیب عبارت کا خوبصورت ہونا۔

۹۔ الفاظ کا پرزور ہونا۔

۱۰۔ قصیدے کی مکانوں اور کھنڈرات سے ابتداء کرنا۔

زمانہ جاہلیت کی شاعری کے موضوعات (اغراض الشعر)

ا۔ غزل

۲۔ مدح

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۳۔ ہجو

۴ رثاء

۵۔ فخر

۶ وصف

روایتِ شعر اور معلقات:

زمانہ جاہلیت کی مختصر سی مدت میں جو شاعری روایت کی گئی ہے وہ اتنی زیادہ ہے کہ اس کو یکجا کرنا مشکل ہے۔ اور حافظہ اس کو یاد کرنے سے قاصر ہے حالانکہ اس کا بڑا حصہ راویانِ شعر کے فاتحانہ معرکوں میں مرجانے کی وجہ سے تلف ہو گیا۔ ابوعمرو بن العلاء کا مقولہ ہے: ''عرب کی شاعری کا بہت کم حصہ تم تک پہنچا ہے۔ اگر وہ بکمال و تمام ملتا تو علم و حکمت اور شعر و ادب کا بہت بڑا حصہ تم کو ملتا۔''

باعتبار روایات سب سے زیادہ مستند، بلحاظ حفاظت اور عنایت سب سے زیادہ معتمد، وہ معلقات ہیں جن کے متعلق عربوں کی غالب رائے یہ ہے کہ وہی ایسے سات قصائد ہیں جو تمام مورخین کے خیال کے مطابق عربوں کے منتخب اور پسندیدہ قصائد تھے۔ جنہیں آب زر سے لکھ کر اظہار مقبولیت اور دائمی شہرت کے لیے کعبہ پر آویزاں کر دیا گیا تھا۔

الشعر دیوان العرب:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عربی شعر کے بارے میں فرمایا تھا۔ اَلشِّعْرُ دِیْوَانُ الْعَرَبِ'' یعنی ''شعر عربوں کا روزنامچہ ہے۔''

شعر ان کی زندگی کا عکاس ہے۔ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ شعر عربوں کی زندگی کا مکمل خاکہ ہے۔ وہ جو کچھ بھی دیکھتے، جن حالات سے گزرتے، سب کچھ شعروں میں محفوظ کر لیتے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

زمانہ جاہلیت کے مشہور شعرا اور ان کا تعارف:

۱۔ امرء القیس:

اس کا نام ''حندج'' اور لقب ''ذوالقروح (زخموں والا)'' ہے اور اس کا تعلق ''کندہ'' قبیلے سے تھا۔ اسے ''ملک الشعراء'' ''شاعروں کا بادشاہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ طرفۃ بن العبد:

اس کا نام ''عمرو بن العبد'' تھا۔ اور اس کا تعلق قبیلہ ''بنی بکر'' سے تھا۔

۳۔ عمرو بن کلثوم:

اس کا تعلق قبیلہ ''تغلب' سے تھا۔ یہ مشہور شاعر ''مہلہل' کا نواسا تھا۔

۴۔ حارث بن حلزۃ:

اس کا تعلق ''بنی بکر'' سے تھا یہ پردے کے پیچھے بیٹھ کر اپنی شاعری سناتا تھا کیونکہ اسے کوڑھ کا مرض تھا۔

۵۔ عنترہ بن شداد:

اس کا تعلق بنی عبس سے تھا اسے کالے رنگ کی وجہ سے ''ابوالمغلس'' کا لقب دیا گیا۔

۶۔ زہیر بن ابی سلمٰی:

اس کا باپ، دونوں بہنیں سلمٰی اور خنساء اور دونوں بیٹے کعب اور بجیر قابلِ ذکر شعراء میں شامل کیے جاتے ہیں۔ اس نے سو سال سے بھی زیادہ عمر پائی۔ اور اس کے دونوں بیٹے کعب اور بجیر مسلمان ہو گئے تھے۔

perfect24u.com

perfect24u.com

۷۔ نابغہ ذبیانی:

اس کا پورا نام ''ابو امامہ زید بن معاویہ'' ہے۔ اس کا لقب ''نابغہ'' تھا جس کے معنی ہیں ''غیر معمولی ذہانت''۔

۸۔ اعشیٰ:

اس کا نام ابو بصیر میمون بن قیس بن جندل ہے۔ اس نے اپنی آخر عمر میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی نبوت کا سنا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شان میں ایک قصیدہ لکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ قریش کو بہت گھبراہٹ ہوئی۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا ''خدا کی قسم اگر یہ مسلمان ہوا تو اپنی شاعری سے عرب میں جنگ کی آگ کو بھڑکا دے گا۔'' چنانچہ سب نے چندہ کر کے سو اونٹ اس کی مدد کے لیے جمع کیے۔ اعشیٰ نے وہ اونٹ قبول کر لیے اور واپس گھر کی راہ لی۔ راستہ میں یمامہ کے قریب وہ اپنی اونٹنی سے گرا اور اونٹنی نے اس کی گردن کچل دی۔

اسلامی دور کی شاعری اور شعراء:

دور جاہلیت میں شاعری لوگوں کا اوڑھنا بچھونا تھی۔ شاعر قبیلے کا سردار تھا۔ وہ سونتی ہوئی تلوار کی طرح قبیلے کا دفاع کرتا تھا۔ لوگ بے رحمی بد اعمالی اور بے حیائی میں بہت آگے نکل گئے تھے۔ قبائلی عصبیت کی انتہا تھی۔

جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا تو یہ آپس میں عداوت رکھنے والے ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے۔ اس دور میں خطابت کی اہمیت بڑھ گئی اور شعر کی اہمیت کم ہوگئی۔ بلکہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے بعض شعراء نے شاعری ترک کر دی۔ اور وہ شاعری کو برا سمجھنے لگے۔

لیکن جب کفار کے شعراء نے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ہجو کی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خود مسلمانوں کو شاعری کی اجازت دی اور فرمایا کہ شعر بذاتِ خود برا نہیں بلکہ ایسی شاعری جو اتفاق و اتحاد کو پارہ پارہ کرے اور دلوں میں عداوت اور دشمنی کو جنم دے وہ بری ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

شعر پر اسلام کا اثر:

شعر کے موضوعات پر اسلام کا بڑا اثر ہوا۔ جھوٹی مدح بدل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی مدح بن گئی۔ اور غزل میں جو بے حیائی اور بے باکی پائی جاتی تھی وہ پاکیزگی میں تبدیل ہوگئی۔ اب اگر وہ (شعراء) عورت کا نام بھی لیتے تو نہایت احترام سے۔ مبالغہ وجھوٹ ختم ہوگیا۔

شعر کے موضوعات: اعراض الشعر:

۱۔ مدح

۲۔ ہجو

۳۔ غزل

۴۔ فخر

۵۔ مرثیہ

اسلامی دور کے مختلف شعراء اوران کا مختصر تعارف:

۱۔ خنساء رضی اللہ عنہا:

ان کا نام تماضر بنت عمرو بن الشرید سلّمیہ ہے۔ خنساء ان کا لقب ہے جس کا مطلب ہے بہت خوبصورت۔ یہ مخضرمی شاعرہ ہیں (جنہوں نے دورِ جاہلیت اور دور اسلام دونوں دیکھے)۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور پھر انہوں نے اسلام قبول فرمایا۔ یہ وہ بہادر خاتون ہیں جنہیں جنگِ قادسیہ میں اپنے چار (4) جوان بیٹوں کی شہادت کی خبر ملی تو انہوں نے فرمایا ”اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ان کی شہادت سے عزت بخشی“۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۲۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابو الولید حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ میں پید ہوئے۔ یہ مخضرمی شاعر ہیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلّم ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو انصار کے ساتھ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلّم کی مدح میں شاعری کرتے تھے۔ اسی لیے انہیں ''شاعرِ رسالت'' کا لقب دیا گیا۔

اموی دور کی شاعری اور شعراء:

خلفائے راشدین کے دور تک شاعری پر اسلام کا ہی رنگ رہا لیکن اموی دور میں جیسے جیسے سلطنت پھیلی لوگ مختلف گروہوں میں بٹ گئے جیسے شیعہ، خوارج، امویین وغیرہ۔ اسی طرح سے شعراء بھی مختلف گروہوں میں بٹ گئے۔ اور یوں ایک دفعہ پھر دورِ جاہلیت والے تعصب نے سر اٹھا لیا۔ ہر خلیفہ کا اپنا ایک خاص شاعر ہوتا تھا جو اس کی مدح میں شاعری کرتا اور اس کے مخالفین کی ہجو کرتا۔

شعر کے موضوعات:

۱۔ مدح

۲۔ ہجو

۳۔ سیاسی شعر

۴۔ غزل حسی (جھوٹی)

۵۔ غزل فنی (پاکیزہ)

۶۔ خمریات

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

دور امیہ کے مشہور شعراء اور ان کا مختصر تعارف:

۱۔ فرزدق:

یہ ابو فراس ھمام بن غالب ہے۔ یہ بصرہ میں پیدا ہوا۔ اس نے اوائل عمری میں شاعری شروع کر دی تو اس کا باپ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر گیا تو انہوں نے فرمایا ''اسے قرآن سکھاؤ'' یہ اس کے لیے اچھا ہے۔ تو اس نے شاعری بند کی اور قرآن حفظ کیا۔

۲۔ اخطل:

یہ ابو ملک غیاث بن غوث ہے اس کا تعلق بنو تغلب سے ہے۔

۳۔ جریر:

ابو حرزہ بن عطیہ ہے۔ اس کا تعلق بنی تمیم سے تھا۔

۴۔ عمر بن ابی ربیعہ:

عمر بن ابی ربیعہ قریشی مخزومی ہیں۔اسی رات کو مدینہ میں پیدا ہوئے جس رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا۔ تو لوگ کہا کرتے تھے ''کتنا بڑا حق اٹھ گیا اور کونسا باطل اس کی جگہ آیا۔''

عباسی دور کی شاعری اور شعراء:

کہتے ہیں اسلامی سلطنت پھیل کر فارس ، یونان اور ہندوستان تک پہنچی تو اجنبی ثقافت نے جہاں ویسے عام زندگی کو متاثر کیا وہاں شعر پر بھی اس کا نمایاں اثر آ گیا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

شعر کے موضوعات:

۱۔ جھوٹی مدح

۲۔ ہجو

۳۔ فخر

۴۔ مرثیہ

۵۔ غزل

۶۔ غزل بالمذکر

۷۔ خمر

۸۔ زھد

۹۔ حکمت و فلسفہ

۱۰۔ وصف

عباسی دور کے مشہور شعراء اور ان کا مختصر تعارف:

۱۔ بشار بن برد:

اس کی کنیت ابو معاذ ہے اور یہ بصرہ میں نابینا پیدا ہوا۔

۲۔ ابونواس:

یہ حسن بن ھانی ہے اور ابونواس اس کی کنیت ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں عربی تھا اور کچھ کہتے ہیں فارسی تھا۔

۳۔ ابوتمام:

اس کا نام حبیب بن اوس ہے۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

جدید دور کی شاعری اور شعراء:

انیسویں اور بیسویں صدی کی سیاسی اور اقتصادی تحریکوں نے بعض عربوں کو اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ کچھ لوگ یورپ کے مختلف حصوں میں جا بسے۔ ان نو آباد عربوں نے عربی زبان کو نئی جلا بخشی اور بدلے ہوئے رجحانات اور تاثرات سے عربی ادب وشعر کو زینت بخشی۔

شعر کے موضوعات اور خصوصیات:

جدید عربی شاعری میں تین بڑے شعبے ہیں۔

۱۔ رومانیت

۲۔ واقعیت

۳۔ رمزیّت

جدید شاعری میں شاعر اپنے سامنے عکاس مقصد رکھتا ہے۔ خواہ وہ سیاسی ہو یا اجتماعی، تعلیمی ہو یا اعتقادی، اخلاقی ہو یا اقتصادی۔

جدید دور کے مشہور شعراء اور ان کا مختصر تعارف:

۱۔ حافظ ابراھیم:

یہ صفِ اوّل کے مصری شعراء میں بلند مقام رکھتا ہے۔

۲۔ خلیل مطران:

یہ لبنان کا مشہور ادیب اور نامور شاعر ہے۔ مصر میں سکونت پذیر رہا۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

۳۔ خلیل جبران:

یہ امریکی مکتب فکر کا حامل نامور شاعر، ادیب اور مصور ہے۔

۴۔ محمود سامی البارودی:

یہ مصر میں پیدا ہوا اور اس کا تعلق جرکس قبیلے سے ہے۔

صحابہ کرام کے چند منتخب اشعار:

۱۔ وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

۲۔ خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

مندرجہ بالا دونوں اشعار شاعر رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے ہیں۔

ان میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی مدح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے زیادہ حسین شخصیت میری آنکھوں نے کبھی دیکھی ہی نہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے زیادہ خوبصورت شخصیت تو آج تک کسی عورت نے جنی ہی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تمام عیوب سے پاک پیدا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی کامل شخصیت کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تو ایسے پیدا کیے گئے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم چاہتے تھے۔

۳۔ كُلُّ ابْنِ أُنْثَى وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهُ
يَوْمًا عَلَى آلَةٍ حَدْبَاءَ مَحْمُولُ

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

۴۔ نُبِّئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْعَدَنِیْ
وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَامُوْلُ

۵۔ مَهْلًا هَوَاکَ الَّذِی اَعْطَاکَ نَافِلَةَ ال
قُرْآنِ فِیْهَا مَوَاعِیْظُ وَ تَفْصِیْلُ

مندرجہ بالا تینوں اشعار حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر کے ہیں۔ ان کا پس منظر یہ ہے کہ ظہور اسلام کے بعد یہ اور ان کے بھائی بجیر رضی اللہ عنہ دونوں اسلام لانے کی غرض سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس روانہ ہوئے۔ بجیر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا لیکن کعب نے غصے میں آکر آپ صلی اللہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ہجو کہہ ڈالی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اس کا قتل واجب قرار دے دیا۔ اب بہت عرصہ چھپتا پھرتا رہا جب کہیں پناہ نہ ملی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی مدح میں قصیدہ لکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں پیش ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اس کو اپنی رداء (چادر مبارک) عطا فرمائی اس وجہ سے اس قصیدہ کو قصیدہ بردہ کہا جاتا ہے۔ یہ تینوں اشعار اسی قصیدہ کے ہیں۔

۳۔ پہلے شعر میں وہ فرماتے ہیں کہ ہر انسان کو خواہ وہ کتنا لمبا عرصہ زندہ رہے قبر میں جانا ہے۔ موت سے کوئی مفر نہیں تو پھر چیخ و پکار کس لیے۔ حالات کا صبر سے مقابلہ کرنا چاہیے۔

۴۔ دوسرے شعر میں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ عفو و درگزر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عادت ہے۔ اس لیے وہ گناہگار کو بخش دیا کرتے ہیں۔

۵۔ اس شعر میں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ مہلت دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم تو وہ مقدس وجود ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی نعمت سے مشرف فرمایا ہے۔ وہ قرآن جس میں انسانوں کے لیے نصیحتیں ہیں۔ اور احکام الٰہیہ کی تفصیلات ہیں۔

۶۔ عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّهَا فَمُقَامُهَا
بِمِنًی تَاَبَّدَ غَوْلُهَا فَرِجَامُهَا

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

۷۔ فَعَلا فُرُوْعُ الاَیْهُقَانِ وَاَطْفَلَتْ
بِالْجَلْهَتَیْنِ ظِبَائُهَا وَ نَعَامُهَا
۸۔ وَالْعَیْنُ سَاکِنَةٌ عَلٰی اَطْلَائِهَا
عُوْذًا تَاَجَّلُ بِالْفَضَاءِ بِهَامُهَا

۶۔ یہ اشعار لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ یہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہا میں سے تھے۔ پہلے شعر میں وہ فرماتے ہیں کہ محبوبہ نے جہاں چند لمحات گزارے وہ جگہ جہاں وہ مقیم رہی وہ جگہ منی میں غول اور رجام پہاڑوں کے درمیان ہے اب وہ مٹ گئی ہے اور زائرین کے لیے وحشت ناک بن گئی ہے۔

۷۔ محبوبہ کے اجڑے ہوئے گھر کے بارے میں کہتا ہے کہ وادی کے دونوں کناروں پر پودے بڑھ گئے ہیں اور ان مکانات میں وحشی جانوروں نے ڈیرہ ڈال دیا ہے۔ اور ہرنوں اور نیل گائیوں نے وہاں بچے جن لیے ہیں۔

۸۔ گھروں کی وحشت ناک اور اس کی ویرانی کا حال یہ ہے کہ نیل گائیں جنگلی موٹی موٹی آنکھیں ہیں۔ اور تازہ بچے جننے والیاں وہاں امن اور سکون سے رہتی ہیں۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے اجڑ بلا خوف وخطر وہاں چر رہے ہیں جیسا کہ یہ ان کی جگہ ہو اور کوئی انسان تو سرے سے آباد ہی نہیں ہوا ہے۔

۹۔ اَعَیْنَیَّ جُوْدَا وَلَا تَجْمُدَا
اَلَا تَبْکِیَانِ لِصَخْرِ النَّدٰی؟
۱۰۔ اَلَا تَبْکِیَانِ الْجَرِیَّ الْجَمِیْلَ
اَلَا تَبْکِیَانِ الْفَتَی السَّیِّدَا

دونوں اشعار حضرت خنسا رضی اللہ عنہ کے ہیں جو انہوں نے اپنے پیارے بھائی صخر کی موت پر کہے۔ وہ اپنے بھائی سے بہت محبت کرتی تھیں۔ وہ کہتی ہیں۔ اے میری آنکھوں خوب آنسو بہاؤ اور خشک نہ ہو جاؤ۔ کیا مجسمۂ جود وسخا صخر کے لیے تم آنسو نہیں بہاؤ گی؟ کیا اس خوبصورت جوان مرد پر تم سوگ نہیں کرتیں؟ کیا اس نوجوان سردار پر تم نہیں روتیں؟

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

مشق

سوال 1: درج ذیل سوالات کے جواب تفصیل سے دیں۔

الف۔ زبان کو سیکھنے کی چار مہارتیں کون کونسی ہیں۔ تفصیلاً بیان کریں۔

ب۔ مختلف ادوار میں عربی شاعری کے ارتقاء کو مفصل قلمبند کریں۔

ج۔ علوم اللسان کون کونسے ہیں؟ ہر ایک پر ایک جامع نوٹ لکھیں۔

د۔ الشعر دیوان العرب سے کیا مراد ہے۔ نیز مختلف ادوار کے عربی شعرا کا مختصر تعارف بیان کریں۔

ہ۔ استماع اور تکلم کی مہارتوں کو تفصیلاً بیان کریں۔ نیز قرأۃ کا طریقہ ترکیبیہ اور طریقہ کلیہ کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ زبان کسے کہتے ہیں؟

ب۔ استماع اور تکلم کے ذریعے زبان سیکھنے کے کون کونسے وسائل ہیں؟

ج۔ نحو کے لغوی معنی کیا ہیں؟

د۔ قرأت کا طریقہ ترکیبیہ کیا ہے؟

ہ۔ مشہور قصیدہ بُردہ شریف کس شاعر نے لکھا تھا؟

و۔ جدید دور کی شاعری کے تین بڑے شعبے کون کون سے ہیں؟

ز۔ جاہلی دور کی شاعری کی کوئی سی تین خصوصیات لکھیے۔

ح۔ اُنصر اخاک ظالماً او مظلوماً کا کیا مطلب ہے؟

ی۔ علم بدیع میں سب سے پہلی کتاب کس نے تالیف کی؟

ت۔ العصر الجاھلی سے کیا مراد ہے؟

NOT FOR SALE

perfect24u.com

perfect24u.com

سوال 3: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف۔ کسی عبارت کو اہل زبان کے صحیح تلفّظ کے ساتھ پڑھنا ______ کہلاتا ہے۔

(i) تکلم (ii) استماع (iii) قراۃ (iv) کتابت

ب۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص مدینہ آیا جسے ایک شخص نے پڑھائی۔

(i) سورۃ الکوثر (ii) سورۃ البراۃ (iii) سورۃ الماعون (iv) سورۃ الاخلاص

ج۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کے چار بیٹے شہید ہوئے تھے۔

(i) جنگ بدر میں (ii) جنگ احد میں (iii) جنگ قادسیہ میں (iv) جنگ جمل میں

د۔ ذوالقروح کا مطلب ہے۔

(i) دو کانوں والا (ii) بڑی شان والا (iii) عزت والا (iv) زخموں والا

ہ۔ وہ علم جس کے ذریعے کلام میں حسن اور خوبصورتی پیدا کرتے ہیں۔

(i) علم صرف (ii) علم بدیع (iii) علم بیان (iv) علم معانی

و۔ شروع شروع میں ساتھ ساتھ چلتے رہے۔

(i) علم بیان اور علم معانی (ii) علم بدیع اور علم معانی (iii) علم صرف اور علم نحو (iv) علم صرف اور علم بیان

ز۔ کسی زبان کی تعلیم و تعلم کے حقیقی تدریجی مراحل ہیں۔

(i) ۲ (ii) ۳ (iii) ۵ (iv) ۴

ح۔ کسی املاء میں طالب علم کوئی بند یا عبارت دیکھ کر نقل کرتا ہے۔

(i) املاء استماعی (ii) املاء منقول (iii) املاء منظور (iv) املاء کتابت

ط۔ حروف قمریہ کی تعداد ہے۔

(i) ۱۳ (ii) ۱۵ (iii) ۱۴ (iv) ۱۶

ی۔ کتابت سے مراد عربی حروف کا

(i) پڑھنا ہے (ii) سُنتا ہے (iii) لکھنا ہے (iv) بولنا ہے

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

سوال 4: خالی جگہ مناسب الفاظ سے پر کریں۔

الف۔ علم نحو کا اولین واضع __________ تھا۔

ب۔ اللغۃ حدیث ولیست __________

ج۔ زبان وہ ہے جسے __________ بولتے ہیں۔

د۔ شاعری میں پندرہ اوزان ہیں۔ ہر وزن کو __________ کہتے ہیں۔

ہ۔ عنترہ بن شداد کا تعلق بنی __________ سے تھا۔

و۔ عمر بن ابی ربیعہ اس رات کو مدینہ میں پیدا ہوا جس رات __________ نے انتقال فرمایا۔

ز۔ شعر موزون اور __________ کلام کو کہتے ہیں۔

ح۔ محمود سہالی البارودی کا تعلق __________ قبیلے سے ہے۔

ط۔ عباسی دور میں ہر __________ کا اپنا ایک خاص شاعر ہوتا تھا۔

ی۔ استماع اور تکلم کے ذریعے زبان کو سیکھنے کے جدید طریقے کو __________ کہتے ہیں۔

سوال 5: کالم ملایئے۔

الف۔	امراء القیس	شاعر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا
ب۔	البیان والتبیین کا مصنف	ذکر کہلاتا ہے
ج۔	صرف کے معنی ہیں	الکسائی کا
د۔	فرزدق	۲۸ ہے
ہ۔	علامہ جودی بن عثمان الموروری شاگرد ہے	عصر عباسی کے اختتام پر
و۔	طریقۂ ترکیبیہ میں قرات کی تعلیم شروع کرتے ہیں۔	ملک الشعراء
ز۔	عربی حروف ہجا کی تعداد	اجزاء کلمات سے
ح۔	حضرت حسان بن ثابتؓ کا لقب	نے قرآن مجید حفظ کیا تھا
ط۔	علم معانی کا آغاز ہوا	جاحظ
ی۔	کلام کے اندر مافی الضمیر کے مطابق الفاظ کا لانا	کسی چیز کو پھیرنا

سرگرمی

معلم / معلمہ طلبہ سے عرب شعراء کے ناموں یا عربی اشعار کا چارٹ تیار کروائیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.cm

مصنفین کے بارے میں

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر آصف محمود

آپ گزشتہ بیس سال سے درس و تدریس کے شعبے سے منسلک ہیں۔ آپ نے علوم اسلامیہ اور عربی زبان و ادب میں ماسٹر ڈگریاں جامعہ پنجاب سے حاصل کیں۔ آپ نے پی ایچ ڈی عربی زبان و ادب کی ڈگری جامعہ پنجاب، لاہور سے حاصل کی۔ آپ کے کئی تحقیقی مقالے شائع ہو چکے ہیں۔ آپ نے چند درسی کتب بھی تصنیف کی ہیں۔ آج کل آپ فیڈرل گورنمنٹ ڈگری کالج ایچ نائن اسلام آباد کے شعبہ عربی میں تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

۲۔ محترمہ پروین اختر

آپ گزشتہ تیرہ سال سے درس و تدریس میں مصروف ہیں۔ آپ نے ایم اے عربی زبان و ادب کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی لاہور سے حاصل کی۔ تحقیق اور تدریس سے گہری دلچسپی ہے۔ آج کل آپ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، مسلم ٹاؤن، راولپنڈی میں تدریس عربی و اسلامیات کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔

۳۔ مسز ناصرہ حمید

آپ گزشتہ تیرہ سال سے درس و تدریس میں مصروف ہیں۔ آپ نے ایم اے اسلامک ہسٹری کی ڈگری کراچی یونیورسٹی سے حاصل کی۔ تحقیق اور تدریس سے گہری دلچسپی ہے۔ آج کل آپ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، مسلم ٹاؤن، راولپنڈی میں تدریس اسلامیات کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔

۴۔ محترمہ عنبر نوریز

آپ گزشتہ آٹھ سال سے تعلیم و تدریس، درسی کتب کی تیاری اور تعلیمی پیمائش و جائزہ کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ آپ قومی تعلیمی جائزہ نظام (NEAS) اور شعبہ نصاب، وفاقی وزارت تعلیم، اسلام آباد کے ساتھ وابستہ رہی ہیں۔ آپ نے ماسٹرز کی ڈگری بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی سے حاصل کی۔ آپ اس وقت گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول نمبر 1، کھوڑ ضلع اٹک میں فرائض منصبی ادا کر رہی ہیں۔

۴۔ شمس الحسین ظہیر

شمس الحسین ظہیر ایک سرگرم ماہر تعلیم ہیں۔ آپ کا تعلق بھائی خان مردان سے ہے۔ آپ نے پشاور یونیورسٹی سے ایم اے عربی میں گولڈ میڈلسٹ حاصل کیا۔ آپ نے اسلامیہ کالج یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ گذشتہ کئی سالوں سے کوہاٹ یونیورسٹی میں درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ ہیں۔

NOT FOR SALE
perfect24u.com